

# اصلاحاتی منشور

## معیشت اور معاشرے کا ارتقاء

اس اصلاحاتی ایجنڈے کو پالیسی دستاویز کے طور پر نہیں دیکھا جانا چاہیے۔ اس ایجنڈے کا مقصد صرف مستقبل کے پالیسی فریم ورک کی سمت کا تعین کرنا ہے۔ PIDE یہ واضح کرنا چاہتا ہے کہ یہ مجوزہ اصلاحاتی ایجنڈے کا مکمل ورژن نہیں ہے۔ اسے مشوروں، تجزیوں اور مختلف آراء کے ذریعہ سے بہتر بنایا جاسکتا ہے۔ یہ دستاویز دراصل PIDE کی گزشتہ چار برس کی ایک تحقیقات پر مبنی ہے۔ چنانچہ اس ایجنڈے کی بنیاد اُن بے شمار تحقیقی دستاویزات پر اُسٹوار کی گئی ہے جن کا مطالعہ آپ PIDE کی ویب سائٹ ([www.pide.org.pk](http://www.pide.org.pk)) پر کر سکتے ہیں۔

اس اصلاحاتی ایجنڈے کے مصنفین، اس دستاویز کی تیاری کے سلسلے میں اپنے بے شمار محققین کے تعاون کے شکر گزار ہیں۔

مصنفین

ندیم الحق

دُرِ نایاب

احمد وقار قاسم

مترجم: محمد فیصل علی

اصلاحاتی منشور  
معیشت اور معاشرے کا ارتقاء

# فہرست

- 1.....پیش لفظ  
3.....پس منظر اور اصلاحات کا تصوراتی خاکہ

## سیاسی عدم استحکام وقت کی اہم ضرورت

- 9.....(ا) سیاسی جماعتیں  
9.....(ب) انتخابات  
11.....(ج) انتخابی مہمات کی جمہوری تشکیل  
11.....(د) پارلیمان

## سرکاری انتظامیہ، اکیسویں صدی کے تناظر میں

- 15.....(ا) کابینہ کا حجم اور ساخت  
16.....(ب) افسر شاہی  
17.....(ج) سرکاری ملازمین  
18.....(د) وزارتیں  
18.....(ہ) خود مختار ایجنسیاں اور پرنسپل اکاؤنٹنگ آفیسرز  
19.....(و) ضوابط  
20.....(ز) عدلیہ

## شہر، ترقی کے نمائندگان

- 23.....(ا) شہر  
23.....(ب) شہری نقل و حمل  
24.....(ج) مقامی حکومتیں

## مالیاتی نظام

- 26.....(ا) درمیانی مدت کے بجٹ کا انتظام اور ترقی  
26.....(ب) بجٹ بنانے کا عمل  
27.....(ج) قرضوں کا نظم  
28.....(د) سرکاری سرمایہ کاری  
29.....(ح) سرکاری کاروباری ادارے  
30.....(و) پینشن کا نظام  
30.....(ز) ٹیکس اور ٹیرف  
32.....(ح) سرکاری اثاثوں کا نظم



### منڈیوں کی تجدید

- 34.....ریئل اسٹیٹ (ا)
- 35.....ایگریکلچر ان پٹ مارکیٹ (ب)
- 36.....زرعی زمینوں کی مارکیٹ (ج)
- 37.....مالیاتی مارکیٹ (د)
- 38.....میڈیا (ه)
- 39.....گاڑیوں کی مارکیٹ (و)

### تجارت اور عالمی سطح پر مقابلہ کی سکت

- 42.....تجارت اور عالمی سطح پر مقابلہ کی سکت (ا)

### توانائی

- 45.....بجلی (ا)
- 46.....بجلی سے متعلقہ ضوابط اور قوانین (ب)
- 46.....توانائی کی کمپنیوں کا نظم (ج)

### تیل اور گیس

- 48.....تیل اور گیس کی مارکیٹ (ا)
- 49.....تیل اور گیس کی دریافت (ب)
- 49.....پٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں (ج)
- 50.....توانائی کی منتقلی (د)

### ہمارا بنیادی سماجی نظام

- 52.....تعلیم (ا)
- 53.....صحت (ب)
- 55.....پولیس (ج)
- 55.....انٹرنیٹ (د)

### آبادی کے رجحان

- 57.....آبادی کے رجحان

### معاشرہ اور گروہ بندی

- 61.....معاشرہ اور گروہ بندی

## پیش لفظ

### ایک آگے بڑھتا اور جدید پاکستان عالمی ایمر جنسی وارڈ میں مستقل علامت کا خاتمہ:

پاکستان میں معاشی بد حالی سال ہا سال سے جاری و ساری ہے۔ آئی ایم ایف کے چوبیس پروگراموں کے بعد بھی، سرمایہ کاری کے بغیر، جاری کھاتوں (Current Account) اور مالیاتی خسارے کے خوف کے باعث، معیشت ڈیفالٹ ہونے کے قریب ہے۔ یہ ملک میں اعتماد کی اس سطح کو ظاہر کر رہا ہے جس کی وجہ سے ملک میں سرمایہ کاری غیر معمولی طور پر کم ہے، بلکہ تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس وقت صرف غیر رسمی مارکیٹ ہی ملک میں سرمایہ کاری، روزگار اور دیگر معاشی مواقع فراہم کر رہی ہے۔

رسمی مارکیٹ کا انتظام انتہائی غیر دانشمندانہ انداز میں چلایا جا رہا ہے۔ PIDE کا تخمینہ ہے کہ مارکیٹ میں داخلے اور افزائش پر، نوآبادیاتی بیورو کریسی کی وجہ سے ہونیوالی حکومتی مداخلت کے اثرات 64 فیصد تک ہیں۔ PIDE کا یہ بھی اندازہ ہے کہ اجازت ناموں کے اس کلچر اور وسیع تر قوانین کی قیمت ہماری سالانہ GDP کے 45 فیصد کے قریب ہو سکتی ہے۔ اگر صورتحال کا تجزیہ اسی طرح سے کیا جائے تو ہماری معیشت میں سرمایہ کاری کی بہت کم گنجائش میسر ہے۔

نوآبادیاتی روایات کو جاری رکھتے ہوئے ہم نے اپنی 75 سال کی آزادی کے دوران جس غیر اصلاحی نظم حکومت کو برقرار رکھا ہے یہ دولت کمانے کے حوالے سے انتہائی نامناسب ہے۔

### ایک ناکارہ نظام:

ہمارے جمہوری نظام کی افزائش، مقامی باشندوں کی تربیت اور طاقت کا مرکز بن جانے والے آقاؤں کی تشکیل، نوآبادیاتی معیارات پر ہوئی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ووٹ نظریات یا خیالات کی بنیاد پر نہیں بلکہ متوقع تحائف کے ساتھ ساتھ سرکاری عنایات کے ذریعے حقوق کی فراہمی پر دیے جاتے ہیں۔ یہ ناپختہ جمہوریت، انتخابات کو صرف ملکی وسائل پر ایسے اختیار کا ذریعہ سمجھتی ہے جس کی نگرانی کرنے والا کوئی نہ ہو۔ چنانچہ اس سامراجی جمہوریت نے قرضوں کی ایک غیر پائیدار شکل کو جنم دیا ہے۔

نوآبادیاتی نظام کا یہ تسلسل معاشرے کو جدید بنانے میں بھی ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے اور مارکیٹوں کے بارے میں گہرے شکوک کو بھی برقرار رکھتا ہے۔ نوآبادیاتی نظام کی وراثت نے اس طریقہ ہائے زندگی کو ایک بڑے پیمانے پر فروغ دیا ہے، جس کی بھاری قیمت ہمارے بجٹ پر پڑتی ہے۔ شہری مراکز، جو اکثر سرمایہ کاری اور اختراعات (Innovations) کے لیے اہم ہوتے ہیں، افسران اور مضمفین کرام کے لیے دفاتر اور رہائش گاہوں کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ افسر شاہی، شہری ترقی اور قانون سازی کو اپنے فائدے کے لیے ترتیب دیتی ہے۔ شہروں کی تشکیل قانونی طور پر ہی افسر شاہی کے مزاج کے مطابق کی جا رہی ہے، جس کی وجہ سے شہری آبادیوں اور بلند و بالا عمارتوں کو شہری حدود سے باہر دھکیل دیا گیا۔ چنانچہ اس کے نتیجے میں پھیلنے والی شہری حدود کی وجہ سے قریب قریب سبھی شہروں کی فضائنا قابل رہائش آلودگی کا شکار ہے۔

PSDP کے ذریعے سے ہونیوالی سرکاری سرمایہ کاری سیاسی اثر و رسوخ کے زیر اثر ہے۔ تمام سیاستدان اپنے اپنے حلقوں کے لئے منصوبوں کو معاشی تجزیہ کیے بغیر آگے بڑھاتے ہیں۔ اس سے نہ صرف وسائل کا ضیاع ہوتا ہے بلکہ اس نے مقامی سیاست کو قومی سیاست سے الگ کر دیا ہے، ایم این اے، ایم پی اے، حتیٰ کہ وزراء اور وزراء اعلیٰ بھی مقامی کونسلر کی طرح کا برتاؤ کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ منصوبہ جات سرپرستی کی سیاست کی علامت بھی بن چکے ہیں۔ ہمیں نظریاتی سیاست کی ضرورت ہے، سرپرستی کی سیاست کی نہیں۔

مقامی حکومتوں کے بغیر جمہوریت نامکمل رہتی ہے۔ مگر ہمارے ہاں VIPs کی طرف سے مقامی حکومتوں کی مزاحمت کی جاتی ہے تاکہ سیاست دان اپنے PSDP فنڈز کو محفوظ رکھ سکیں اور افسر شاہی شہروں اور زمین کی ترقی اپنے اختیار میں برقرار رکھ سکیں۔

### منصوبہ بندی اور اصلاحات کی صلاحیت کا فقدان:

مختصر، سرکاری دفاتر اور افسران انتظامی نظام لین دین اور منڈیوں پر منفی انداز میں اثر انداز ہو رہے ہیں۔ اس نوآبادیاتی ڈھانچے پر مختلف مافیاز کا قبضہ ہے چنانچہ یہ نظام آزادانہ امور کو سرانجام دینے کی صلاحیت کھو چکا ہے۔ جیسے جیسے پاکستان ایک بحران سے دوسرے بحران میں داخل ہوتا ہے، اختیارات پر حکمرانی کرنے والا نوآبادیاتی نظام ہنرمندوں کے لئے ایک غیر موزوں مقام بننا جا رہا ہے۔ اختراعی، کاروباری اور تحقیقی مہارتوں کے لئے یہاں کوئی مواقع نہیں ہیں چنانچہ وہ یہاں سے ہجرت پر مجبور ہیں۔ نوآبادیاتی نظام کو اس لئے بھی مزید تقویت ملی ہے کیونکہ ان کے اختیار کو کوئی چیلنج کرنے والا نہیں ہے۔ تاہم، اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ قدیم ادارے 21 ویں صدی کے عالمی معاشی تقاضوں سے نمٹنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

بھاری امداد اور قرضے فراہم کرنے والے ادارے ایسے ظاہر کرتے ہیں جیسے پاکستان ایک جدید معیشت ہے۔ وہ 19 ویں صدی کے نوآبادیاتی نظام کو بہت کم اہمیت دیتے ہیں۔ قرض انتہائی سہولت سے فراہم کر دیے جاتے ہیں۔ کیونکہ بین الاقوامی مشیر تحقیق کے لیے کوئی جگہ فراہم نہیں کرتے چنانچہ بنیادی سوچ اور تحقیق کا عمل انحطاط کا شکار ہے۔ یہ صورتحال ایک تباہی کا نسخہ ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ گزشتہ 75 برسوں سے کیوں پاکستان ایک بحران سے دوسرے بحران کی جانب گامزن ہے اور اب اسے عالمی منڈی میں ڈیفالٹ کا امیدوار سمجھا جا رہا ہے۔

## مستقبل اصلاح سے جڑا ہے:

تمام تر مسائل کے باوجود اُمید کے دینے ابھی بھی روشن ہیں۔ پاکستان ایک نوجوان آبادی والا ملک ہے جہاں نوجوان آبادی باقی ماندہ نوآبادیاتی نظام سے بچ نکلنے کے لیے مسلسل ملک سے ہجرت کی

کوشش میں مصروف ہے۔ تاہم یہ پاکستان کے مستقبل کے لیے ایک بڑی قوت ہو سکتی ہے۔ اپنی کتاب 'Looking Back: How Pakistan Became an Asian Tiger' (Haque, 2017) میں، میں نے اُن اہم ترین اصلاحات کا خاکہ پیش کیا ہے جن کی بنیاد پر ان نوجوانوں کی صلاحیتوں سے بھرپور استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ یہ صرف اُس صورت میں ہو گا جب ہم پورے انتظامی ڈھانچے بشمول بیوروکریسی، عدلیہ، اور جمہوری نظام کو، اکیسویں صدی کے تقاضوں کے عین مطابق از سر نو ترتیب دے سکیں، جہاں مارکیٹوں کو نوجوانوں کی صلاحیت سے استفادہ کرنے اور کام کرنے کی اجازت ہو۔ نہ کہ ان کو ملک چھوڑنے پر مجبور کر دینے والے حالات کا پیش خیمہ بننے کی۔

پاکستان کو بھی دیگر ممالک کی طرح اُس داخلی صلاحیت پر توجہ دینی چاہیے جو بدلتے ہوئے وقت کے تقاضوں کے مطابق آگے بڑھ سکے، جدید ٹیکنالوجی کو اختیار کر سکے اور مقابلے کی دوڑ میں شامل رہ سکے۔ بالآخر، اسے اپنی صلاحیتوں کی بنیاد پر اپنا مقام دریافت کرنا ہو گا تاکہ ہم کچھ شعبوں میں دنیا کی رہنمائی کر سکیں اور مزید بحر انوں سے خود کو بچا سکیں۔

جیسا کہ ہم پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں کہ ہمیں قریب تر ڈیفالٹ سے بچنے کے لئے اور ہمارے گہرے سماجی اور معاشی مسائل کو ایک بنیادی ردِ عمل کی ضرورت ہے جو کہ منصوبہ بندی کی ساخت اور طریقہ کار کے ساتھ ساتھ انتظامی اور کاروباری امور کو سر انجام دینے والے نظام کا احاطہ بھی کرے۔

میں اس امر کی بھرپور وضاحت بھی کرتا چلوں کہ یہ اصلاحاتی منشور ملک بھر میں متعدد کانفرنسوں، میٹنگز اور Webinars میں وسیع پیمانے پر کئے جانے والے مباحثوں اور مشاورت کا حاصل ہے۔ پھر بھی، یہ کسی بھی طرح سے یا تو مکمل یا سب سے زیادہ ممکنہ اصلاحاتی ایجنڈا نہیں ہے، جس کی ضرورت ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ کچھ اہم اصلاحات کا خاکہ پیش کرتا ہے جو ہمیں وراثت میں ملنے والے نوآبادیاتی نظام سے آگے بڑھنے کے لیے کی جانی چاہیے۔ کوئی بھی اصلاح جامد یا مکمل نہیں ہوتی۔ یہ سیکھنے اور ارتقاء کا ایک شعوری اور مسلسل عمل ہونا چاہیے۔

اگر اسے ایک اور زاویے سے دیکھا جائے تو یہ ایک تحقیقی ایجنڈا بھی ہے جسے ہمارے محققین، تحقیقاتی اداروں، فکر گاہوں، جامعات اور معاشرے میں موجود دیگر تنظیموں کو آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ یہ ایک ایسا ایجنڈا ہے جس پر مزید مباحثے اور مکالمے کی گنجائش ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ سیاسی جماعتیں اس کا استعمال اپنے منشور کی تشکیل میں کریں گی۔ میڈیا کو صرف گذشتہ روز کی خبروں سے آگے بڑھتے ہوئے ان خیالات پر تبصرہ اور مکالمے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ ہمیں بھی اصلاح اور تبدیلی کو اپنے معاشرے کا حصہ بننے کے لیے قبول کرنا چاہیے۔ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ اگر ہمیں اپنی آبادی، اور اپنے معاشرے کی ضروریات کے مطابق ترقی کرنا ہے تو ہمیں گہری تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔

ڈاکٹر ندیم الحق

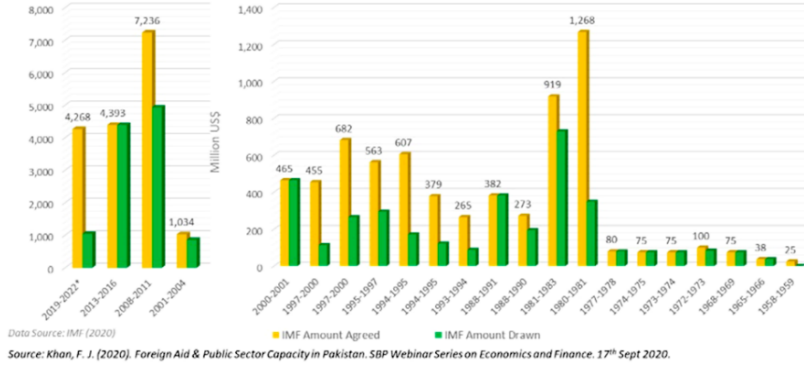
وائس چانسلر،

پاکستان ادارہ برائے ترقیاتی معاشیات

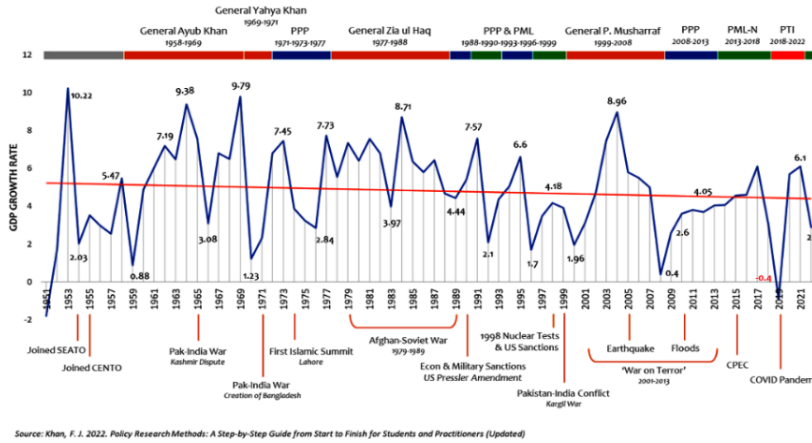
## پس منظر اور اصلاحات کا تصوراتی خاکہ

پاکستان اپنی تاریخ کے بیشتر عرصہ میں معاشی اعتبار سے عالمی مالیاتی ادارے IMF کے ہنگامی وارڈ میں رہا ہے۔ بلاشبہ، ہماری معیشت، پالیسی کی تشکیل، طرز حکمرانی اور کاروباری نظام میں گہرے مسائل موجود ہیں جو ہمیں آخری حربے یعنی آئی ایم ایف کا عادی قرضدار رکھنے پر مجبور کرتے ہیں۔ پاکستان کی اقتصادی ترقی کا تجربہ مسلسل اتار چڑھاؤ کا شکار رہا جہاں ہمیں کہیں کہیں قسط وار ترقی نظر آتی ہے۔ طویل مدتی نمونے کی جانب رجحان کو ظاہر کر رہی ہے جو انتہائی تشویشناک ہے۔

### عالمی مالیاتی ادارے سے لئے جانے والے قرضوں کی تفصیل



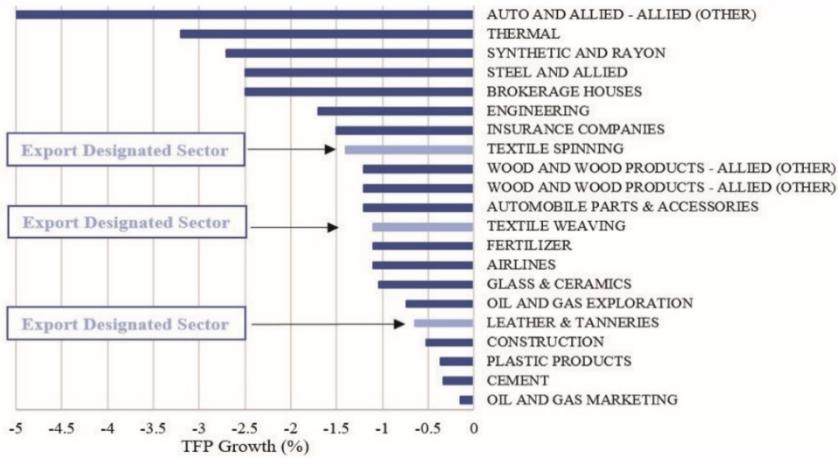
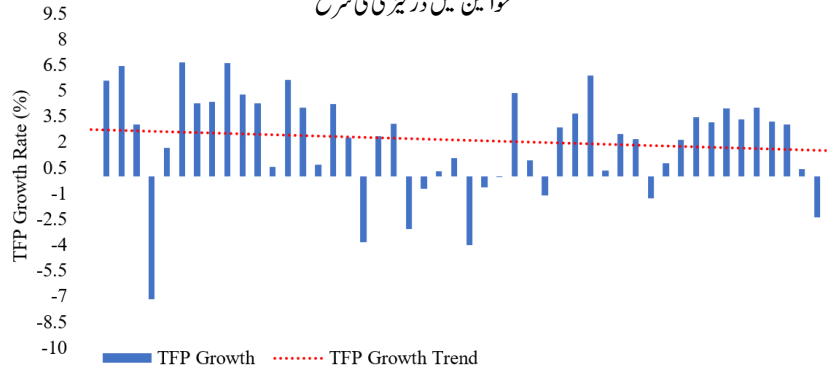
### پاکستان کی معیشت کا ایک تاریخی جائزہ



تیزی سے بدلتی ہوئی ڈیموگرافی اور قرضوں کے بوجھ سے درپیش چیلنجز کو اس وقت تک حل نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ پاکستان ایک طویل مدت کے لیے بلند شرح نمو کو حاصل کرنے کے بعد اسے برقرار نہیں رکھ لیتا (ح-1)۔ PIDE کا تخمینہ ہے کہ آبادی میں مسلسل اضافہ 2056 تک برقرار رہے گا۔ اگلی تین دہائیوں تک ہر سال لیبر مارکیٹ میں 20 لاکھ سے زیادہ نئی ملازمتیں شامل کرنے کی ضرورت ہوگی۔ یہ نتیجی ممکن ہو گا جب ہماری اقتصادی ترقی کی شرح 7 فیصد سالانہ سے اوپر رہے گی۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ مشکل ہے تو انہیں یہ غور کرنا چاہئے کہ بھارت نے یہ کامیابی گزشتہ دو دہائیوں میں حاصل کر لی ہے۔ PIDE کی تحقیق سے یہ بھی آشکار ہوتا ہے کہ ہمیں اس وقت گہری اصلاحات درکار ہیں۔

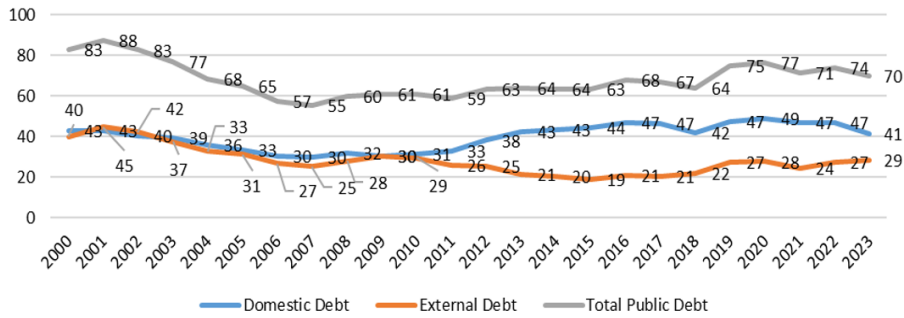
ہماری پیداواری صلاحیت میں کمی واقع ہوئی ہے اور افسوسناک بات یہ ہے کہ اس کی وجہ سے ہمارا برآمدی شعبہ اور سبسڈیز سے چلنے والے شعبے بھی شدید زوال کی جانب گامزن ہیں (ح-2)۔

### خواتین میں ذرخیزی کی شرح



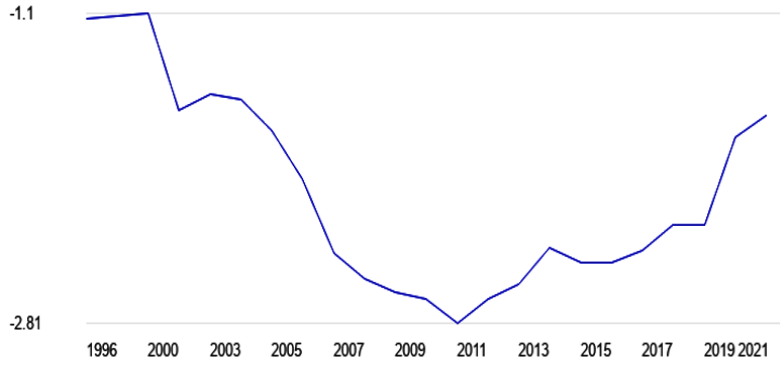
قرضوں کا بوجھ مسلسل بڑھ رہا ہے، اور زیادہ تر تجزیہ کاروں کا خیال ہے کہ ہم نے حال ہی میں خود کو ڈیفالٹ سے بچایا ہے۔ 2003 میں قرض کی ایک پیچیدہ تنظیم نو کے ذریعے حاصل کی گئی مالی معاونت کا زیادہ تر حصہ غیر پیداواری طور پر تیزی سے خرچ کیا گیا۔

### پاکستان پر GDP کے تناسب سے قرضوں کا بوجھ



پاکستان ایک بہت ہی غیر مستحکم ملک ہے، جہاں مختلف سیاسی اور غیر سیاسی عناصر عدم استحکام میں اپنا اپنا حصہ ڈالتے رہے ہیں۔ ہمیں اتار چڑھاؤ اور عدم استحکام کی اس صورت حال کو اصلاحات کے تقاضے کے طور پر دیکھنا چاہیے۔

## سیاسی استحکام کا تجزیہ



ظاہر ہے کہ اگر ہمیں ترقی کرنی ہے تو تبدیلی کی ضرورت ہے۔ یہ اس وقت تک ممکن نہیں ہو گا جب تک کہ تقریباً تمام شعبوں میں گہری نظر رکھنے والی اصلاحات نہیں کر لی جاتیں۔ پاکستان انسٹیٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ اکنامکس PIDE کی جانب سے گزشتہ برسوں میں کی جانے والی تحقیق بعض اصلاحاتی نظریات کی نشاندہی کرتی ہے، جو ہم آپ کے لیے ایک بھرپور بحث کو فروغ دینے کے لیے پیش کر رہے ہیں۔

### ہم تاحال ماضی کے HAQ-HAG ماڈل میں اُلٹھے ہوئے ہیں:

پاکستان کی اقتصادی پالیسی ہی ارتقاء یا جدت کے راستے میں رکاوٹ ہے۔ یہ پالیسی آج بھی HAQ-HAG ماڈل کی پیروی جاری رکھے ہوئے ہے جسے 1950 کی دہائی میں غیر ملکی مشیروں نے فراہم کیا تھا (ح-3)۔ HAQ-HAG ماڈل کی توجہ ایسے منصوبوں پر تھی جیسا کہ سڑکیں، عمارتیں، توانائی کی فراہمی، ڈیم، نہریں۔ یہ نقطہ نظر عالمی ویلیو چین Value Chain سے ہماری صنعت کی بڑھتی ہوئی دوری کا باعث بنا ہے۔ Mercantilism کے ذریعے تقویت پانے والی عالمی ویلیو چین سے دوری کا مطلب، مقامی ویلیو چین کی کم افزائش بھی ہے یہی وجہ ہے کہ ہمیں متعدد سرگرمیاں جیسے کہ ریشیل، ہول سیل، ذخیرہ اندوزی، تجارت، شہر کی ترقی، اور تعمیرات کم ترقی یافتہ نظر آتی ہیں۔

- اس ماڈل میں Soft بنیادی ڈھانچے پر بہت کم توجہ دی گئی ہے، مثال کے طور پر تحقیق، انتظام، پیداواری صلاحیت میں اضافہ، وغیرہ۔
- Hard منصوبوں کے غیر ضروری تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے اور بڑھتی ہوئی آبادی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے شرح تبادلہ کو فراہم کی جانے والی سپورٹ نے ڈالر کی زیادہ سے زیادہ ڈیمانڈ پیدا کی جسے ہماری فرسودہ درآمدی متبادل صنعت، عالمی ویلیو چین سے الگ تھلگ کوئی مدد فراہم نہیں کر سکتی۔
- جو مرکز کی منصوبہ بندی ان دنوں رائج تھی وہ بڑے منصوبوں پر یعنی 5 سالہ منصوبوں پر مبنی تھی جنہیں عوامی سرمایہ کاری سمجھا جاتا تھا۔ ان دنوں پاکستان کا انفراسٹرکچر بہت کم تھا، اس لیے تمام منصوبے ہارڈ ویئر تھے یعنی کہ سڑکیں، عمارتیں، توانائی کی فراہمی، ڈیم، نہریں۔
- اس ماڈل میں مارکیٹوں کے بارے میں گہرا شک، ضرورت سے زیادہ حکومتی کنٹرول اور سرمایہ کاری اور منڈیوں کی سمت پر انحصار کرنا بھی شامل تھا۔ یاد رہے کہ اس ماڈل نے کئی مارکیٹوں اور سرگرمیوں کو مثلاً میڈیا، سنیما، کھیل وغیرہ، کو کئی دہائیوں تک سرکاری اختیار کے ذریعے روک رکھا۔ اس کے علاوہ، کسی بھی لین دین یا کاروبار کے لئے درکار بے شمار اجازتوں کے نظام (SLUDGE) نے اس بات کو یقینی بنایا ہے کہ ہماری مارکیٹیں آج تک پوری طرح سے ترقی نہیں کر سکیں، اور لین دین کے عوامل میں بے شمار رکاوٹیں ہیں۔ اس ماڈل کا مرکزی مفروضہ یہ تھا کہ ہارڈ ویئر (سڑکیں، عمارتیں، توانائی کی فراہمی، ڈیم، نہریں) بنانے کے لیے صرف ڈالر اور وسائل کی کمی ہے اور یہ کہ وراثت میں ملنے والا گورننس کا نظام 20 ویں اور 21 ویں صدی کی تمام ضروریات کو پورا کرنے کے لئے قابل عمل ہے۔ نہ صرف بہتر نظم و نسق کے لیے تمام اصلاحات کی مزاحمت کی گئی بلکہ جیسے جیسے پراجیکٹ اور دیگر ضروریات پیدا ہوئیں، نقطہ نظر پر اجیکٹ آفس یا کسی اضافی ایجنسی سے نمٹنا تھا۔ اکثر ان پراجیکٹ آفس اور اضافی ایجنسیوں نے اندرونی لوگوں کو زیادہ منافع بخش عہدوں کی پیشکش کی جنہوں نے وقت کے ساتھ ساتھ ایسی ایجنسیاں اور دفاتر بنانا سیکھ لیا۔ لائسنسنگ اور تحفظ کا کلچر ایک ایسا سرمایہ دار بن گیا جو مسابقتی کمیشن کے تجزیوں اور سفارشات کے باوجود مسابقتی طرز عمل کو ختم کرنے کی اجازت نہیں دے رہا۔
- ان پٹ پر مبنی بجٹ سازی کی وجہ سے، بہت سے منصوبے لاگت میں اضافے اور غیر دانشمندانہ یا محدود استعمال کے ساتھ مکمل ہوئے ہیں کیونکہ حاصلات اور ممکنہ فوائد مد نظر نہ رکھے جاتے۔ اثاثے ضائع کرنے کے لیے بنائے جاتے رہے۔ ان کی مثالیں اسٹیڈیم، کونشن سینٹر، آڈیٹوریم، اور فیکٹری کے بغیر تعلیمی عمارتیں ہیں۔ PSDP کو سرکاری خوشی کے لیے گھر بنانے اور کاریں خریدنے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا رہا۔

## جدت، عالمی ویلیو چین اور آزادی پر مبنی ترقی:

وقت کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی طرز فکر اور ترقی کے ضمن میں ہونیوالی تحقیق میں بڑے پیمانے پر تبدیلی آئی لیکن پاکستان میں پالیسی گراؤنڈ باگ ڈے میں رہی۔ (Acemoglu اور Robinson 2012) نے نوبل انعام یافتہ رابرٹ لوکاس، ڈگلس نارٹھ، اور پال رومر کی تحقیق کا بہترین خلاصہ پیش کیا ہے (ح-4) جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ ترقی اور پائیدار ترقی کی رفتار کو حاصل کرنے کے لیے ضروری شرائط یہ ہیں:

- گورننس اور مارکیٹوں کے ادارے معلومات کی ترسیل کے ایسے نظام کو وضع کرتے ہیں جو تیز رفتار اور پریشانی سے پاک لین دین کی سہولت کی فراہمی کو آسان کرتے ہیں۔
- جدت طرازی، پیداواری صلاحیت، برانڈنگ، اور مارکیٹنگ کو بڑھانے کے لیے اور عالمی ویلیو چین سے مقابلے میں ایک مقام کے حصول کے لیے R&D کا تیزی سے پھیلاؤ ضروری ہے۔

HAQ-HAG ماڈل پاکستان کے گورننس سسٹم سے مطابقت رکھتا ہے جو کہ نوآبادیاتی نظام کا ہیٹنگ اور ہے۔ بے جا کنٹرول کے نظام اور منڈیوں کی کمی نے پیداواری صلاحیت، لین دین اور منڈیوں میں جدت کے مواقع کو انتہائی محدود کر دیا۔ مرکزی منصوبہ بندی اور تجارتی نظام، حکومت یعنی کہ تمام رنگوں کے نوآبادیاتی عہدیداروں کو بااختیار بنادیتا کہ وہ معیشت کو رجسٹریشن، لائسنس، سرٹیفیکیشن اور دیگر اجازت ناموں کے نام پر سرمایہ کاری اور انٹرپرائیور شپ کی بھاری نقصان اٹھانے پر مجبور کر دیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ زیادہ تر کاروباری افراد اور سرمایہ کار کاروبار چلانے کے بجائے مختلف اجازتوں کے حصول کے لئے زیادہ تر وقت دفاتر میں گزارنے پر مجبور ہیں۔ مزید برآں، نوآبادیاتی نظام حکام کو سستی خیز طریقے سے قوانین کو تبدیل کرنے یا ان کو زبردستی لاگو کرنے کے لیے ضرورت سے زیادہ اختیار فراہم کرتا ہے۔ عالمی سطح پر نئے نقطہ نظر، کارکردگی پر مبنی بجٹ سازی کے ساتھ ساتھ نتائج پر مبنی نظام، خیال اور سوچ کی تبدیلی سے ترقی، کے بنیادی اجزاء پر ترتیب دیے گئے ہیں۔ اثاثے استعمال کرنے کے لیے بنائے جاتے ہیں، جن کے استعمال کی نگرانی بھی کی جاسکے۔ اب وقت آگیا ہے کہ پاکستان میں معاشی پالیسی کا فریم ورک HAQ-HAG ماڈل سے ایک ایسے ماڈل پر منتقل ہو جائے جو اختراعات، تحقیق، مارکیٹس اور بہتر طرز حکمرانی کو ممکن بنا سکے۔ ہم یہاں اس کے لیے ممکنہ اصلاحاتی ایجنڈے کا خاکہ پیش کر رہے ہیں۔

## پالیسی آؤٹ سورسنگ کو اب کوئی آپشن نہیں ہونا چاہیے!

HAQ-HAG ماڈل بین الاقوامی مشیروں (Consultants) کی جانب سے اس وقت پیش کیا گیا جب پاکستان ان عطیہ دہندگان کا عزیز ملک تھا جب زیادہ تر ترقی پذیر دنیا ابھی بھی نوآبادیاتی حکومت کے زیر تسلط تھی۔ اس کے بعد سے ہمارے زیادہ تر منصوبوں کے خیالات انہی بین الاقوامی مشیروں کی جانب سے آئے ہیں جن کی مالی اعانت، قرضوں اور بعض اوقات گرانٹس سے ہوتی ہے۔ آئے روز ٹی وی کے تجزیہ کاروں کو یہ کہتے ہوئے سنا جاتا ہے کہ آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک ہمارے مسائل کا حل فراہم کریں یا ہمارے پالیسی سازوں کو اسراف (وسائل کے بے دریغ استعمال) سے باز رکھیں۔ بدلے میں، قرض دہندگان ہمیں پالیسی کی غلطیوں کے لیے مورد الزام ٹھہراتے ہیں جو ہمیں ترقی کرنے سے روکے ہوئے ہیں۔ پھر بھی، وہ زیادہ سے زیادہ تکنیکی مدد اور قرض فراہم کرتے ہیں۔ تمام قرضوں اور تکنیکی مشوروں کی پیشین گوئی موجودہ پالیسی فریم ورک HAQ-HAG ماڈل اور گورننس سسٹم (نوآبادیاتی ہیٹنگ اور) پر کی جاتی ہے۔ مقصد فنائنگ میں اضافہ اور اہداف کو بڑھانا ہے۔ وہ پالیسی، تحقیق، اختراع، انٹرپرائیور شپ کے گلے جوڑ کو ٹھیک کرنے کے لئے کبھی بھی بنیادی اصلاحات کی کوشش نہیں کرتے۔ دریں اثنا، اقتصادی ترقی، پیداواری صلاحیت، سرمایہ کاری، اور دیگر اشاریوں کے ساتھ ساتھ بڑھتا ہوا قرض اور جی ڈی پی تناسب (اب ڈیفالٹ کے قریب) میں مسلسل کمی ظاہر کرتی ہے کہ اس نقطہ نظر کو ایک بنیادی تبدیلی کی ضرورت ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ پراجیکٹ پر مبنی اور تجارتی ترقی کا ماڈل برقرار ہے جیسا کہ ایک فرسودہ طرز حکمرانی کا نظام ہے جو کہ پناہ قواعد و ضوابط اور مختلف اجازتوں سے بھر اہوا ہے، چنانچہ ہمیں اس کی کامیابی پر گہرا شک ہے۔ پاکستان میں مزید سے مزید یونیورسٹیوں کے قیام کے لیے تیزی آئی ہے۔ یونیورسٹیاں قابل پروفیسروں سے خالی ہیں چنانچہ یہ پالیسی کے عمل سے تیزی سے الگ ہو جاتی ہیں۔

## اصلاح کے لئے ہماری سفارشات اور تجاویز:

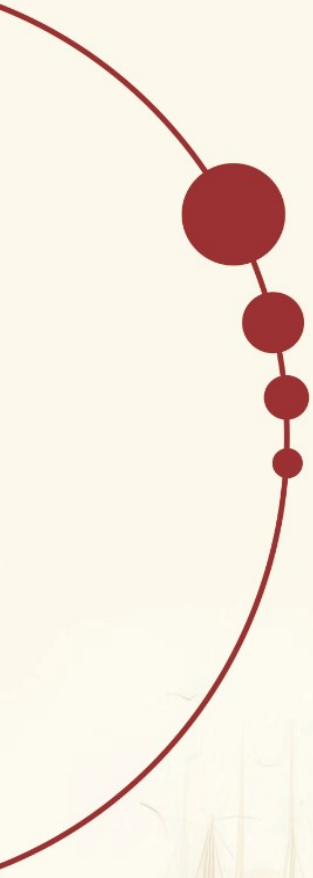
یہ رپورٹ PIDE کی گذشتہ چار سالوں میں کی گئی تحقیق پر مبنی ہے۔ ان چار برسوں میں PIDE نے معیشت میں ضرورت سے زیادہ ضابطے، فرسودہ طرز حکمرانی کے ماڈل، لین دین میں ضرورت سے زیادہ لاگت، غیر موثر شہری انتظام اور زوننگ، شہری نقل و حرکت، ہاؤسنگ کے فرسودہ ماڈل، فرسودہ پالیسی، ناکارہ PSDP مینجمنٹ اور غیر تسلی بخش افسر شاہی کے زیر کنٹرول مارکیٹوں کا تفصیلی مطالعہ اور انتہائی باریک بینی سے تجزیہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ اصلاحاتی ایجنڈا چار سال کی ملک گیر مشاورت پر بھی مبنی ہے۔ جس کے لئے کونڈ، پشاور، مالاکنڈ، گلگت، چترال، لاہور، اسلام آباد، ملتان، سرگودھا، مردان، اور راولپنڈی میں کئی روزہ بڑی کانفرنسیں منعقد کی گئی ہیں۔ لاہور، کراچی، سیالکوٹ، فیصل آباد، مظفر آباد، گوادر، کونڈ اور صوابی کے علاوہ بہت سے دوسرے مقامات پر (بعض جگہوں پر ایک سے زیادہ بار) چھوٹی کانفرنسیں اور مشاورتیں منعقد کی گئیں۔ ان وسیع تر مباحثوں اور مکالموں میں جیمیز آف کامرس اینڈ انڈسٹریز، این جی او، یونیورسٹیوں، کالجز، تھنک ٹینکس، سرکاری محکمے، وزارتیں اور تجارتی ادارے بھی شامل ہیں۔ چنانچہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ ایجنڈا دراصل ملک میں سب سے زیادہ زیر بحث لایا جانے والا اصلاحاتی ایجنڈا ہے۔ اس کے علاوہ، PIDE RASTA پروگرام، مقامی تحقیق، مقامی حل، میں بنیادی یقین کے ساتھ، پورے پاکستان کی یونیورسٹیوں میں مقامی محققین کے ذریعے ترقی اور ترقی کے لیے درکار مقامی اصلاحی نظریات کو

فروغ دینے کے لیے بڑے پیمانے پر بے شمار تحقیقی رپورٹس شائع کر چکا ہے۔ صرف مقامی تحقیق کے ذریعے ہی ملکی مسائل کا مستقل حل تلاش کیا جاسکتا ہے، غیر ملکی نظریات، لوگوں یا ایجنسیوں کے ذریعے نہیں۔

یہ مشاورت اور بنیادی تحقیق ظاہر کرتی ہے کہ ہمارے طرز حکمرانی کے ڈھانچے میں، کاروبار اور پالیسی کو چلانے کے طریقہ کار میں، ان منڈیوں میں جو کمزور ہیں اور افزائش سے محروم ہیں، ہمارے انتظامی نظاموں میں، اور وسائل کے استعمال میں گہری اصلاحات کی ضرورت ہے۔ اصلاح کے بغیر محض بھیک مانگنا کوئی آپشن نہیں ہونا چاہیے اور نہ ہے۔ اس اصلاحاتی ایجنڈے کے بارے میں اس بات کی نشاندہی کی جانی چاہئے کہ یہ کسی بھی طرح سے مکمل یا ممکنہ ترین اصلاحاتی ایجنڈا نہیں ہے، جس کی ہمیں ضرورت ہے۔ کوئی بھی اصلاح جامد یا مکمل نہیں ہوتی۔ تاہم، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ کچھ اہم اصلاحات کا ایسا خاکہ ضرور پیش کرتا ہے جو ہمیں وراثت میں ملنے والے نوآبادیاتی نظام سے آگے بڑھنے کے لیے انتہائی شدت سے درکار ہیں۔

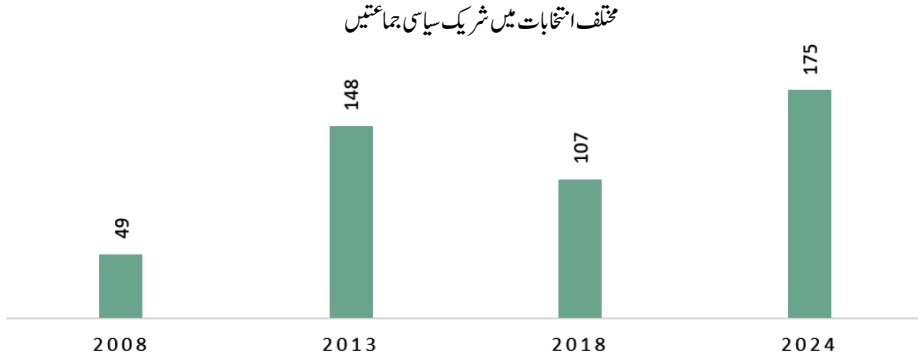


# سیاسی استحکام وقت کی اہم ضرورت



## (ا) سیاسی جماعتیں

الیکشن ایکٹ 2017 اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ پاکستان کا کوئی بھی شہری یا شہریوں کی انجمن جس کے پاس 2000 رجسٹرڈ ممبران ہوں، وہ ایک سیاسی جماعت تشکیل دے سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ 2018 کے عام انتخابات میں ایک سو سے زائد سیاسی جماعتوں نے حصہ لیا۔ یہ کثیر الجماعتی انتخابات بہت سی مشکلات کا باعث بنے ہیں مثلاً ہر جماعت کچھ نشستیں جیت جاتی ہے جس کے بعد وہ بڑی جماعتوں کو مشروط مطالبے پیش کرتی ہے۔ اس کے نتیجے میں مخلوط حکومتیں وجود میں آتی ہیں جو کہ کمزور ہونے کی وجہ سے وسائل کے ضیاع کا باعث بنتی ہیں اور پارلیمان اور پارلیمان کے دیگر امور بھی تعطل کا شکار ہوتے ہیں (5-ج)



- پاکستان کا سیاسی منظر نامہ آج بھی چند خاندانوں کی جاگیر ہے اور مورثی سیاست کی تصویر پیش کر رہا ہے۔ پاکستان کی سیاست میں وہ لوگ کوئی کردار ادا نہیں کر سکتے جو کسی طاقتور اور بااثر سیاسی خاندان سے تعلق نہیں رکھتے۔
- سیاسی جماعتوں کے اندرونی انتخابات بھی جمہوریت کی بنیادی روح سے بہت دور ہیں۔ عموماً ان جماعتوں کے انتخابات غیر جمہوری، مورثی سیاست اور شخصیت پرستی کی سیاست پر مبنی ہوتے ہیں۔ الیکشن ایکٹ 2017 کا سیکشن 208 کہ جو سیاسی جماعتوں کے اس پہلو سے منسلک ہے۔ وہ بھی اس بارے میں کوئی واضح اور مکمل رہنمائی فراہم نہیں کرتا۔

## PIDE کی تجویز کردہ اصلاحات:



- 1- سیاسی جماعتوں پر مزید شرائط لاگو کئے جانے کی ضرورت ہے۔ مثلاً ایک سیاسی جماعت کو رجسٹریشن کے حصول کے لئے دو ہزار کے بجائے پچاس ہزار ممبران ظاہر کرنے ہوں گے، جن میں سے تیس فیصد خواتین پر مشتمل ہوں۔ اس کے علاوہ ہر سیاسی جماعت کو ضلعی سطح پر اپنی شناخت اور اثر و نفوذ کو بھی ظاہر کرنا ہوگا۔
- 2- PIDE یہ تجویز کرتا ہے کہ ہر پارٹی کے لئے کم از کم ہر تین سال میں بین الجماعتی انتخابات لازمی قرار دیئے جائیں اور سال میں ایک دفعہ اوپن پارٹی کنونشن بھی لازمی قرار دیا جائے۔ یہ بین الجماعتی انتخابات، الیکشن کمیشن یا کسی اور غیر جانبدار باڈی کی سرپرستی میں کروائے جائیں تاکہ منصفانہ اور قانونی نتائج حاصل ہوں۔ ان شرائط کے پورا ہونے کے بعد ہی کسی سیاسی جماعت کو انتخابات میں حصہ لینے دیا جائے۔
- 3- تمام سیاسی جماعتوں کو اپنی تمام مالیاتی (Financial) رپورٹس عوام کے سامنے پیش کرنی ہوں گی۔
- 4- تمام سیاسی جماعتیں اپنے منشور میں اپنے اپنے اصلاحات کے ایجنڈے اور تجاویز کو نمایاں طور پر پیش کریں گی۔

## (ب) انتخابات

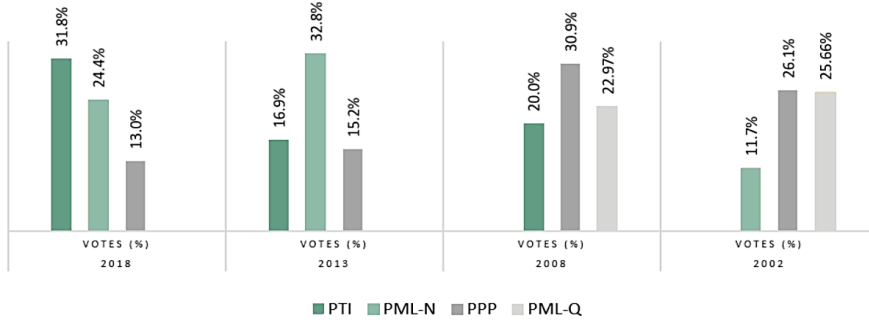
آئین پاکستان کے آرٹیکل 2 کے مطابق تمام قومی اور صوبائی اسمبلیاں پانچ سال کے عرصہ کے لیے وجود میں آتی ہیں لیکن ہمارے حالیہ تجربات اس حوالے سے بہت تلخ رہے ہیں۔ پانچ سال کے طویل عرصہ کی وجہ سے عموماً انتخابات اور انتخابات سے جڑے عوامل کا دباؤ کم ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے اسمبلیاں اور منتخب نمائندے اپنے اصل کام کی جانب رجوع نہیں کرتے (6-ج)۔

## پاکستان کے وزرائے اعظم

NAME	FROM	TILL	PERIOD
Liaquat Ali Khan	8/15/1947	10/16/1951	4 YEARS, 2 MONTHS
Khawaja Nazimuddin	10/17/1951	4/17/1953	2 YEARS, 6 MONTHS
Mohammad Ail Bogra	4/17/1953	8/11/1955	2 YEARS, 3 MONTHS, 26 DAYS
Ch. Mohammad Ali	8/11/1955	9/12/1956	1 YEAR, 1 MONTH
Hussain Shaheed Suhrawardi	9/12/1956	10/18/1957	1 YEAR, 1 MONTH, 6 DAYS
Ibrahim Ismail Chandigarh	10/18/1957	12/16/1957	1 MONTH, 28 DAYS
Malik Feroz Khan Noon	12/16/1957	10/7/1958	1 YEAR, 9 MONTHS, 22 DAYS
Noor Ul Amin	12/7/1971	12/20/1971	13 DAYS
Zulfiqar Ali Bhutto	8/14/1973	7/5/1977	3 YEARS, 10 MONTHS, 22 DAYS
Muhammad Khan Junejo	3/23/1985	5/29/1988	3 YEARS, 2 MONTHS, 6 DAYS
Benazir Bhutto	12/2/1988	8/6/1990	1 YEAR, 8 MONTHS, 4 DAYS
Mian Mohammed Nawaz Sharif	11/6/1990	4/18/1993	2 YEARS, 5 MONTHS, 12 DAYS
Mian Mohammed Nawaz Sharif	5/26/1993	7/8/1993	1 MONTH, 13 DAYS
Benazir Bhutto	10/19/1993	11/5/1996	3 YEARS, 18 DAYS
Mian Mohammed Nawaz Sharif	2/17/1997	10/12/1999	2 YEARS, 9 MONTHS, 24 DAYS
Mir Zafarullah Khan Jamali	11/23/2002	6/26/2004	1 YEARS, 7 MONTHS, 3 DAYS
Chaudhry Shujaat Hussain	6/30/2004	8/26/2004	1 MONTH, 27 DAYS
Shaukat Aziz	8/28/2004	11/15/2007	3 YEARS, 2 MONTHS, 18 DAYS
Syed Yousaf Raza Gillani	3/25/2008	4/25/2012	4 YEARS, 1 MONTH
Raja Pervez Ashraf	6/22/2012	3/24/2013	1 YEAR, 9 MONTHS, 2 DAYS
Mian Mohammed Nawaz Sharif	6/25/2013	7/28/2017	4 YEARS, MONTH, 3 DAYS
Shahid Khaqan Abbasi	8/1/2017	5/31/2018	10 MONTHS
Imran Khan	8/18/2018	4/10/2022	3 YEARS, 7 MONTH, 23 DAYS
Mian Muhammad Shehbaz Sharif	4/11/2022	13/08/2023	1 YEAR, 4 MONTHS, 2 DAYS
			<b>AVERAGE TENURE: 2 YEARS, 10 MONTHS</b>

سینٹ سے لے کر صدر پاکستان تک، تمام عہدوں کے فیصلے ایک ہی انتخابی مہم کے اختتام پر ہوجاتے ہیں۔ حکومت کی تشکیل میں آزاد امیدواران اور اسی طرح چھوٹی سیاسی جماعتیں بھی شامل ہوتے ہیں جو کہ مخلوط حکومت کے قیام کا باعث بنتے ہیں۔

## سیاسی جماعتیں اور ووٹوں کا تناسب



پارٹی ٹکٹ جاری کئے جانے کا طریقہ کار بھی بہت غلط اور غیر جمہوری ہے۔ اقلیتوں اور خواتین کو ان کے سیاسی حقوق جو کہ آئین کے آرٹیکل 51 اور 106 نے فراہم کئے ہیں، کہ مطابق ٹکٹ جاری نہیں کئے جاتے۔ الیکشن کمیشن اور نگران حکومت پر کافی سیاسی دباؤ ڈالا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک سے زائد نشستوں پہ ایک ہی امیدوار کا میدان میں اتارنا ہی طور پر بھی ایک مہنگا عمل ہے۔

## PIDE کی تجویز کردہ اصلاحات:



- 5- ا۔ پاریمان کی مدت کو چار سال تک محدود کیا جائے۔
- 6- ا۔ ہر سال کسی نہ کسی سطح پر انتخابی عمل جاری رہنا چاہیے۔
- 7- ا۔ اقلیتوں اور خواتین کو پارٹی ٹکٹ منصفانہ طور پر جاری کئے جائیں۔
- 8- ا۔ پارلیمنٹ کی ہر ایک نشست مقابلہ کی بنیاد پر ہی حاصل کی جانی چاہیے۔
- 9- ا۔ انٹرنیٹ کے ذریعے ووٹنگ کا آغاز کیا جائے اور اسے فروغ دیا جائے۔

10- ا۔ وونگ کے مختلف طریقوں کو متعارف کروایا جائے۔ جیسا کہ Proportional Representation, Ranked Choice, Second-round Voting, and NOTA  
(None of the above)

11- ا۔ نگران حکومت کی بجائے الیکشن کمیشن تین ہفتوں کے اندر انتخابات کرائے۔

12- ا۔ الیکشن کمیشن کو صحیح معنوں میں خود مختار بنایا جائے۔

13- ا۔ ایک سے زائد نشستوں پر انتخابات لڑنے کے اجازت نہ دی جائے۔

## (ج) انتخابی مہمات کی جمہوری تشکیل (Democratizing Election Campaigns)

پاکستان میں انتخابی مہمات ایک طویل عرصے سے ان میں موجود موروثی خامیوں، خاص طور پر ان کی محدود نوعیت اور غیر معمولی نمائش کی وجہ سے تنقید کی زد میں ہیں۔ عظیم الشان ریلیاں، بڑی دعوتیں، لنگر، موسیقی اور بڑے سٹیج، کم نمایاں باتیں پاکستان کے موجودہ انتخابی کلچر کی چند نمایاں خصوصیات میں شامل ہیں۔ یہ مالی وسائل کے بے پناہ ضیاع کا باعث بنتی ہیں۔ یہ جمہوریت کی اصل اور بنیادی روح کے بالکل خلاف ہیں۔ ان کی وجہ سے عوام اور امیدواروں کے درمیان فاصلہ بڑھتا ہے اسکے علاوہ یہ کلچر اس امر کا باعث بھی بنتا ہے کہ صرف وہی لوگ انتخابات لڑ سکتے ہیں جو ایسے شاہانہ اخراجات کو برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں (7-ج)۔

## PIDE کی تجویز کردہ اصلاحات:



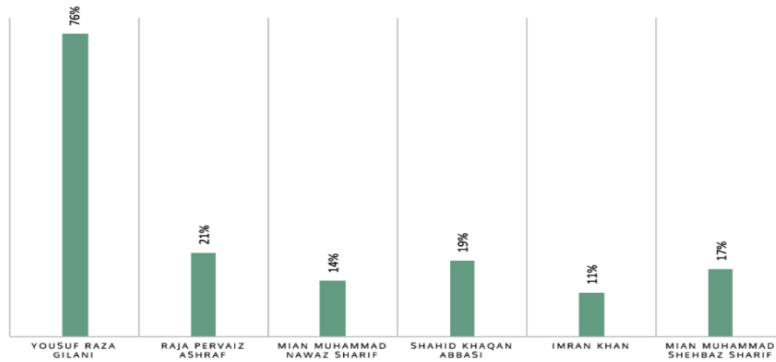
14- ا۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان کی جانب سے انتخابی مہم کے اخراجات کو معقول بنانے اور اس کا درست بنیادوں پر نفاذ ضروری بنانے کی ضرورت ہے۔ یہ روایتی مہم کے ماڈل پر نظر ثانی کرنے اور زیادہ جامع اور مساوی انداز اپنانے کا وقت ہے۔ سب سے پہلے، انتخابی جلسوں، دعوتوں اور مہنگی مہموں کو محدود کیا جائے۔ ہر جلسہ کو فوری طور پر ذرائع اور فنڈز کے استعمال کے مکمل پبلک اکاؤنٹ کے ساتھ فالو کیا جانا چاہیے۔ ممکنہ حل انتخابی مہم کے لیے عوامی جگہوں کی الاؤمنٹ ہو سکتی ہے۔ حکومت مخصوص مدت کے دوران مہمات کے لیے ہر شہر اور قصبے میں عوامی میدان، اسکول اور کھلی جگہیں مختص کر سکتی ہے۔ صرف مخصوص مقامات پر ہی جلسے کرانے کی اجازت ہونی چاہیے۔

15- ا۔ ہر امیدوار کو ایک واضح پلان دینا ہو گا تاکہ عوام ان منصوبوں اور پالیسیوں کی بنیاد پر اپنے ووٹ کا فیصلہ کر سکیں۔ یہ عمل زیادہ معنی خیز اور اہم مباحثے کے انعقاد کو یقینی بنانے کا تقاضا کرتا ہے جس سے ووٹروں کو حلقے کے مسائل کے مجوزہ حل کی بنیاد پر با معنی فیصلے کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

## (د) پارلیمان

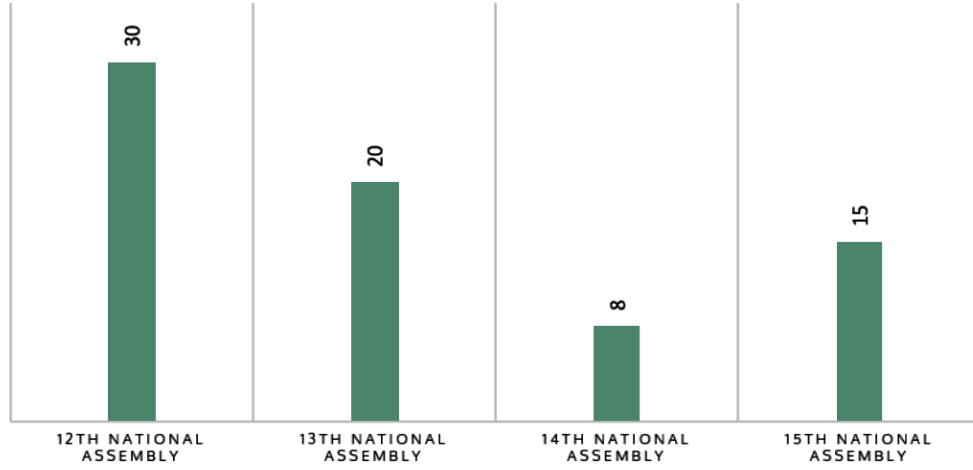
اس بات کا تذکرہ پہلے بھی کیا جا چکا ہے کہ پاکستان میں سیاست چند خاندانوں کی جاگیر بن کے رہ گئی ہے۔ دونوں ایوانوں میں امیدواروں کا انتخاب اقربا پروری اور سرپرستی پر ہوتا ہے، جو میرٹ کی بنیاد پر نمائندگی کو نقصان پہنچاتا آ رہا ہے۔ نمائندے کا کسی بھی ایوان میں منتخب ہونا پارٹی قیادت سے غیر مشروط اور اندھی وفاداری پر منحصر ہے۔ علاوہ ازیں مورثی سیاست کی وجہ سے ہر حزب اقتدار اکثریتی جماعت اہم عہدے اپنے پاس رکھتی ہے (8-ج)۔

قومی اسمبلی کے اجلاسوں میں وزراء اعظم کی شرکت کے اعداد و شمار



قانون ساز قانون سازی کی بجائے ترقیاتی منصوبوں میں زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں یا کسی نہ کسی ایگزیکٹو پوزیشن کو حاصل کرنے میں

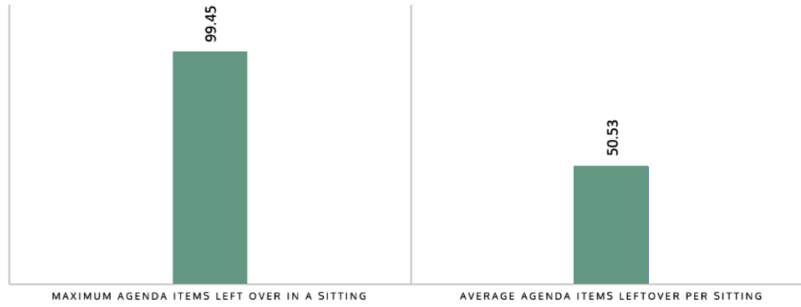
### مختلف حلو متوں میں کل آرڈینینسز کا اجراء



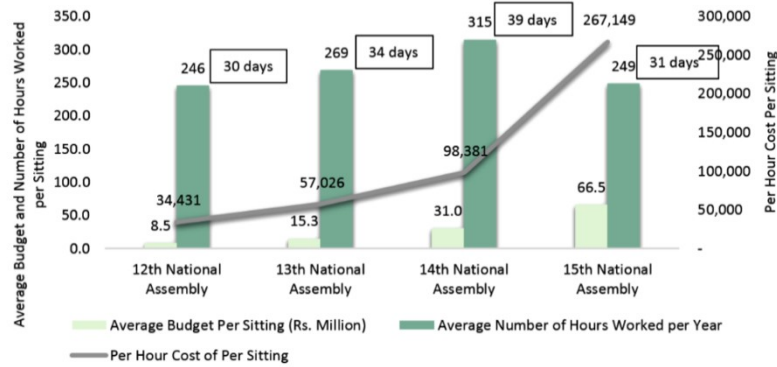
قانون سازوں کے معاملے میں مدت کی کوئی حد مقرر نہیں ہے اور نمائندگی کو اکثر زندگی بھر کے حق کے طور پر لیا جاتا ہے۔

### باقی ماندہ ایجنڈے

#### Agenda Items Left Over (August 13, 2018 – August 09, 2023)



### اخراجات فی پارلیمانی اجلاس





- 16- ضرورت اس امر کی ہے کہ مدت اور خاندان کے حوالے سے حدود متعارف کرائی جائیں۔ وزارتِ عظمیٰ کے اختیار کی حد کو بھی محدود کیا جائے، مثال کے طور پر کسی ایک شخصیت کو دو مرتبہ سے زائد وزارتِ عظمیٰ کا اختیار حاصل کرنے کی اجازت نہ ہو۔ تاکہ نئے لوگ تازہ جذبے اور نئی سوچ کے ساتھ سامنے آسکیں۔
- 17- پارلیمان کا بنیادی کام قانون سازی ہوتا ہے اور یہ اختیار صرف قانون سازی تک ہی محدود ہونا چاہیے۔ ترقیاتی منصوبوں اور Executive تک رسائی اور اثر و نفوذ نہیں ہونا چاہیے۔ مقننہ (پارلیمان) اور ایگزیکٹو کے درمیان واضح تقسیم کو برقرار رکھنے کے لیے مقننہ کے پاس پارلیمنٹ کے وزیر کے طور پر دس سے زیادہ کوئی ایگزیکٹو پوزیشن نہیں ہونی چاہیے۔ پارلیمان کو وزارت کے حصول کا راستہ نہیں ہونا چاہیے۔
- 18- ترقیاتی فنڈز کی سمت اور استعمال کے تعین کا اختیار کسی ایک فرد یا وزیر کی بجائے مکمل پارلیمان کے پاس ہونا چاہیے۔
- 19- تمام ممبران پر پارلیمان کے اجلاس میں شرکت کرنا لازمی ہے۔ تمام اراکین کی حاضری، ووٹنگ کے ریکارڈ، اور قانون سازی اور مباحثے میں شرکت کو قانوناً قہراً عوام کے سامنے بھی پیش کیا جانا چاہیے۔
- 20- کسی بھی بل پر بحث کیلئے کم از کم ایک ہفتے کا وقت مخصوص کیا جائے اور بل کے پیش کرنے سے منظور ہونے تک کے طریقہ کار کو شفاف بنایا جائے۔
- 21- آرڈیننس (ordinance) کے ذریعہ سے ہونیوالی قانون سازی کو ختم کیا جائے بلکہ جب بھی کسی اہم بل کی منظوری کی ضرورت ہو تو پارلیمان کے اجلاس کو یقینی بنایا جائے۔

# سرکاری انتظامیہ

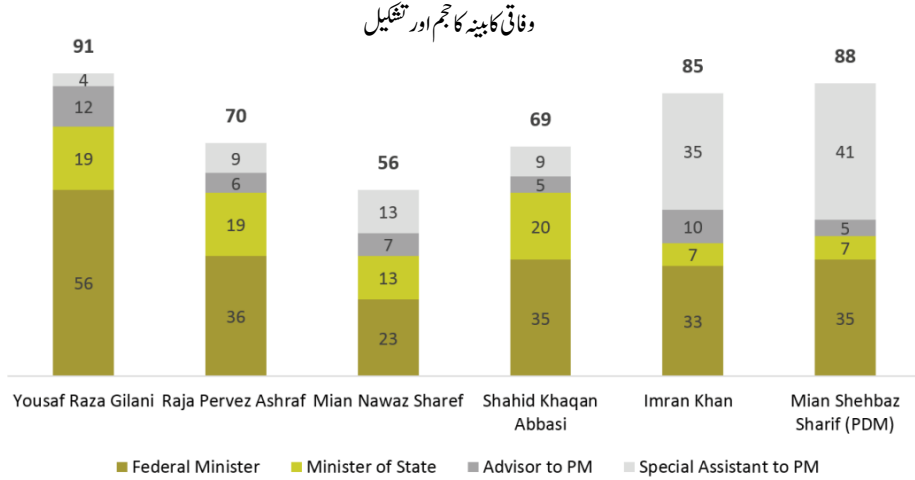
اکیسویں صدی کے تناظر میں





## کابینہ کا حجم اور ساخت

ایک بڑی کابینہ کا وجود، اخراجات میں اضافے اور کام کی غیر ضروری تقسیم کی وجہ سے انتظامی کمزوریوں کا سبب بنتا ہے۔



ماخذ: کابینہ ڈویژن، حکومت پاکستان

کابینہ کے حجم میں اضافہ سیاست دانوں میں موقع پرستی کو فروغ دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ قانون سازی کی بجائے وزارتی عہدوں پر اپنی توجہ مرکوز رکھتے ہیں۔ اس کے باوجود کہ اکثر بااثر خاندان متعلقہ رسمی تعلیم اور عہدوں کے مطابق کام کا خاطر خواہ تجربہ نہیں رکھتے، مگر مختلف وزارتوں اور اہم سرکاری اداروں کی سربراہی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہ رجحان ایسے لوگوں کی اہلیت اور قابلیت کے بارے میں اہم خدشات کو جنم دیتا ہے جنہیں حکمرانی اور منصوبہ سازی جیسے اہم فیصلوں کا اختیار حاصل ہوتا ہے (ح-9) مزید برآں، آئین میں کوئی ایسی شق نہیں ہے جو کسی چیف ایگزیکٹو کو اپنے دفتر کے معاملات میں مختار کل بننے سے روک سکے۔ یہ عمل بعد ازاں بہت سے حکومتی فورمز کی فیصلہ سازی کے اثرات کو محدود کر دیتا ہے یوں یہ فورم اور فیصلے دیرپا اثرات سے محروم ہو جاتے ہیں۔

## PIDE کی تجویز کردہ اصلاحات:



- 22- ا۔ پارلیمان صرف ایک مناسب مالیاتی فنڈ بیلٹی پلان کی بنیاد پر بذریعہ قانون نئی وزارتوں اور اداروں کی منظوری دے گی۔
- 23- ا۔ اس بات پر غور کرنا ضروری ہے کہ وزراء کی بنیادی ذمہ داری مارکیٹ کی نگرانی کرنا ہے نہ کہ اس کے روزمرہ کے معاملات کو سنبھالنا۔ اختیارات کی نچلے درجے پر منتقلی وزراء اور سیکرٹریوں کے براہ راست کنٹرول کو کم کرنے میں معاون ہوگی۔
- 24- ا۔ تمام تر تکنیکی محکموں کو کسی بھی وزارت کے زیر اختیار نہیں ہونا چاہیے۔ اس کے بجائے، ان کی نگرانی براہ راست پارلیمان سے ہونی چاہیے۔
- 25- ا۔ پارلیمان اور ایگزیکٹو کو ہر طور سے الگ ہونا چاہیے۔ ماضی میں بڑی بڑی کابینوں کی وجہ سے ان دونوں شعبوں میں کوئی فرق نہ رہا جس کی وجہ سے پارلیمان تقریباً اپنی اہمیت کھو چکا ہے۔ مزید المیہ یہ ہے کہ ایگزیکٹو بغیر کسی بحث کے قوانین پاس کر سکتا ہے۔ جبکہ اراکین قومی اسمبلی صرف اس لئے قانون سازی میں دلچسپی رکھتے ہیں کہ بعد ازاں وہ کوئی نہ کوئی وزارت حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکیں۔
- ایگزیکٹو کے پاس محدود تعداد میں کابینہ کی تقرری کا اختیار ہونا چاہیے۔ مثال کے طور پر، پارلیمنٹ سے کابینہ کے اراکین کی تعداد آٹھ سے دس تک، اور کابینہ کے اراکین کی کل تعداد پچیس سے تجاوز نہیں کرنی چاہیے۔
- پارلیمانی سیکرٹریوں اور مشیروں کا تقرر پارلیمان یا ایگزیکٹو سے نہیں ہونا چاہیے۔ یہ عہدے ایسی ترغیبات پیدا کرتے ہیں جو انہیں موثر طریقے سے قانون سازوں اور ایگزیکٹو کے نگران کے طور پر کام کرنے سے روکتے ہیں۔
- ماہرین کو ضرورت کے مطابق کابینہ میں شامل کیا جانا چاہیے، مزید برآں ان کے لیے قانون ساز ہونا لازمی نہیں ہے۔



• کسی امیدوار کی اہلیت کو یقینی بنانے کے لیے اس عہدے کے لیے وزارتی اور دیگر تقرریوں کا سینٹ یا اوپن کمیٹی کے ذریعے جائزہ لیا جانا چاہیے۔  
 26- تمام سیاسی جماعتوں کے لیے یہ لازمی ہونا چاہیے کہ وہ انتخابی مہم کے دوران مختلف وزارتی عہدوں کے لیے ممکنہ امیدواروں کو نامزد کریں تاکہ ووٹرز کو پہلے سے اندازہ ہو سکے کہ فیصلہ سازی کے اختیارات کس کو سونپے جا رہے ہیں۔

27- کانپیز کو پارلیمنٹ کے ذریعے طے شدہ اور متعلقہ اداروں کے ذریعے لاگو کی گئی منصوبہ بندی کی نگرانی اور تشخیص (M&E) پر توجہ مرکوز رکھنی چاہیے۔

## انفرشہائی (Civil Bureaucracy)

• ہماری سول بیوروکریسی آج تک اسی نظام کی بنیادوں پر کام کرتی چلی آ رہی ہے جو نوآبادیاتی دور میں وضع کیا گیا تھا۔ یہ فرسودہ نظام اور منصوبہ بندی جدید دنیا کے پیچیدہ مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت سے محروم ہے۔ نوآبادیاتی دور کی تربیت یافتہ بیوروکریسی مارکیٹوں کے آزادانہ کام کرنے پر یقین نہیں رکھتی اور قیمتوں، مقدماتوں، سرمایہ کاری اور دیگر عوامل کو اپنے اختیار میں رکھنے کی کوشش کرتی ہے۔ PIDE نے اندازہ لگایا ہے کہ معیشت پر اس انتہائی کڑے کنٹرول کی وجہ سے مارکیٹ میں حکومت کی مداخلت 64 فیصد کے قریب ہے۔ یہ ایک اہم وجہ ہے کہ ہمارے ملک میں سرمایہ کاری، جی ڈی پی کے تناسب سے دنیا میں سب سے کم ہے۔ جس کا واضح نتیجہ یہ ہے کہ ملک میں معاشی ترقی انتہائی سست روی کا شکار ہے اور غربت بڑھ رہی ہے (ح-10)

• بیوروکریٹک رکاوٹیں، غیر ضروری انتظامی بوجھ، غیر پیداواری سرمایہ، اور پالیسیوں پر مسلسل حد سے زیادہ اختیار بنیادی طور پر اختراعات (Innovations) کی راہ میں رکاوٹ ہے جو کہ بعد ازاں معیشت کی ترقی میں مزید مسائل پیدا کرتا ہے۔

• نظم و نسق کا نظام غیر مستحکم ہے جو بالآخر پیشہ ورانہ اور جدت کے راستے میں مزاحمت کر رہا ہے۔ مزید یہ کہ یہ اکیسویں صدی کی ضروریات سے ہم آہنگ نہیں ہے۔ ہیومن ریسورس مینجمنٹ کا نظام، روزگار میں گزارے گئے وقت، فرسودہ تربیتوں، اور پے اسکیل کے حساب سے سناریو اور ترقی کی حکمت عملی پر مبنی ہے، جس میں کامیابیوں اور کارکردگی پر کوئی غور نہیں کیا گیا۔ مکانات، کاروں، پلاٹوں اور دیگر مراعات سے عہدوں کو جوڑنے کے نوآبادیاتی نظام میں کارکردگی کے لیے کوئی ترغیب بھی نہیں ہے۔ نتیجتاً قابل اور ماہر افراد پبلک سیکٹر کو چھوڑ دیتے ہیں یا سہ چھوڑنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

## PIDE کی تجویز کردہ اصلاحات:



28- افراد کو تاحیات ملازمت کے لیے بھرتی کرنے کے نوآبادیاتی نظام پر مبنی امتحانات کے انعقاد کا رواج ختم کیا جانا چاہیے اور اس کے برعکس ہر سطح پر مسلسل بھرتیوں کے نظام کو نافذ کرنا چاہیے۔

29- یہ زیادہ بہتر ہو گا کہ تربیتی اکیڈمیوں کو محدود کیا جائے اور متعلقہ مہارت رکھنے والی یونیورسٹیوں کو تربیت کا انتظام کرنے کی اجازت دی جائے۔ یہ ضروریات کی تشخیص کی بنیاد پر تربیت کے بہتر معیار کو یقینی بنائے گا۔ اسی طرح سے اہم اور قیمتی زمینوں پر PSDP فنڈز کا استعمال کرتے ہوئے ٹریننگ اکیڈمیاں بنانے کے موجودہ رواج کو بھی ختم کرنے کی ضرورت ہے۔

30- کیونکہ موجودہ نظام بعض گروہوں کو اہم عہدے سنبھالنے کا جواز فراہم کرتا ہے۔ سروس کے نظام میں قبائلی درجہ بندی کو شامل کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔ متعلقہ اخراجات کو مد نظر رکھتے ہوئے کسی مخصوص گروہ کو تمام سرگرمیوں پر کنٹرول حاصل کرنے سے روکنے کے لیے حکومت بھر میں تبادلہ ممنوع ہونا چاہیے۔

31- پبلک سروس اور دیگر مواقع کے درمیان Mobility کو ایک بہتر تربیتی نظام کے ذریعے یقینی بنایا جائے۔ سروس کے اندر نقل و حرکت کے واضح اصول قائم کئے جائیں، اس بات کو یقینی بناتے ہوئے کہ ہر عہدہ بتدریج ترقی کی بجائے مقابلے کی بنیاد پر پُر کیا جائے گا۔

32- مناسب اور اہل امیدواروں کی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے ملازمت کے لیے مارکیٹ سے مسابقتی معاوضے کو یقینی بنائیں۔ مراعات، پلاٹوں، دفتری تقرریوں اور صوابدیدی الاؤنسز کی فراہمی بند کی جائے۔

33- پنشن کو مکمل طور پر فنڈ کیا جانا چاہیے اور اسے معیشت میں سرمایہ کاری کے لئے بھی استعمال کیا جانا چاہیے۔ مزید برآں، پنشن کو پورٹیبیل بنایا جانا چاہیے، جس سے پبلک اور پرائیویٹ دونوں شعبوں میں نقل و حرکت کی سہولت ہو، اس طرح نقل و حرکت کی حوصلہ افزائی اور معاونت ہوتی ہے۔

34- تمام عوامل کو ڈیجیٹل بنیادوں پر استوار کیا جائے اور سرکاری امور میں ڈیجیٹل ذرائع کو وسیع پیمانے پر استعمال یقینی بنایا جائے۔

35- فی الحال، بیوروکریسی آسانی کے ساتھ قرض دینے اور آمد فراہم کرنے والی ایجنسیوں کے پاس جاتے ہیں جس سے مفادات کا نگرانی پیدا ہوتا ہے کیونکہ وہ پالیسی سازی کے عہدوں پر فائز ہوتے ہیں۔ شاید اس طرح کے نگرانی کو کم کرنے کے لیے کوئنگ آف پیریڈ (Cooling-off Period) کے نفاذ کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے۔

## سرکاری ملازمین

غیر پیداواری (Non-Productive) سرکاری ملازمین کی زیادہ تعداد کی وجہ سے حکومت پاکستان کو بڑھتے ہوئے مالیاتی مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ یہ وہ ملازمین ہیں جو معیشت میں با معنی طریقے سے حصہ نہیں ڈال رہے اور ان کی تنخواہیں اور مراعات حکومت کے وسائل پر بوجھ ہیں (ح-11)

وفاقی حکومت میں ملازمین کی تعداد

Classification	Basic Scale		
	1 to 16	17 to 22	Total
Federal Secretariate	11,452	2,483	13,935
Attached/Subordinate Offices	313,325	19,709	333,034
Civil Armed Forces	217,799	2,127	219,926
Constitutional Bodies	6,810	1,649	8,459
Total	549,386	25,968	575,354

ماخذ: سالانہ شماریاتی بلیٹن 2021

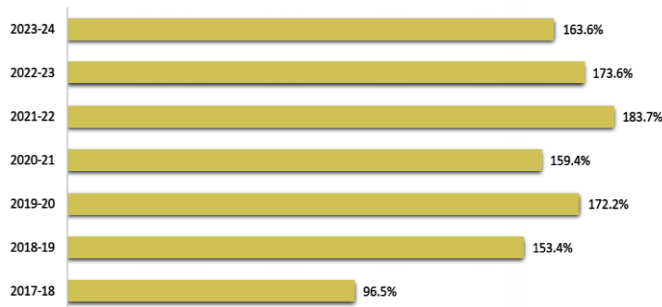
بھرتی کا ناقص طریقہ کار مختلف سرکاری محکموں، خاص طور پر خود مختار اداروں میں کم پیداواری صلاحیت میں نمایاں طور پر حصہ ڈالتا ہے۔ بھرتی کے اکثر فیصلے سیاست دانوں کی خواہشات پر مبنی ہوتے ہیں جو فرد کے پورے کیریئر کے دوران اس سے وابستہ طویل مدتی اخراجات کو مد نظر نہیں رکھتے۔ اعلیٰ سطح کے اہل کار امیدواروں کی صلاحیت، آجر کی ضروریات، یا حکمت پر مبنی منصوبہ بندی پر غور کیے بغیر تقرریاں کرتے ہیں۔ PIDE کی تحقیق کے مطابق، 1-BPS پوزیشن پر کسی کو ملازمت دینا 80 لاکھ روپے کی زندگی بھر کی رعایتی قیمت کے برابر ہے۔ اسی طرح 17-BPS میں ایک نئے ملازم کی خدمات حاصل کرنے کا خرچ 5 کروڑ روپے کے لگ بھگ ہے۔ علاوہ ازیں جب حکومت کسی کو ملازمت فراہم کرتی ہے تو وہ اس فرد کے لیے زندگی بھر اجرت فراہم کرنے کا عہد کرتی ہے اور اگر ان کی غیر شادی شدہ بیٹیاں یا شریک حیات ہوں تو ممکنہ طور پر اس سے زیادہ بھی فراہم کیا جاتا ہے۔

## PIDE کی تجویز کردہ اصلاحات:



- 36- بھرتی صرف ادارے کی ضروریات کے مکمل جائزے کے بعد کی جانی چاہیے۔ پرانی اور بے کار آسامیاں ضروری نہیں کہ پُر کی جائیں۔
- 37- ضروریات کی تشخیص میں عہدہ سے وابستہ مالی ذمہ داریوں پر بھی غور کرنا چاہیے۔ کسی بھی ملازمت کے فیصلے سے پہلے، ملازم کی تنخواہ، پنشن، اور دیگر متعلقہ اخراجات کو پورا کرنے کے لیے مستقل آمدنی کی دستیابی کا تعین کرنا بھی ضروری ہے۔
- 38- مستقل عہدے فراہم کرنے کے بجائے، کنٹریکٹ پر مبنی تقرریوں کی پیشکش پر غور کیا جائے، حتیٰ کہ سینئر سطح پر بھی۔ جہاں معاہدے کی تجدید ملازم کی کارکردگی پر منحصر ہونی چاہیے۔

سول گورنمنٹ کے اخراجات کے فی صد کے طور پر ملازمین کے کل اخراجات



ماخذ: فنانس ڈویژن (2023-24)، حکومت پاکستان

## وزارتیں

18 ویں ترمیم کے ساتھ چلنے کے لیے وفاق کی سطح پر تنظیم نو کی ضرورت ہے۔ وفاق کی مداخلت، نہ صرف ترقی بلکہ امن و امان اور حقوق کی بحالی کے بہت سے پہلوؤں کو بھی بڑی شدت سے متاثر کر رہی ہے (ح-12)۔ ماضی میں، وزارتیں رپورٹیں شائع کرتی، ڈیٹا اکٹھا کرتی اور تحقیق کرتی تھیں۔ مزید برآں، وزارتیں تعلیم، صنعت، زراعت، اور انتظامی اصلاحات جیسے موضوعات پر اچھی طرح سے تحقیق شدہ رپورٹیں تیار کرنے کے لیے کمیشن قائم کرتی تھیں۔ یہ رپورٹس پوری تبدیلی سے تیار کی گئیں ہوتیں تاکہ ملک کو قیمتی بصیرت فراہم کی جاسکے۔ آج، عطیہ دہندگان کی جانب سے مالی اعانت سے چلنے والی تکنیکی مدد کا آغاز حکومتی تحقیق، تنقیدی سوچ، اور معلومات جمع کرنے میں کمی کا سبب بنا۔ زیادہ تر وزارتوں کے پاس پالیسیوں کو ترتیب دینے اور لاگو کرنے کی مقامی صلاحیت کا فقدان ہے۔ فی الحال، وزارتیں بنیادی طور پر وسائل اور لائسنس فراہم کرنے والی ایجنسیوں کے طور پر کام کر رہی ہیں، جو ملک بھر میں تمام ریاستی ملکیت والے کاروبار (SOEs) اور مختلف سرکاری اداروں کی نگرانی کرتی ہیں۔ وفاقی سطح پر 53 وزارتوں کو پالیسیاں بنانے اور ان پر عمل درآمد کروانے کا پابند بنایا گیا ہے، جو مختلف شعبوں میں عوامی پالیسی کے ایجنڈے پر عمل درآمد کے لیے 206 خود مختار اداروں کو منظم کرتی ہیں۔

ایک سو سے زیادہ ڈونر ایجنسیاں وزارتوں کی صلاحیتوں میں اضافے، پالیسی سازی اور عمل درآمد کے ذریعے مدد کرنے میں شامل ہیں۔ زیادہ تر وزارتیں سیاسی ایجنڈوں سے ہم آہنگ ہوتی ہیں، جہاں پالیسیاں اور اقدامات حکمران جماعتوں کی ترجیحات کی عکاسی کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں آنے والی حکومتوں کی ملکیت کا فقدان ہوتا ہے۔ نتیجتاً، پالیسی دستاویزات میں اکثر ملک کے مستقبل کے لیے مربوط اور مضبوط فکری لائحہ عمل کی کمی ہوتی ہے۔

## PIDE کی تجویز کردہ اصلاحات:



- 39- ا۔ یہ ضروری ہے کہ وفاقی سطح پر وزارتوں کی تعداد کو کم کیا جائے خصوصاً اٹھارویں ترمیم کے بعد تشکیل دی گئی وزارتوں کو۔
- 40- ا۔ وزارتوں کے اختیار اور کردار کی از سر نو وضاحت کرنا انتہائی ضروری ہے۔ انہیں پراجیکٹ کی ترقی، وسائل پر اجارہ داری، یا کرایہ کی تقسیم کے ادارے کے طور پر کام کرنے کے بجائے منصوبہ سازی پر توجہ مرکوز کھنی چاہیے۔
- 41- ا۔ پالیسیوں کی تشکیل، نفاذ اور نظر ثانی کے لیے ہر وزارت کی تحقیقی سرگرمیوں اور تکنیکی صلاحیتوں کو مضبوط بنانا بھی انتہائی ضروری ہے۔ پالیسی پر عمل درآمد کے مختلف مراحل میں ماہرین تعلیم، تحقیقی فکر گاہوں (Think Tanks) اور سول سوسائٹی کو شامل کریں تاکہ مضبوط پالیسی کی تشکیل کو یقینی بنایا جاسکے۔
- 42- ا۔ مختلف وزارتوں کی تمام رپورٹس کو عوامی طور پر قابل رسائی بنا کر شفافیت کو بڑھانا ضروری ہے۔ اس بات کو یقینی بنائیں کہ پالیسی میں تبدیلیاں عوامی بحث سے ہوتی ہیں اور ثبوت یا تحقیق کے ذریعہ اس کی تائید ہوتی ہے۔ محض قرض فراہم کرنے والوں اور سیاسی رہنماؤں کی ترجیحات سے ہم آہنگ ہونے کے بجائے مسائل کا تجزیہ کر کے اور مقامی حل تلاش کر کے عوامی مباحثے کو ادارہ جاتی بنانا زیادہ بہتر ہو گا۔

## خود مختار ایجنسیاں اور پرنسپل اکاؤنٹنگ آفیسرز

- سرکاری اداروں اور ایجنسیوں کے انتظامی امور میں افسر شاہی کانسٹرول، اختیار کی ایک غیر ضروری تہہ کا اضافہ کرتا ہے۔ اس وقت، بورڈ آف ڈائریکٹرز یا تو پرنسپل اکاؤنٹنگ آفیسر (PAO) کی وجہ سے بے اختیار ہیں یا ان کا تقرر سیاسی مقاصد کے لئے کیا گیا ہے۔ PAO کی وجہ سے تمام ایجنسیاں Centralize ہو جاتی ہیں، جو افسر شاہی کے اختیار کو اور پیشتر عوامل میں Sludge کو بڑھاتی ہیں، جس سے موثر طور پر خدمات کی فراہمی میں تاخیر ہوتی ہے۔
- پاکستان میں PAO کا کردار، جو اکثر سینئر ترین سیکرٹری کے پاس ہوتا ہے، ایک ایسا فرسودہ عہدہ بن چکا ہے جو عصری اور پیچیدہ قومی ضروریات کے مطابق نہیں ہے۔ یہ مرکزی طور پر مضبوط عوامل یوں محسوس ہوتے ہیں جو نوآبادیاتی دور کی ضرورت تھے یا ماضی کی ضرورت کے مطابق۔
- PAO کے کردار کی مرکزیت نے نائنٹھ طور پر حکومت کے فیصلہ سازی کے عمل کو ناقص بنا دیا ہے بلکہ غیر موثر بھی۔
- پاکستان میں PAO سے اکثر توقع کی جاتی ہے کہ وہ اکاؤنٹنگ اور فنانس سے متعلق حیران کن طور پر الگ الگ کردار ادا کرے گا۔ متعلقہ مہارت کی کمی ایک شدید مسئلہ ہے۔ مثال کے طور پر، تکنیکی شعبوں جیسے کہ ریلوے یا مشینری کے آلات میں مالیاتی فیصلے، خصوصی علم اور مہارت کا تقاضا کرتے ہیں۔ موجودہ نظام میں جہاں ایک سیکریٹری مالی ذمہ دار یوں کے ساتھ ساتھ بے شمار افعال کو سنبھالتا ہے، اکثر ایسے فیصلوں کا نتیجہ ہوتا ہے جن میں ان کے تکنیکی دائرہ اختیار کی پیچیدگیوں کو سنبھالنے کے لیے ضروری مہارت کی کمی ہوتی ہے۔
- افسر شاہی ایک ایسا نظام ہے جس کے ذریعے ایک سرکاری اہلکار کو آسانی سے اس کے اعمال کے نتائج کی ذمہ داری سے مبرا کر دیا جاتا ہے۔ جبکہ ایک PAO ان شعبوں اور محکموں کے ان گنت مالیاتی اور اکاؤنٹنگ فیصلے کرے گا جن کی اس نے قیادت یا نگرانی نہیں کی ہے، پھر بھی وہ مالی فیصلے لے گا حالانکہ اس کے نتائج کا سامنا اسے نہیں کرنا ہو گا۔



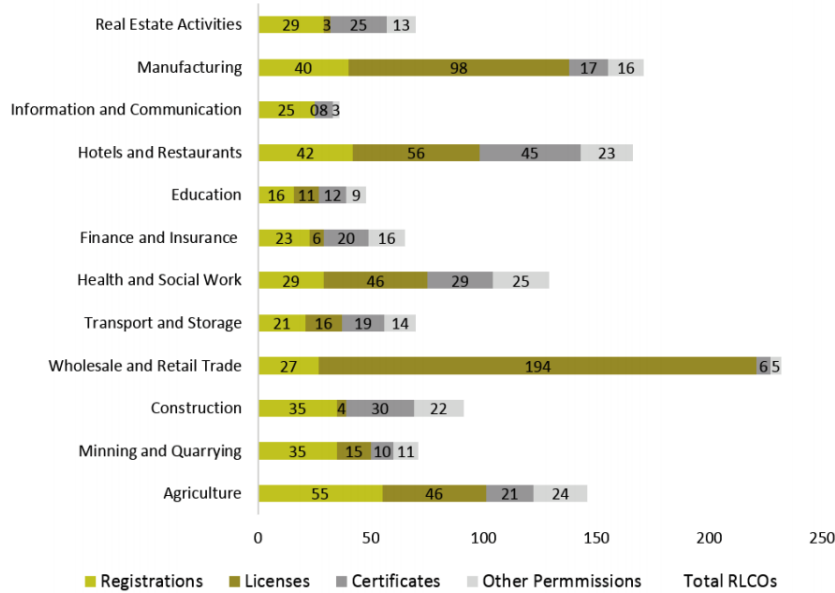
- ا-43: ریگولیٹری یا پبلک سروس کی فراہمی والے ادارے بشمول تعلیمی ادارے جیسے جامعات اور دیگر پبلک سیکٹرانٹراپرائزز (PSEs)، کو واضح اہداف، آپریشنل شفافیت، اور رپورٹنگ کے رہنما اصولوں کے ساتھ عملی طور پر خود مختار ہونا چاہیے۔
- ا-44: PAOs اور بجٹ کے اختیارات متعلقہ ایجنسیوں کو دینے کی ضرورت ہے۔ PAO کے افعال کو ضروری اور نظامت کے تقاضوں کے مطابق ذیلی دفتروں میں نچلے درجوں میں منتقل کرنے کی ضرورت ہے۔
- ا-45: PAO اور اس لائحہ عمل کا مقصد تنظیم کے اندر ایسے افراد کو مالی ذمہ داریوں کی تقسیم کرنا ہے جو مہارت، تعلیمی قابلیت اور تجربہ رکھتے ہیں۔
- ایسا کرنے سے، فیصلہ سازی کا عمل کسی ایک فرد کی شخصیت کے خصائص اور ترجیحات پر انحصار کم کرتا ہے، اور قائم کردہ معیار اور قابلیت پر انحصار بڑھاتا ہے۔
  - بجٹ اور فیصلہ سازی کی وہاں ضرورت ہے جہاں نتائج مطلوب ہیں۔ موجودہ مرکزیت کارکردگی اور احتساب کے لیے نقصان دہ ہے۔
  - کارکردگی کے انتظام کے لیے متعلقہ گورننگ باڈیز کو ذمہ دار بنانا چاہیے۔

### ضوابط

پاکستان، ضرورت سے زیادہ اور غیر موثر ضوابط کی وجہ سے ایک اجازت ناموں میں اُلجھی ہوئی معیشت بن چکا ہے۔ ضوابط کے اس بوجھ کی وجہ سے معاشی سرگرمیاں، سرمایہ کاری، کاروبار، روزگار کے مواقع اور بالآخر GDP کی نمو منفی انداز میں متاثر ہوتی ہے۔ وفاقی حکومت کے تحت 118 سے زیادہ ریگولیٹری باڈیز ہیں، جو معیشت کے ہر شعبے میں اجازتوں کے کلچر کے وسیع ہونے کی نشاندہی کر رہی ہیں۔ PIDE کی تحقیق کے مطابق ضوابط کی لاگت GDP کے 45 فیصد سے زیادہ ہے۔

ریگولیٹری فریم ورک پر اتنا ہے اور کمانڈ اینڈ کنٹرول اپروچ پر مبنی ہے جس میں شفافیت اور عمل درآمد کے شدید مسائل ہیں۔ ضرورت سے زیادہ حکومتی اختیار نے ایک طویل اور افسر شاہی کا طریقہ کار پیدا کر دیا ہے۔ چنانچہ کسی بھی سرگرمی کو شروع کرنے کے لیے رجسٹریشن، لائسنس، سرٹیفکیٹ، اور دیگر اجازت ناموں (RLCOs) کی شکل میں تقاضوں نے ضوابط کے بوجھ کو کئی گنا بڑھا دیا ہے (ح-13)

### مختلف شعبوں کے لحاظ سے ضوابط کا جائزہ





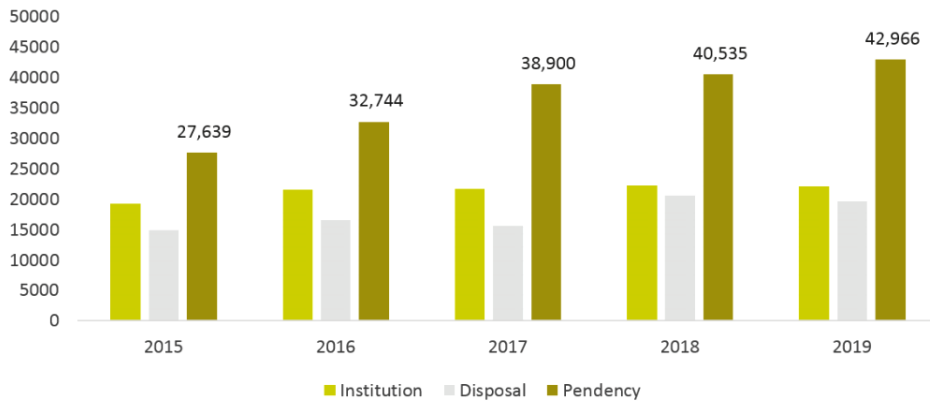
- 46- پاکستان کو اپنے ریگولیٹری ڈھانچے کو جدید بنانے کی ضرورت ہے۔ ریگولیٹری ڈھانچے کی جدت ڈی ریگولیشن کے مقابلے میں بہت وسیع اور مختلف ایجنڈا ہے۔ دونوں کو اکثر مساوی سمجھا جاتا ہے۔ جدیدیت کا ایجنڈا ایک ایسی حکمت عملی ہے جو بے شمار پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہے، جس میں ڈی ریگولیشن، ری ریگولیشن، سادگی، اور ادارہ جاتی تعمیر بھی شامل ہے۔
- 47- ریگولیٹرز کو کمانڈ اینڈ کنٹرول کے لائحہ عمل کی بجائے مارکیٹ میں سہولت کاری کی طرف بڑھنا چاہیے۔
- 48- مختلف ممالک میں ریگولیٹری اصلاحات کی کامیابی یہ واضح کرتی ہے کہ جدت کے لیے درج ذیل محاذوں پر اقدامات کی ضرورت ہوتی ہے۔

- موجودہ ضوابط کو "regulatory guillotine" کے ذریعے جدید بنانا چاہیے۔
- ریگولیٹری اثرات کے لازمی جائزوں کے ذریعے نئے ضوابط کے بہاؤ کو کنٹرول کریں۔
- ڈیجیٹائزیشن اور تربیت کے ذریعے ریگولیٹری اداروں کی صلاحیت کار کو بڑھایا جائے۔

### عدلیہ

عدلیہ، ان بنیادی اداروں میں سے ہے جو سرمایہ کاری اور ترقی کے ضمن میں سہولت کاری کا رول بن سکتا ہے۔ قوانین معاشی سرگرمیوں کو آسان بنانے کے ساتھ ساتھ انہیں محدود بھی کر سکتے ہیں۔ بد قسمتی سے پاکستان میں قانون اور معاشیات کے تعلق کو اچھی طرح سے سمجھنے کی کوشش نہیں کی گئی (ح-14) عدالتی نظام کئی دہائیوں سے جمع شدہ مقدمات کو نمٹانے میں تاخیر کا شکار ہے۔ اس وقت تقریباً 20 لاکھ مقدمات زیر التوا ہیں۔ ماہرین ان مسائل کی وجہ قدیم اور فرسودہ عدالتی طریقہ کار اور اس میں کی گئی بے ترتیب ترامیم کو قرار دیتے ہیں۔ اس وقت ایک اپیل کے طویل عمل کی وجہ سے اور ایک عدالت سے دوسری عدالت (عبوری پبلسیوں) میں منتقل ہونے سے تنازعات کے حل میں کافی وقت اور وسائل صرف ہوتے ہیں۔ پاکستان میں وکلاء اور منصفین اکثر عدالتی کارروائیوں میں تاخیر کے لیے التواء کے حربے استعمال کرتے ہیں۔ یہ نظام ایسا ہے جس میں سماعت کے روز بغیر کسی ٹھوس وجہ کے بھی التوا حاصل کیا جاسکتا ہے۔ کچھ ہائی پروفائل کیسز میں، 50 سے 80 تک غیر ضروری التوا بھی دیکھنے میں آئے ہیں۔ نقصان دہ التوا کو روکنے کے لیے ضروری درکار اقدامات کا فقدان ہے۔ جس کی وجہ سے التوا misconduct کے طور پر نہیں لیا جاتا۔ مزید برآں، وکلاء اور ججوں کو اپنی عدالت میں پیشی ملتوی ہونے کے باوجود بھی معاوضہ ملتا ہے۔ اس کی وجہ سے موجودہ کیس پر موثر طریقے سے کام کرنے کی حوصلہ افزائی کم ہو جاتی ہے۔ حکم امتناعی حاصل کرنا حد سے زیادہ آسان ہے، اور یہ بڑے پیمانے پر تسلیم کیا جاتا ہے کہ ان کا استعمال لین دین اور نتائج پر اثر انداز ہونے کے لیے کیا جاتا ہے۔

### ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ میں زیر التوا مقدمات کا جائزہ





- ا-49: کیسز کو جلد نمٹانے کے لیے طریقہ کار کے قواعد میں ترمیم کی جائے اور عبوری اپیلوں کو محدود کیا جائے۔ اس طرح کی ترمیم کی شاندار مثال "پنجاب رینڈم پریکٹس ایکٹ 2009" ہے، جس میں ضلعی عدالت کے فیصلے کے بعد ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں مزید اپیل کی اجازت نہیں ہے۔
- ا-50: متعدد سماعتوں اور التوا کو کم کرنے کے لیے حکومت کی طرف سے عدالتی حکام کے ساتھ مل کر زیادہ سے زیادہ التوا کی حد مقرر کی جانی چاہیے۔
- ا-51: دیوانی اور فوجداری، دونوں مقدمات کی کارروائی کے مختلف مراحل میں وکلاء کی فیس کے لیے ایک طریقہ کار مرتب کیا جانا چاہئے۔
- ا-52: ججوں اور وکلاء کے لیے ایک e-portal قائم کریں جہاں وکلاء کی ڈیجیٹل ڈائری تمام عدالتوں میں رکھی جاسکے تاکہ جج کسی وکیل کی دستیابی پر مقدمے کی سماعت کی ٹائم لائن طے کر سکیں۔ یہ مجوزہ ای پورٹل موجودہ کیس مینجمنٹ سسٹم کا حصہ بھی بنایا جاسکتا ہے۔
- ا-53: لاء اینڈ جسٹس کمیشن نے اپنے لاء ریفرم بل 2005 میں فی کیس زیادہ سے زیادہ 2 التوا کی تجویز دی، اس کا مشاہدہ اور اس پر عمل درآمد یقینی بنایا جائے۔
- ا-54: The Cost of Litigation Act 2017 - غیر سنجیدہ اور غیر ضروری طور پر کیس ملتوی کرنے والی پارٹی پر 5000 روپے جرمانہ عائد کرتا ہے، لیکن یہ ایکٹ صرف وفاقی دارالحکومت میں لاگو ہوتا ہے۔ التوا کے غلط استعمال کو روکنے کے لیے پاکستان بھر میں اسی طرح کی قانون سازی کی ضرورت ہے۔ تاہم، التوا کی درخواست کرنے کا جرمانہ التوا کی درخواست کرنے والی پارٹی کو روکنے کے لیے کافی زیادہ ہونا چاہیے۔ کیس اسٹیٹس پورٹل پر مقررہ وقت پر ہر التوا کا اعلان آن لائن کیا جانا چاہیے، اور خود کار ڈیجیٹل الرٹس اور غیر قانونی التوا کی اطلاع متعلقہ جوڈیشل اور بار کونسلز کو دی جائے تاکہ بار بار مرتکب ہونے والوں کو جوابدہ بنایا جاسکے۔
- ا-55: حکم امتناعی حاصل کرنے سے متعلق قواعد (جس کو عام طور پر اسٹے آؤر کے نام سے جانا جاتا ہے) کو سخت کرنے کی ضرورت ہے اور حکم امتناعی کے لیے زیادہ سے زیادہ 6 ماہ کی حد مقرر کرنی چاہئے۔

شہر

ترقی کے نمائندگان



## (ا) شہر

دنیا بھر میں شہر ترقی، جدت اور پیداواری صلاحیت کی وجہ سے ہنرمند افراد کے لیے مقناطیسی حیثیت رکھتے ہیں۔ مگر پاکستانی شہر افراتفری کا شکار، گنجان آباد اور بے ترتیب ہونے کے ساتھ ساتھ ضروری سہولیات اور کام کرنے کی جگہوں سے بھی محروم ہیں۔ دراصل پاکستانی شہر سے زیادہ قوانین کی زد میں ہیں۔ شہروں کی زوننگ بہت محدود رہی، جہاں تجارتی اور شہری سرگرمیوں کے لئے بہت کم گنجائش کے ساتھ سنگل فیملی گھروں کے فروغ کی سہولت کاری کی گئی۔ بلڈنگز کے لئے قوانین انتہائی کڑے ہیں۔ ہمارے شہر مختلف اکائیوں میں بکھرے ہوئے ہیں۔ انتظامی اکائیوں (چھوٹیوں، ترقیاتی ایجنسیوں) کی ایک بڑی تعداد جامع منصوبہ بندی کو ایک مشکل تر کام بنا دیتی ہے (ح-15)

حتیٰ کہ کچرے کے انتظام و انصرام کے لئے مختص زمینوں سے بھی پوری طرح استفادہ نہیں کیا جا رہا۔ سبڈی وائی زمینوں پر شہر کے مرکز میں ایلینٹ کلبوں، گالف گراؤنڈز اور سرکاری رہائش گاہوں کی موجودگی شہریوں کی پسماندگی کا سبب بن رہی ہے۔ مزید برآں آمدنی اور دولت کی پیدائش و فروغ کے مواقع بھی محدود کر رہی ہے۔

## PIDE کی تجویز کردہ اصلاحات:



- 56- شہروں کی تشکیل و ترقی میں تنوع کا خیال رکھا جانا چاہئے کیونکہ ہر ایک شعبہ ہائے زندگی کے انضمام کے لئے مختلف منصوبہ بندی درکار ہوتی ہے۔
- 57- ترقی کے نقطہ نظر سے شہری منصوبہ بندی اور تحقیق کو اس طرح سے ترتیب دیا جائے کہ شہر ترقی کے صحیح نمائندگان کے طور پر جانے جائیں۔
- 58- موجودہ زوننگ کے طریقہ کار کو اعلیٰ طبقے کی رہائش سے اپنی توجہ ہٹا کر ایک ایسے شہر کے قیام کی طرف اپنی توجہ مبذول کرنے کی ضرورت ہے جو گنجان آباد ہو، جہاں بلند و بالا عمارتیں ہوں اور زمین ایک سے زائد مقاصد کے لئے بھی استعمال کی جاسکے۔ شہروں میں تجارتی، ثقافتی، تعلیمی اور دیگر ضروری سماجی سرگرمیوں کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔ شہری زوننگ مشاورت کے واضح اور شفاف عمل پر مبنی ہونی چاہیے جو کہ شہر کی بدلتی ہوئی ضروریات کے مطابق ڈھل سکے۔ مزید برآں دوبارہ زوننگ کو اس طرح سے ترتیب دیا جائے کہ زمین کی فراہمی میں اضافہ ہو جو کہ قیمتوں کو قابو میں رکھنے کے لئے مددگار ثابت ہو گا۔
- 59- شہروں میں بلند و بالا عمارتوں کی اجازت کے لئے موجودہ قوانین میں سہولت پیدا کئے جانے کی گنجائش ہے۔
- 60- بہتر شہری انتظام و انصرام کے لئے ضروری ہے کہ اسے ایک ہی انتظامی اتھارٹی کے حوالے کیا جائے۔
- 61- شہروں کے وسط میں موجود سرکاری زمینوں کی ملکیت کو کم کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ یہ عمل ترقی کے راستے میں رکاوٹ ہے۔ یہ زمینیں شہروں کے وسط میں تجارتی سرگرمیوں کے فروغ میں معاون ثابت ہو سکتی ہیں۔ مزید برآں ریاست کے زیر قبضہ زمینوں کو بھی دیگر مقاصد کے لئے استعمال میں لایا جانا چاہیے۔
- 62- شہری حدود متعین کی جانی چاہیے۔ کیونکہ حدود کا عدم تعین ایسے شہری پھیلاؤ کو جنم دیتا ہے جس سے خدمات کی مزید فراہمی مہنگی اور مشکل ہو جاتی ہے۔
- 63- کرائے پر میسر مکانات کی مارکیٹ کو درست بنیادوں پر ترتیب دینے کے ضرورت ہے۔
- 64- شہروں میں چھابڑی فروشوں کے لئے بھی مناسب جگہیں مخصوص کئی جانی چاہیے۔

## (ب) شہری نقل و حمل

پاکستان میں نقل و حمل کے منصوبہ سازوں نے شہری رہائشیوں کے لیے محدود رسائی اور کاروں کی نقل و حرکت کو فروغ دینے پر توجہ مرکوز کئے رکھی، حالانکہ شہروں میں شہریوں کی نقل و حمل کے لئے راہداریوں، سڑکوں کو عبور کرنے والے پلوں اور پیدل چلنے والوں کی سہولت پر توجہ دی جانی چاہیے تھی۔ مزید برآں پاکستانی شہری محفوظ اور ماحول دوست نقل و حمل سے محروم ہیں۔ جس کی وجہ سے کار کا استعمال عیش و عشرت سے زیادہ ضرورت بن چکا ہے کیونکہ عوامی نقل و حمل کے دیگر ذرائع جیسے کہ ویگنیں، رکشے غیر محفوظ اور غیر معیاری ہیں۔ لہذا پیدل چلنے، سائیکل چلانے اور معیاری نقل و حمل کے مشترکہ طریقوں کو اپنانے کی ضرورت ہے۔ جس سے مزید شہری خرابی اور نقصانات کو روکا جاسکے گا (ح-16)












- 65- شہروں میں رش کو کم کرنے کے لیے ہمیں ایک موثر عوامی نقل و حمل کے ساتھ ساتھ ٹیکنالوجی کے استعمال سے ہیڈ پارکنگ کی طرف بڑھنے کی ضرورت ہے۔
- 66- یونیورسٹی کی بسوں کو روایتی عوامی نقل و حمل کے ذریعے کے طور پر بھی استعمال کیا جانا چاہیے۔ اس سے شہریوں کو نقل و حمل کی بہترین سہولیات بھی میسر ہوگی اور یونیورسٹیوں کو آمدنی بڑھانے میں بھی مدد ملے گی۔
- 67- نئے فلائی اوور اور انڈر پاس کی تعمیر کی حوصلہ شکنی کی جانی چاہیے۔ اس کے علاوہ گاڑیوں کے استعمال کو کم اور محدود کر کے اندرون شہر چلنے اور سائیکل کے استعمال کو فروغ دینا چاہیے۔

### مقامی حکومتیں

عوامی خدمات کی فراہمی مقامی حکومتوں کی ذمہ داری ہوا کرتی ہے اور عمومی طور پر لامرکزیت کے ذریعے ہی مقامی حکومتیں منتخب کونسلروں کے ذریعے اخراجات اور منصوبہ بندی کے عوامی خدمات سرانجام دیتی ہیں (ح-17)

### پاکستان میں مقامی حکومتوں کا ارتقاء

 <p>1973-1977 1973</p> <p>Constitution promulgated. State shall encourage LG institution. Local government dissolved. No LG elections held.</p>	 <p>1978 –1988</p> <p>LG bodies revived under Local Government Ordinance, 1979. Successful completion of 3-4 terms.</p>	 <p>1988-1999 1993</p> <p>LG Ordinance suspended. Local bodies inactive till 1998. Polls scheduled but never held.</p>	 <p>2001-2008 2001</p> <p>LGs Empowered under LG Ordinance, 2001 – respective ordinances of the provinces. Local bodies intact till 2008.</p>	 <p>2008-2013 2010</p> <p>Article 140-A mandates devolution of political, administrative, financial responsibilities to empower LGs. Local bodies dismissed. Polls scheduled but not held. No LG Bodies.</p>	 <p>2013-2017 2013</p> <p>LG Elections &amp; local bodies formed in Balochistan; 2015: Polls held &amp; local bodies formed in Punjab, Sindh, KP.</p>	 <p>2018-2022</p> <p>LG Bodies in Punjab dissolved by PLGA, 2019. 2021/22: LG Polls &amp; local bodies formed in Sindh &amp; KP. 2022/23: LG Polls in Balochistan.</p>
--	--	---	--	---	--	---



- 68- مقامی حکومتیں جمہوریت کا حسن ہوتی ہیں اور پاکستان میں مقامی حکومتیں عدم تسلسل کا شکار رہی ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مقامی حکومتوں کے تسلسل کو یقینی بنایا جائے۔
- 69- مقامی حکومتوں کو بااختیار بنانے کی ضرورت ہے جو کہ نہ صرف مقامی سیاست بلکہ مالی معاملات میں خود مختار فیصلے کر سکیں۔
- 70- سی ایس ایس کا نظام ایک انتہائی مرکزی نظام ہے جو کہ لامرکزیت کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے مقامی حکومتیں بااختیار نہیں ہو سکتی۔
- 71- مقامی حکومتوں کو بااختیار ہونا چاہیے جس میں ایک منتخب میئر شہر کا سربراہ ہوتا ہے اور کونسل میئر اس کے نیچے ہیریونین کونسل کی فلاح اور بہبود کیلئے ذمہ داریاں سرانجام دیتے ہیں۔
- 72- مقامی حکومتوں کو وسائل کیلئے مقابلہ کرنے میں اپنے تقابلی فوائد اور مسابقتی برتری کا تعین کرنے میں خود مختاری ہونی چاہیے۔

# مالیاتی نظام



## (ا) درمیانی مدت کے بجٹ کا انتظام اور ترقی

- 1950 کی دہائی میں منصوبہ بندی اور عوامی سرمایہ کاری کا عمل ترقی کے کئی اہم مراحل سے گزرا۔ پاکستان ابتدائی طور پر منصوبہ بندی کا انتظام بنانے میں کسی حد تک کامیاب رہا، جس نے عوامی شعبہ کی رہنمائی اور اقتصادی ترقی میں انتہائی اہم کردار ادا کیا۔ البتہ، آنے والی دہائیوں میں، منصوبہ بندی کا یہ نظام تیزی سے غیر موثر ہو گیا۔ اس کے غیر موثر ہونے کی بڑی وجوہات میں ایسا مالی نظام اور بجٹ کا طریقہ کار تھا جس نے سرمایہ کاری میں رکاوٹیں کھڑی کیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ 5 سالہ منصوبے، منصوبہ بندی کے مطابق لاگو نہیں ہوئے۔ دوسرا اہم مسئلہ سرمایہ کاری کی تقسیم کے فیصلوں میں بڑھتی ہوئی سیاسی مداخلت تھی جس نے مناسب سرمایہ کاری کی شناخت اور تخصیص کے لیے قائم کیے گئے تکنیکی انتظامی نظام اور طریقہ کار کو آہستہ آہستہ کمزور کیا (ح-18)
- اس وقت وزارت خزانہ اقتصادی ترقی اور روزگار کے نتائج پر غور کیے بغیر Mini Budgets کے ساتھ، بجٹ کا پورا نظام سنبھال رہی ہے۔ اس کی توجہ ملک کے سالانہ بجٹ اور ایڈجسٹمنٹ کی ضروریات پر ہے۔ اس وقت کی درمیانی مدت کے بجٹ کے انتظام، اقتصادی ترقی کی پالیسی، اور انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ کی ترقی کی ہے۔ پلاننگ کمیشن محض PSDP مختص کرنے والا ادارہ بن کر رہ گیا ہے مزید برآں PSDP کا زیادہ تر حصہ سیاسی فیصلوں پر مبنی ہوتا ہے۔

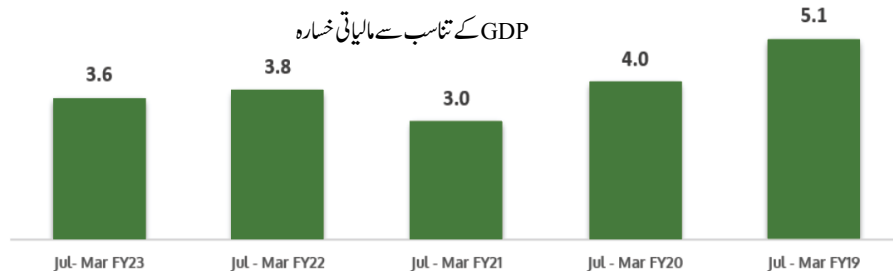
## PIDE کی تجویز کردہ اصلاحات:



- 72-ا۔ پلاننگ کمیشن پر سنجیدگی سے نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ پلاننگ کمیشن اور ڈویژن کے درمیان ہم آہنگی متنازع رہتی ہے، یا تو پلاننگ کمیشن اور وزارت کو بند کر دیا جائے یا اسے ایک با معنی منصوبہ سازی کے ادارے میں تبدیل کر دیا جائے جس میں درمیانی مدت کے بجٹ اور اقتصادی منصوبہ بندی کی نگرانی شامل ہو۔ ایک اور تجویز یہ ہو سکتی ہے کہ اسٹیٹ بینک کی طرح پلاننگ کمیشن (گرو تھ کمیشن) کو بھی سیاسی اثر و رسوخ سے آزاد کیا جائے۔ پلاننگ کمیشن، متعلقہ ماہرین (بغیر افسر شاہی کی مداخلت کے) پر مشتمل ہو اور جس کا کام درمیانی مدت کے بجٹ، اقتصادی ترقی اور ڈویلپمنٹ ہو۔
- 73-ا۔ مستقبل کی تمام پالیسیوں کی توجہ سرمایہ کاری، برآمدات اور پیداواری صلاحیت بڑھانے پر ہونی چاہیے۔ اصلاحات کے ساتھ پیداواری صلاحیت اور سرمایہ کاری کو بڑھانے کے لیے وزارتی تعاون اور درمیانی مدت کے بجٹ پر واضح توجہ کی ضرورت ہے۔ ہمیں ایک "Moonshot" حکمت عملی پر بھی غور کرنا چاہیے، جو کسی بڑے طویل مدتی مقصد کے ساتھ پورے ملک کو ہم آہنگ اور متحرک کرے۔
- 74-ا۔ پلاننگ کمیشن کو کابینہ کے ذریعہ حکومت کے مختلف حصوں میں اصلاحات لانے کے لیے ایک انتہائی اہم ادارہ کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔
- 75-ا۔ پلاننگ کمیشن کو یہ کام سونپا جانا چاہیے کہ وہ سال میں دو مرتبہ نظر ثانی اور بجٹ کے لیے پارلیمنٹ کو رپورٹ پیش کرے، جس کے بعد مستقبل کی پالیسی سازی کی ہدایات دی جائیں۔
- رپورٹ کو عوامی سنوئیوں کے لئے بھی پیش کیا جانا چاہیے تاکہ اس میں عوام کی آراء کو بھی شامل کیا جاسکے
- پارلیمنٹ کی تمام کارروائیوں اور عوامی سماعتوں کو سرکاری ریکارڈ کا حصہ بنایا جانا چاہیے۔

## (ب) بجٹ بنانے کا عمل

ہمارے بجٹ کی تنظیم Input پر مبنی رہتی ہے جہاں ہم صرف خرچ کی گئی رقم کو دیکھتے ہیں۔ اس کی وجہ سے محکمے اثاثوں کو استعمال کرنے کی منصوبہ بندی کیے بغیر اثاثے بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ PIDE نے اس امر کا مشاہدہ کیا ہے کہ ہمارے ہاں بجٹ میں brick-and-mortar پر بہت زیادہ توجہ مرکوز کی جاتی ہے جب کہ اثاثوں کے کثیر الجہتی ثمرات پر بہت کم زور دیا جاتا ہے (ح-19) اس پر مشورہ ہے کہ بجٹ کا عمل بین الاقوامی قرض فراہم کرنے والے اداروں کی معاونت اور مشاورت سے طے کیا جاتا ہے، جبکہ باقی بجٹ بنانے کا عمل بیوروکریسی کے زیر اثر ہوتا ہے۔ فنانس بل کو حقیقی بجٹ اور جانچ پڑتال کے بغیر منظور کیا جاتا ہے، سیاست دان صرف سیاسی طور پر سازگار اسکیموں کے لیے ترقیاتی اخراجات مختص کرنے پر توجہ دیتے ہیں۔



- پاکستان میں قانون سازی کا تجزیہ یہ واضح کرتا ہے کہ بجٹ کے پورے عمل میں پارلیمنٹ کا کردار انتہائی محدود ہوتا ہے۔ یہ عمل زیادہ تر رسمی نظر آتا ہے۔ پاکستان میں بجٹ کے عمل میں پارلیمانی شراکت کے حوالے سے اہم رکاوٹیں وقت کی کمی، کمیٹی کی عدم شمولیت اور پارلیمنٹ کی کمزور تحقیقی صلاحیت ہیں۔
- منتخب ایگزیکٹوز میں صرف وزیر خزانہ اور بعض معاملات میں وزیر مملکت بجٹ سازی میں کسی حد تک ملوث ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ کابینہ جس کو تمام حکومتی فیصلوں کی اجتماعی ذمہ داری لینا ہوتی ہے وہ بجٹ کو پارلیمنٹ میں باضابطہ طور پر پیش کرنے سے چند گھنٹے قبل ہی فقط ایک ذمہ داری کے طور پر دیکھتی ہے۔
- موجودہ پارلیمانی بجٹ کا عمل، جو تقریباً دو ہفتے تک جاری رہتا ہے، منتخب نمائندوں کو بجٹ کو بہتر بنانے یا میرٹ پر نظر ثانی کرنے کے لیے بہت کم وقت فراہم کرتا ہے۔ موجودہ عمل پارلیمنٹ کے ارکان کو بجٹ کو بہتر بنانے کے لیے اپنی بامعنی رائے دینے کا کوئی موقع فراہم نہیں کرتا۔ بجٹ پر بحث اوسطاً 12 دن جاری رہتی ہے جو کہ اوسطاً 34 گھنٹے ہوتی ہے۔ کسی بھی وقت، بجٹ کے کسی بھی حصے کو تفصیلی جائزہ کے لیے کمیٹی کے پاس نہیں بھیجا جاتا۔ اس طرح، نتیجتاً، بجٹ کی تقاریر تقریباً ہر چیز کا احاطہ کرتی ہیں، لیکن بجٹ کا شاید ہی کوئی منطقی یا سوچا سمجھا جائزہ لیا جائے۔ اراکین پارلیمنٹ اپنے اپنے ترقیاتی منصوبوں پر نگاہ مرکوز رکھتے ہیں۔ ان کے پاس بجٹ کی پوری دستاویز کو دیکھنے اور اس کے مضمرات کو سمجھنے کا شاید ہی وقت ہوتا ہو۔ یہی وہ وجوہات ہیں جن کی بنا پر بجٹ کے عمل میں خامیوں اور کمزوریوں کی وجہ سے سال کے دوران کئی چھوٹے بجٹ پیش کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔

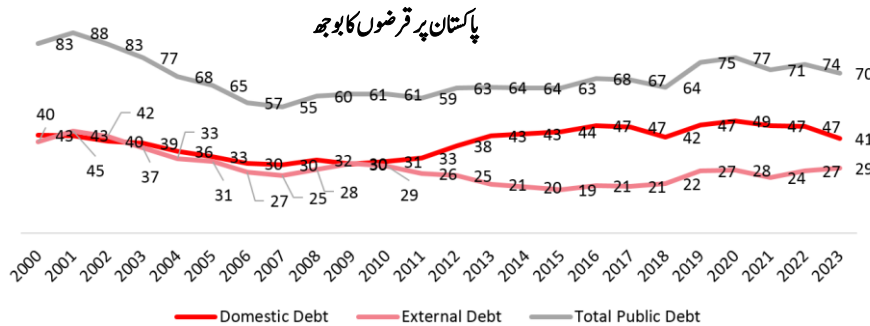
## PIDE کی تجویز کردہ اصلاحات:



- 76۔ دنیا بھر میں زیادہ تر پارلیمانوں کے اپنے خود مختار بجٹ دفاتر ہیں۔ ایسا دفتر اراکین پارلیمنٹ کو بجٹ کی آزادانہ اور غیر جانبدارانہ تحقیقات فراہم کرتا ہے جو بجٹ کا جائزہ لینے اور اس پر رائے قائم کرنے میں ان کی بہت مدد کر سکتا ہے۔ پاکستان کی پارلیمنٹ بھی ماہرین پر مشتمل ایک آزاد بجٹ یونٹ قائم کر سکتی ہے جو نہ صرف پارلیمنٹ بلکہ عوام کو قانون سازی اور بجٹ سے متعلق تمام معاشی معاملات پر غیر جانبدارانہ اور آزادانہ تجزیہ فراہم کرے۔
- 76۔ پاکستان میں پارلیمانی بجٹ کے عمل کا دورانیہ 1 مئی سے شروع ہو کر 30 جون تک کم از کم 60 دنوں تک بڑھایا جانا چاہیے۔ بجٹ ہر سال مئی کے پہلے ورکنگ ڈے پر پیش کیا جانا چاہیے۔
- 77۔ بجٹ پر مکمل عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔ سپلیمنٹری فننس بلز کے ذریعے چھوٹے بجٹ سے گریز کرنا چاہیے۔
- 78۔ موجودہ بجٹ اور سرمایہ کاری کے بجٹ کو یکجا کریں اور کارکردگی کی بنیاد پر تشکیل دیئے گئے بجٹ کی طرف آگے بڑھیں۔ پراجیکٹ آفس میں صرف بڑے منصوبوں کی آزادانہ نگرانی کی جائے۔ پلاننگ گروٹھ کمیشن ہر وزارت اور ایجنسی کی کارکردگی کے لائحہ عمل کا نگران دفتر ہونا چاہیے۔
- 79۔ تمام اداروں کی کارکردگی کی بنیاد پر پانچ سالہ منصوبے بنائے جاسکتے ہیں۔ اس کام کو کرنے کے لیے تمام ایجنسیوں کی جانب سے کافی جدت اور بہت زیادہ تعاون کی ضرورت ہوگی۔ مزید برآں، کارکردگی کے ہر منصوبے میں پیداواری صلاحیت کو بڑھانے کے لیے اصلاحات کو ایک کلیدی آلہ بننا چاہیے۔ علاوہ ازیں کارکردگی کے منصوبے تیار کرنے کے لیے تمام وزارتوں ایجنسیوں کو کارکردگی اور پیداواری صلاحیت کی نگرانی کے لیے اپنے اپنے ایم اینڈ ای (M&E) اور تحقیقاتی گروہ قائم کرنے ہوں گے۔
- 80۔ بجٹ میں تمام صوابدیدی مقاصد کے لئے مختص فنڈز کو ختم کیا جائے کیونکہ یہ آئین کی روح کے خلاف ہیں۔
- 81۔ پارلیمانی کمیٹیوں کے بارے میں، مفادات کے ٹکراؤ کے معاملے کو واضح طور پر تسلیم کیا جانا چاہیے اور موثر طریقے سے حل کیا جانا چاہیے۔ پارلیمانی سیکرٹریٹ کو پارلیمنٹیریز اور خاص طور پر کمیٹی ممبران کے مفادات کے تمام تنازعات کو حل کرنا چاہیے۔

## Debt Managment کا نظم (ج) قرضوں کا نظم

پاکستان کو مختلف عوامل کی وجہ سے بڑھتے ہوئے قرضوں کے بوجھ کا سامنا ہے۔ جن میں مسلسل مالیاتی اور کرنٹ اکاؤنٹ خسارے، وسیع قرضے لینے، شرح مبادلہ میں عدم توازن، اور خارجی اقتصادی چیلنجز شامل ہیں۔ قرضوں کا عدم استحکام پاکستان کو مستقل طور پر ڈیفالٹ جیسی صورتحال کی طرف دھکیلنے کا ایک مسلسل خطرہ بنا ہوا ہے (ج-20)



قرضوں کے ساتھ جڑے ہوئے بے شمار اخراجات، ترقیاتی اقدامات اور عوامی خدمات کے لیے وسائل کی دستیابی کو محدود کرتے ہیں۔ بیرونی فنڈنگ کے محدود ذرائع کی وجہ سے مالی سال 2010 کے بعد سے قومی قرضوں پر زیادہ انحصار کے ساتھ، قرض کی ساخت میں بھی نمایاں تبدیلی آئی ہے۔ تاہم، یہ تبدیلی بہت سے چیلنجز لے کر آئی ہے، خاص طور پر قومی قرض کی بلند قیمت، جو پالیسی کی شرح میں متواتر تبدیلیوں کی وجہ سے بڑھی ہے۔

پاکستانی حکومت اکثر طے کے گئے مالیاتی ضوابط پر عمل کرنے میں ناکام رہی ہے جیسے کہ مالیاتی ذمہ داری اور قرض کی حد بندی ایکٹ (2005)، جو کہ مجموعی قرض اور جی ڈی پی کے تناسب کو 60 فیصد کے اندر برقرار رکھنے کا حکم دیتا ہے۔

## PIDE کی تجویز کردہ اصلاحات:

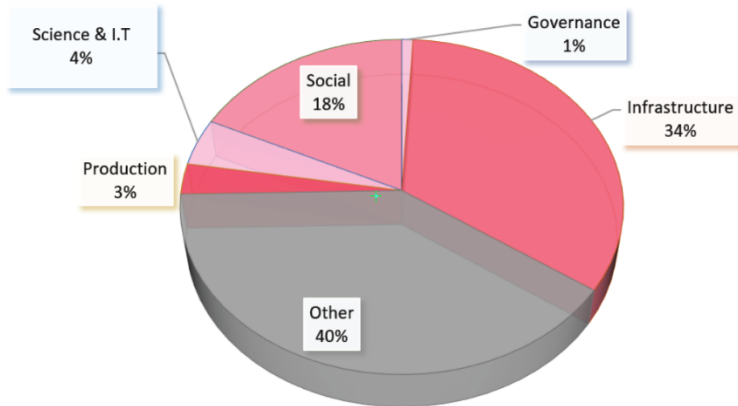


- 82- پاکستان کی طویل مدتی قرض پروفاصل کی نگرانی اور کنٹرول کرنے کے مینڈیٹ کے ساتھ ایک خود مختار قرض ایجنسی (تمام قرض کے افعال کو مستحکم کرنے اور مرکزی بینک اور آزاد منصوبہ بندی گرو تھ کمیشن کے برابر) قائم کی جانی چاہیے۔ معاشی معاملات ڈویژن کو ختم کیا جائے اور مجوزہ قرض ایجنسی کو دوبارہ کام سونپ دیں۔
- اسے عوام کے لیے ہر ماہ قرض کے جامع گوشوارے جاری کرنے چاہئیں، اور پارلیمنٹ کے لیے سہ ماہی بنیادوں پر۔
  - اسے قرض کے پیداواری خطوط کا بھی انتظام کرنا چاہیے اور قرض کی منڈی کی ترقی کے لیے ضروری آلات بھی تشکیل دینے چاہیے۔ اس کے لیے یہ قرض کی نیلامی اور دیگر قرضوں اور بچت کے آلات کی مارکیٹنگ کرنی چاہیے۔
- 83- قرض کے انتظام کی رپورٹس کو سہ ماہی جائزے کے لیے پارلیمنٹ میں پیش کیا جانا چاہیے۔ مزید برآں، پارلیمنٹیریز کی جانب سے مستقبل کے لیے ممکنہ مواقع کے ساتھ لازمی بحث کی جانی چاہیے۔
- مختلف آراء اور ماہرین کی آراء کو شامل کرنے کے لیے رپورٹ کو عوامی جائزے کے لیے بھی عام کیا جانا چاہیے۔ پارلیمنٹ کی تمام کارروائیوں اور عوامی جائزوں کو پبلک ریکارڈ کا حصہ بنایا جائے۔
- 84- سب کو مالیاتی اصولوں پر عمل کرنا چاہیے جس میں بجٹ خسارے اور قرض کی سطح کی حدیں شامل ہیں تاکہ غیر یائیدار قرضوں کے جمع ہونے کو روکا جاسکے۔

## (د) سرکاری سرمایہ کاری Public Investment

عوام الناس کی ترقی کے لئے ترتیب دیئے گئے پروگرام PSDP کو سیاسی بنیادوں پر چلانے سے اس کی افادیت اور ممکنہ نتائج کو شدید نقصان پہنچا ہے (ح-21) چنانچہ عوام کے لئے کی جانے والی سرمایہ کاری کافی حد تک غیر موثر ہو گئی ہے۔ جس کی وجہ سے یہ اقتصادی ترقی پر کوئی خاطر خواہ اثر نہیں ڈالتی۔ اس پروگرام کی زیادہ تر توجہ سڑکوں، پلوں اور عمارات وغیرہ کی تعمیر پر مرکوز رہتی ہے، بعد ازاں جس کے فوائد کا بھی کوئی تعین نہیں کیا جاتا۔ اس پروگرام (پی ایس ڈی پی) میں مالی وسائل سیاسی بنیادوں پر مختص کئے جاتے ہیں۔ مختلف منصوبوں کا تعین بغیر کسی تحقیق، ممکنہ نقصانات اور فوائد کے موازنے، اور آپس میں جڑی جزیات، وغیرہ کے بغیر ہی کیا جاتا ہے۔

### مختلف شعبوں کے لحاظ سے PSDP منصوبوں کی تفصیل



اگر عوام کے لئے کی جانے والی سرمایہ کاری کا تقابلی جائزہ لیا جائے تو ہمیں پاکستان اور ان ممالک میں بہت بڑا فرق نظر آتا ہے جہاں پر اس سے برآمد ہونے والے ممکنہ فوائد کو خاصی ترجیح دی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سرمایہ کاری کے اس پروگرام میں اصلاح کے ذریعے بہتری کی کافی گنجائش موجود ہے۔

سرمایہ کاری کے پروگرام میں ان گنت منصوبوں کا شامل کیا جانا، جن میں اکثریت چھوٹے اور غیر معیاری طریقوں سے ترتیب دیئے گئے ہوتے ہیں اور غیر منظور شدہ منصوبوں کی وجہ سے اکثر پروگرام نہ صرف وقت پر مکمل نہیں ہو پاتے بلکہ ان کی وجہ سے لاگت بھی غیر ضروری طور پر بڑھ جاتی ہے اور مزید برآں ایسے منصوبے تعطل کا شکار بھی ہو جاتے ہیں۔ دوران پروگرام منصوبہ سازوں کو پروگرام کے مختلف مراحل کے ماہرانہ تجزیوں کی عدم دستیابی کی وجہ سے پروگرام کی خامیاں دور کرنے میں بھی خاصی مشکل پیش آتی ہے۔

## PIDE کی تجویز کردہ اصلاحات:



ا-85: کارکردگی پر مبنی بجٹ کی طرف رجوع کرنے کی تجویز ایک بہترین موقع ہے اور اس سے مرکزی طور پر چلنے والے ایک بڑے سیاسی PSDP کی ضرورت ختم ہو جائے گی۔ بلدیاتی نظام کے آغاز کے لیے قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے اراکین کو پی ایس ڈی پی کی مختصر رقم میں مداخلت نہ کرنے کی ضرورت ہوگی تاکہ یہ پروگرام مرکزیت اور سیاسی اثر و رسوخ سے پاک ہو۔

ا-86: حالیہ سرمایہ کاری کے پروگرام میں مزید نئے منصوبوں کی شمولیت پر پابندی لگائی جائے۔

ا-87: PSDP کا مکمل جائزہ لیا جائے اور اس میں ایسے منصوبے جو حجم کے لحاظ سے چھوٹے ہیں اور ان کے ثمرات بھی محدود ہیں اور ایسے منصوبے جو ابھی تک شروع نہیں ہوئے یا ان پر مختصر رقم کا بہت مختصر حصہ خرچ ہوا ہو، یا ایسے منصوبے جن کی طویل المیعاد افادیت پر سوالیہ نشان ہیں، ایسے تمام منصوبوں کو ختم کیا جائے۔

ا-88: وفاقی سطح پر صرف ان بڑے منصوبوں پر کام کیا جائے جو کہ پارلیمنٹ سے منظور شدہ ہوں۔ مقامی اور صوبائی سطح کے منصوبوں کا انتظام اسی علاقے یا حلقے سے ہونا چاہیے۔

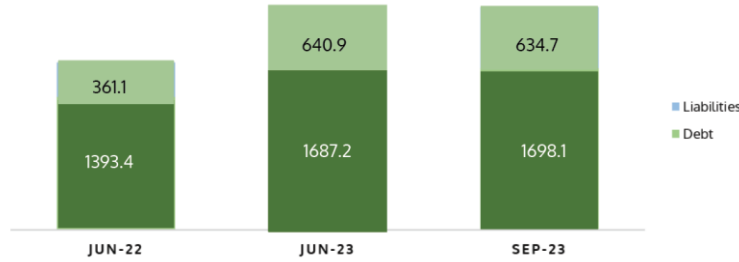
ا-89: PSDP کے ذریعے ایسے اثاثے قائم کیئے گئے ہیں جن کی کوئی افادیت نہیں ہے۔ پلاننگ کمیشن کو ایک ایسا عوامی میزانیہ برقرار رکھنا چاہیے جس سے اثاثوں کی تعداد اور ان سے حاصل ہونے والی آمدن اور فوائد کا عوام اور سرمایہ کاروں کو بخوبی اندازہ ہو سکے۔

ا-90: ایسا ریاستی دولت فنڈ قائم کیا جائے جس میں تمام عوامی اثاثہ جات کو اکٹھا کیا جائے۔

## (ح) سرکاری کاروباری ادارے

ریلوے، اسٹیل مل، پی آئی اے وغیرہ، خسارے پر چلنے والے وہ سرکاری ادارے ہیں جن کو مشکلات سے نکلنے کے لیے حکومت کی اضافی مالی امداد کی ضرورت ہمیشہ رہتی ہے (ح-22)

### سرکاری کاروباری اداروں پر قرضوں کا بوجھ



یہ ادارے ایک سفید ہاتھی کاروبار اختیار کر چکے ہیں جو سال ہا سال سے خزانے پر بوجھ ہیں۔ ان اداروں میں بھرتیاں زیادہ تر سیاسی اور بیوروکریٹک بنیادوں پر ہوتی ہیں تاکہ میرٹ پر، جس کی وجہ سے ان کی کارکردگی خاصی ناقص ہے۔





## PIDE کی تجویز کردہ اصلاحات:

- 91۔ ان اداروں کو بجٹ کی حدود کا پابند بنایا جائے اور متواتر اضافی حکومتی مالی امداد ختم کی جائے۔
- 92۔ ان اداروں کو پیشہ ورانہ انداز سے کاروباری بنیادوں پر چلایا جائے، جس کا ایک بنیادی جزو ایک خود مختار بورڈ ہو۔ ان اداروں پر کوئی سیاسی اور بیوروکریٹک دباؤ نہیں ہونا چاہیے تاکہ مفادات کے ٹکراؤ سے بچا جاسکے۔
- 93۔ ان اداروں کو انتظامی طور پر مکمل خود مختار ہونے کے ساتھ ساتھ کابینہ اور مقتنہ کو اپنی کارکردگی کے بارے میں جواب دہ بھی ہونا چاہیے۔ نفع اور نقصان کی ذمہ داری ان اداروں کے چلانے والوں پر ہونی چاہیے۔ یہ عمل یقینی طور پر ان اداروں کی کارکردگی کو بہتر بنائے گا۔
- 94۔ ہر کاروباری ادارے کی طرح ان اداروں میں بھی کام کے ميعاد اور مالی فوائد کا تعین نفع و نقصان کی بنیاد پر ہونا چاہیے۔
- 95۔ سیاسی بنیادوں پر بھرتیوں کا مکمل خاتمہ کیا جائے۔ بھرتیوں کا اختیار پہلے سے طے شدہ اصولوں کے تحت اور خود مختار بورڈ کے پاس ہونا چاہیے۔
- 96۔ مسلسل نقصان کا سبب بننے والے تمام اداروں کو فی الفور بند کر دیا جائے، ان کے اثاثہ جات کو بیچ دیا جائے اور اگر ان اداروں کو از سر نو ترتیب دینے کا ارادہ ہو تو اس صورت میں ایک پیشہ ورانہ انتظام ہی بہتر مستقبل کی ضمانت فراہم کر سکتا ہے۔

## (و) پینشن کا نظام

- پاکستان نے اپنی پینشن کے سرکاری نظام کی اصلاح کی بجائے ایک "متعین پینشن" کا نظام اختیار کیا ہوا ہے جس کی وجہ سے حکومت پر پینشن کی ذمہ داری مسلسل بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ مزید یہ کہ اس فرمودہ نظام کی وجہ سے پینشن وصول کرنے والوں کو ادائیگیاں ٹیکس وصولیوں میں سے کی جاتی ہیں جس سے گورنمنٹ کا جاری خرچ بڑھتا جا رہا ہے (ح-23)
- اس وقت سرکاری پینشن کے اخراجات 25 فیصد سے بڑھ رہے ہیں جبکہ معیشت کی نمو اس کے مقابلے میں بہت کم ہے جس کی وجہ سے یہ اخراجات پورے کرنا مشکل سے مشکل ہوتا جا رہا ہے۔ پینشن کا بوجھ بڑھ رہا ہے اور ایک تخمینہ کے مطابق یہ بوجھ ہر چوتھے سال دو گنا ہو جاتا ہے۔



## PIDE کی تجویز کردہ اصلاحات:

- 97۔ PIDE کے تخمینہ کے مطابق اگر سرکاری پینشن متعین شراکت داری نظام پر منتقل ہو جائے تو پینشن کے اخراجات شروع میں بڑھیں گے مگر تقریباً 3 سے 6 سال کے عرصہ میں ہی کم ہونا شروع ہو جائیں گے اور اسکے بعد مسلسل کم ہوں گے۔ اس نئے نظام کی وجہ سے پینشن اخراجات طویل مدت تک برداشت کئے جاسکیں گے۔
- 98۔ سرکاری پینشن کیلئے ایک طویل مدتی تخمینہ بہت ضروری ہے تاکہ متعین شراکت داری کا تعین بھی کیا جاسکے۔ اس تجربہ سے ادائیگیوں کا درست تعین کیا جاسکے گا اور اور اس سے فائدہ اٹھانے والے پینشن کو سالانہ مختلف اسکیمیں بھی فراہم کی جاسکتی ہیں۔ اسکے ساتھ ساتھ کفایت شعاری کی مختلف اسکیمیں بھی فراہم کی جاسکتی ہیں۔
- 99۔ بہت سے نجی پینشن فنڈز کے قیام کی وجہ سے مالیاتی شعبہ بھی ترقی کرے گا اور عوام کو سرمایہ کاری کے مواقع بھی فراہم ہو سکیں گے۔ مجموعی طور پر معاشی ترقی اور سرمایہ کاری طویل مدت میں بھی بڑھے گی۔
- 100۔ پینشن فنڈز کی نگرانی اور انتظام کیلئے مشترکہ طور پر EOEI یا منسٹری آف پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ اور منسٹری آف فنانس باقاعدہ طور پر نظام ترتیب دے سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس نظام کے متعلق ایک سالانہ جائزہ پارلیمنٹ میں بھی پیش کیا جاسکتا ہے۔

## (ز) ٹیکس اور ٹیرف

- پاکستان میں ٹیکس کا نظام بہت پیچیدہ ہے۔ یہ نظام بنیادی طور پر ٹیکس کا تعین اس کی جی ڈی پی کے تناسب سے کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس نظام کو بنیادی اصول جیسے کہ انصاف، یقین، کارکردگی اور آسانی کے تناظر میں نہیں دیکھا جاتا۔ ہمارے ہاں زیادہ تر محصولات بالواسطہ طریقے سے حاصل کئے جاتے ہیں۔ براہ راست جمع کئے جانے والے ٹیکس بھی ود ہولڈنگ کی بنیاد پر حاصل کئے جاتے ہیں کیونکہ ٹیکس کی حدود (Tax Base) بہت محدود رہی ہیں۔ (ح-24)
- مسلسل ٹیکس کی مد میں فراہم کی جانے والی چھوٹ، ایمنسٹی اور سبڈی کی فراہمی محصولات حاصل کرنے میں رکاوٹ بنتی ہیں مزید برآں ان کی وجہ سے معیشت کی پیداواری صلاحیت بھی متاثر ہوتی ہے۔

مزید ٹیرف، ریگولیشنری ڈیویژن اور درآمدات کی بندش پر مبنی غیر مساقتی پالیسیوں کی وجہ سے ہماری مقامی مارکیٹ بھی متاثر ہوتی ہے۔ بین الاقوامی تجارت کی کمی ہماری معاشی نمو کو کم کرتی ہے۔ علاوہ ازیں مقامی صنعت اور مارکیٹ میں مقابلے کے رجحان میں کمی آتی ہے اور صنعت و مارکیٹ کی ترقی میں رکاوٹ بنتی ہے۔

پاکستان میں تیار اشیاء اور ان کے خام مال کی درآمدات پر ٹیرف کا فرق دنیا میں دوسرے نمبر پر ہے اور اس کا تخمینہ تقریباً 30 فیصد بنتا ہے۔ یہ ہماری معیشت پر انتہائی منفی انداز میں اثر انداز ہوتا ہے جبکہ برآمدات پر ایک طرح کا ٹیکس ہے۔ اس طرح کی پالیسیوں کی وجہ سے پاکستان نے کوئی فائدہ نہیں اٹھائے۔

## PIDE کی تجویز کردہ اصلاحات:



- 101: بجٹ سازی، اخراجات کا تعین اور ٹیکس لاگو کرتے وقت کچھ خاص اصولوں کو مد نظر رکھنا بہت ضروری ہے تاکہ معاشی نمو اور زیادہ سے زیادہ روزگار کے مواقع پیدا کئے جاسکیں۔
  - اس بات کا اعتراف کیا جانا چاہیے کہ تمام قسم کے ٹیکسز اور ٹیرف میں اضافہ سرمایہ کاری اور معاشی نمو کو کم کرتا ہے۔ دیگر ممالک کی طرح پاکستان کو بھی اپنے ٹیکس اور ٹیرف کی شرحوں میں کمی کے ساتھ ساتھ ان سے جڑے ہوئے دیگر معاملات میں موجود پیچیدگیوں کو ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ ایک مستحکم ٹیکس اور ٹیرف کے نظام کے ساتھ سرمایہ کاری اور معاشی نمو میں اضافہ کیا جاسکے۔
  - حکومتی اخراجات اور محصولات میں توازن بھی ایک بہترین معاشی منصوبہ بندی ہے۔ پاکستان کو اپنے حکومتی اخراجات میں غیر ضروری اضافوں کو روکنے کیلئے حکومتی اخراجات و مقاصد میں کمی کی ضرورت ہے۔ کیونکہ یہ اضافہ مزید حکومتی اداروں کے قیام اور قانون سازی کا باعث بنتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اخراجات میں اضافہ پورا کرنے کیلئے حکومت کو غیر ضروری ٹیکس لگانے پڑتے ہیں جو کہ ہماری سرمایہ کاری کو نقصان پہنچاتے ہیں۔
  - بجٹ سازی اور ٹیکس پالیسی میں اس بات کو مد نظر رکھا جانا چاہیے کہ غیر ضروری ضوابط، دستاویزی ثبوتوں کا تقاضا اور مارکیٹ میں مداخلت کی قیمت بھی کسی ٹیکس سے کم نہیں ہے۔
- 102: پاکستان میں ایک شفاف اور مستحکم ٹیکس پالیسی ترتیب دی جانی چاہیے جس میں ٹیکس اور ٹیرف کی شرح میں کمی اور دستاویزی تقاضوں کو محدود کرنے کو ترجیح دی جائے۔
- 103: مرکزی اور صوبائی سطح پر ٹیکس کے اداروں میں مشاورت بھی ہونی چاہیے اور دیگر ٹیکس معاملات کے ساتھ ساتھ، سب سے پہلے سیلز ٹیکس کی ایک ہم آہنگ اور ضم شدہ VAT سیلز ٹیکس نظام کی طرف منتقلی ضروری ہے۔
- 104: ٹیکس اور دستاویزی تقاضوں میں سہولت: ٹیکسز کی کثرت اور پیچیدہ دستاویزی تقاضے ہمارے کاروباری اخراجات میں بے حد اضافہ کی وجہ بنتے ہیں۔ ٹیکس نظام کی آسانی خصوصاً وہ ہولڈنگ ٹیکس کی پیچیدگی میں کمی کاروبار کے مجموعی اخراجات میں کمی لاسکتی ہے۔
- 105: آمدنی کے تمام ذرائع کو ایک جیسا سمجھا جانا چاہیے، خصوصاً ذرائع سے حاصل ہونے والی آمدنی کو بھی باقی ذرائع آمدن جیسا ہی سمجھا جائے۔ کاروبار پر کم از کم ٹیکس کی پالیسی کی بجائے ایک ترمیم شدہ کارپوریٹ ٹیکس لاگو کیا جائے تاکہ آمدنی کی بنیاد پر ترتیب دیے جانے والے ٹیکس کے نظام کو ایک مشترکہ کاروباری آمدن پر ٹیکس کے نظام کے ساتھ مربوط کیا جاسکے۔
- 106: پاکستان میں ٹیکس کے نظام میں بالواسطہ ٹیکسز پر انحصار کم کیا جانا چاہیے۔ ایسے شعبہ جات جن سے ٹیکس کی وصولی بہت کم ہے انکو ٹیکس کے نظام سے آہستہ آہستہ نکال دینا چاہیے۔
- 107: محصولات کے مقاصد کے لئے تشکیل دیے گئے اداروں میں بھرتی معیار، متعلقہ تعلیم اور پیشہ وارانہ صلاحیت کی بنیاد پر ہونی چاہیے۔ اس نظام کی وجہ سے محصولات کی وصولی میں اضافہ اور نظام میں بہتری ممکن ہوگی۔
- 108: فائلر اور نان فائلر میں فرق کی پالیسی کو ختم کیا جانا چاہیے۔ مزید وہ تمام لوگ اور کاروبار جن کے لئے فائلنگ ضروری ہے انکو چھوٹ نہ دی جائے البتہ یہ تبدیلی بتدریج ہونی چاہیے۔
- 109: SRO کو استعمال کرتے ہوئے ٹیکس میں استثناء اور چھوٹ کے نظام کو بھی ختم کرنے کی ضرورت ہے۔ اسکی مقدر کا تعین اور خرچ کو بجٹ کے ساتھ ہی ان کی فراہمی کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے۔



## (ح) سرکاری اثاثوں کا نظم Public Wealth Management

ہر ملک کے پاس عوامی اثاثوں کے حوالے سے اس کا منصفانہ حصہ ہوتا ہے، خاص طور پر عوامی تجارتی اثاثے، جن کا استعمال باقاعدہ آمدن کا سلسلہ پیدا کرنے کے لیے کیا جاسکتا ہے۔ دنیا بھر میں ان اثاثوں (مثال کے طور پر پبلک ویلٹھ فنڈز) کے انتظام کے لیے مخصوص ضابطے اور ادارے قائم کیے جاتے ہیں۔ ان اثاثوں کی کل قیمت کا اندازہ کھربوں ڈالر سے زائد ہے اور یہ اثاثے اپنی حکومتوں کے لیے بے شمار فوائد و شراحت کا باعث بھی ہیں (ح-25)۔

پاکستان بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے، اس کے پاس بھی کھربوں روپے مالیت کے عوامی اثاثے ہیں، لیکن ان اثاثوں کے مناسب انتظام اور منصوبہ بندی کے ذریعے ان سے بھرپور استفادہ بھی نہیں کیا گیا۔ سرکاری کمرشل اراضی یا زمینیں اس کی ایک واضح مثال ہیں جو کہ انتہائی کم استعمال شدہ اور ناقص انتظام کا شکار ہیں۔ دیگر مثالوں میں ہماری شاہراہیں شامل ہیں جن پر ٹریفک نہیں ہے، یونیورسٹیوں کے بڑے بڑے کمپس بغیر پروفیسرز کے بنائے گئے ہیں، کھیلوں کے شعبے کو فروغ دینے بغیر اسٹیڈیمز تعمیر کئے گئے ہیں ان کے علاوہ آڈیٹوریمز اور کنونشن سینٹرز ہیں جو ویران رہتے ہیں۔ مختصر یہ کہ عوامی دولت کا انتظام غیر پیشہ ورانہ طور پر چلایا گیا جس کے نتیجے میں فائدہ کم جبکہ وسائل کا ضیاع زیادہ ہوا ہے۔ پاکستان میں عوامی دولت کے درست تخمینے کے حوالے سے کوئی جامع اعداد و شمار موجود نہیں ہیں اور ساتھ ہی ایک مرکزی ذخیرہ Repository کی بھی کمی ہے جو ممکنہ سرمایہ کار کو سرمایہ کاری کے مواقع کے بارے میں رہنمائی کر سکے۔

### PIDE کی تجویز کردہ اصلاحات:



- 110- عوامی اثاثوں مثلاً کنونشن سینٹرز، اسٹیڈیمز، ریلوے اسٹیشنز، ہوائی اڈے، DISCOs وغیرہ کا نظام پیشہ ورانہ انداز میں چلایا جائے۔
- 111- ایک طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ اچھے منافع کو یقینی بنانے کے لیے اثاثوں کے پیشہ ورانہ انتظام کے لیے ایک ادارہ جاتی نظام قائم کیا جائے، جیسا کہ ایک پیشہ ور پبلک ویلٹھ فنڈ۔ اس کے لیے پاکستان پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ (PWD) سے جان چھڑانے کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ حکومت کی تمام کمرشل اراضی کو پبلک فنڈ میں شامل کیا جائے۔
- 112- ایک مرکزی Repository کا قیام عمل میں لایا جائے جو عوامی اثاثوں کی Valuation اور ان سے متعلقہ قواعد و ضوابط کے بارے میں رہنمائی کر سکے۔
- 113- اثاثوں کے استعمال اور معاہدوں کے ضمن میں موجودہ قانونی اور ضوابط سے جڑی ہوئی رکاوٹوں کو بھی ختم کیا جائے۔

# منڈیوں کی تجدید



## ریٹیل اسٹیٹ

- شہری حدود میں پھیلاؤ، بڑھتی ہوئی ہاؤسنگ کالونیوں اور بغیر پلاٹ کے فائل کی خرید و فروخت، زمین کے کاروبار کے لیے ایک بڑے مسئلے کا روپ اختیار کر چکا ہے۔
- ہاؤسنگ سوسائٹیوں کے ڈویلپرز Developers پلاٹوں کی فروخت اس وعدے کے ساتھ کرتے ہیں کہ آپ کو اس ہاؤسنگ کالونی میں پلاٹ دیا جائے گا اگر آپ رقم پہلے ادا کر دیں۔ خرید و فروخت کا یہ عمل File Trade کہلاتا ہے۔ چنانچہ اس عمل کے ذریعے ڈویلپرز زمین خریدنے سے پہلے ہی اس کے تمام پلاٹس بیچ چکے ہوتے ہیں۔
- مختلف قسم کی زمینوں کے لیے مختلف قسم کے ٹیکس اس صنعت کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ کیونکہ قوانین کا سہارا لے کر آپ معلومات کو چھپا سکتے ہیں۔ مزید برآں مختلف قسم کی سٹے بازیوں کی وجہ سے زمین کے لین دین کے معاملات چند بڑے لوگوں کے ہاتھ میں آگئے ہیں (ح-26)

مختلف اداروں کی جانب سے کئے جانے والے مختلف تجزیوں کا تقابلی جائزہ

Property	Market Value (Asked Price)	FBR Valuated Price	DC Rate Price
Property-1 (Block A)	41.50	19.80	6.12
Property-2 (Block D)	16.50	8.66	2.67
<b>The gap in valuations (Rs. Million)</b>			
	Market Value and FBR Value	Market Value and DC value	
Property-1 (Block A)	21.70	35.37	
Property-2 (Block D)	7.83	13.82	
<b>Tax Gap (Rs. Million)</b>			
	Potential Revenue	Realized Revenue	Tax Gap
Property-1 (Block A)	2.61	0.83	1.77
Property-2 (Block D)	1.03	0.36	0.67

Assumption: the transaction price is 90% of the asked price, and the property floats for sale after 4 years of purchase

اس امر کا مشاہدہ بھی کیا گیا ہے کہ زمین کے لین دین میں ملوث نمائندے کافی اشرور سوخ رکھتے ہیں چنانچہ اس اشرور سوخ کی وجہ سے وہ قیمتوں کو بھی براہ راست متاثر کرتے ہیں۔ دراصل بہت زیادہ کاغذی کارروائی کی وجہ سے بھی خریدار اور فروخت کنندہ دونوں ہی نمائندوں کی خدمات حاصل کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ان نمائندوں کی مارکیٹ میں رجسٹریشن کا نظام نہیں ہے اور نہ ہی ان نمائندوں کے لیے کوئی قوانین موجود ہیں۔

## PIDE کی تجویز کردہ اصلاحات:



- 114- انتظامی امور کی وجہ سے وضع کی جانے والی مختلف قیمتوں کے نظام کو ختم کیا جائے جیسا کہ FBR اور DC ریٹ وغیرہ۔ ایک ایسا آن لائن ماڈل متعارف کروانے کی ضرورت ہے جو مارکیٹ کے لحاظ سے زمینوں کی لسٹنگ کرے اور نیلامی کے طریقہ کار کو بھی واضح کرے مزید یہ کہ تمام خرید و فروخت کا باقاعدہ اندراج لازمی قرار دیا جائے۔
- 115- ترقیاتی اداروں کو یہ یقینی بنانا چاہیے کہ ہاؤسنگ سوسائٹیز میں ہونے والے اعمال و افعال درست بنیادوں پر ہو رہے ہوں۔ ان سوسائٹیز کے لیے اشتہار جاری کرنے کے قوانین پر عمل کرنا بھی لازمی ہو۔ مثال کے طور پر CDA کے مطابق جب تک Layout Plan کی منظوری نہ ہو اس کو مشتہر نہیں کیا جاسکتا۔ مگر صورتحال یہ ہے کہ CDA کی موجودگی میں، اس قانون کی دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں اور وہ کوئی کارروائی نہیں کر رہا۔
- 116- فائل کی خرید و فروخت پر مکمل پابندی لگائی جانی چاہیے اور جو اس عمل میں ملوث پایا جائے اس کو سخت سزا دی جائے۔ زمین کی تجارت کو قوانین کے دائرہ کار میں لایا جائے۔ اس میں متعلقہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے اندر فائل کی تصدیق بھی شامل ہو سکتی ہے۔ اس سے ہاؤسنگ سوسائٹیز، مارکیٹنگ ایجنسیاں اور پراپرٹی ڈیلرز فائل ہولڈرز کو دھوکہ دینے اور گمراہ کرنے سے باز رہیں گے۔
- 117- کرایہ داری سے متعلقہ قوانین اور ضوابط کا جائزہ لینے اور ان میں بہتری لانے کے ساتھ ساتھ اس میں سرمایہ کاری کی صنعت کو فروغ دینے کی بھی ضرورت ہے۔
- 118- کارپوریٹ ہاؤسنگ سوسائٹیوں کی بجائے پرائیویٹ ہاؤسنگ سوسائٹیز کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ اس کے ساتھ ہی اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ نجی ڈویلپرز پوزیٹو اسکیموں میں ملوث نہ ہوں۔ ڈویلپرز کو معاہدوں کے لیے جوابدہ ہونا چاہیے، جس میں شرائط و ضوابط کو واضح طور پر بیان کرنا چاہیے۔ اور ان معاہدوں سے جڑے ہوئے خطرات صرف ڈویلپرز کو برداشت کرنے چاہیے۔
- 119- زمین کے لین دین کے معاملات منظم کرنے کی ضرورت ہے۔ نمائندوں کی رجسٹریشن کو ضروری قرار دیا جائے اور ایک ایسا خود کار نظام بنایا جائے جس میں نمائندہ جب تک کوئی تربیت حاصل نہ کر لے، رجسٹر ڈیٹی نہ ہو سکے۔ مختلف اداروں اور تھنک ٹینکس کے تعاون سے ایسے چھوٹے چھوٹے تربیتی کورسز متعارف کروائے جاسکتے ہیں۔
- 120- سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس وقت شہروں کے بے ہنگم پھیلاؤ کو عودی توسیع Vertical Expansion کی طرف موڑنا گزیر ہو چکا ہے۔

## (ب) ایگریکلچر ان پٹ مارکیٹ

پاکستان متعدد وجوہات کی بنا پر آج تک اپنی زرعی زمینوں کی صلاحیت سے پوری طرح استفادہ نہیں کر سکا۔ ان وجوہات میں تحقیقاتی اداروں اور محکمہ توسیع زراعت کی خراب کارکردگی، غیر موثر ان پٹ، آؤٹ پٹ مارکیٹس، رسمی تربیت کی کم سطح، اور مالی رکاوٹیں نمایاں ہیں (ج-27)۔ مزید برآں ان مارکیٹوں پر اثر انداز ہونے والی حکومتی مداخلت کے اثرات بھی بہت گہرے ہیں۔ حکومتی مداخلت بے شمار ایشیا کے حوالے سے قیمتوں کے تعین اور سبسڈی کی صورت میں سامنے آتی ہے جیسے کہ آبپاشی کے لئے درکار پانی، بجلی اور کھادوں پر سبسڈی اور پیداوار کی فروخت کے لیے امدادی قیمت۔

### زرعی پیداوار پر امدادی قیمتوں کے اثرات

Crops	Profit (Rs./acre)*			Yield (maunds/acre) (2019-20)	Increase in Profit (Rs./acre) in 2019-20 with base 2017-18	Percentage change in profit in 2018-19 with Base 2017-18	Percentage change in 2019-20 with Base 2017-18
	2017-18	2018-19	2019-20				
Wheat	13,206	9,765	10,974	31	-2,232	-26	-17
Maize	13,490	15,620	19,809	72	6,319	16	47
Sugarcane	35,280	30,870	35,280	630	0	-13	0
Basmati Rice	79,680	82,080	106,432	32	26,752	3	34
Irri Rice	30,732	37,492	44,148	52	13,416	22	44
Cotton	10,384	22,000	14,938	22	4,554	112	44

- بیج کی مختلف اقسام کی منظوری اور اجراء کے ضمن میں موجودہ ریگولیشنری عمل میں متعدد اقدامات اور متعدد سرکاری اداروں کی شمولیت نمایاں تاخیر کا سبب بنتی ہے اور مزید برآں یہ طریقہ کار اضافی اخراجات کا وسیلہ بھی بنتا ہے۔ اس نے زراعت کے شعبہ اور بیج کی منڈی دونوں کی ترقی اور ممکنہ فوائد کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ منظوری کے لیے بیورو کریٹک طریقہ کار نہ صرف معیاری بیج کی دستیابی میں رکاوٹ بن رہا ہے بلکہ مارکیٹ میں کم معیاری اور غیر رجسٹرڈ مصنوعات کی سہولت کاری بھی کر رہا ہے۔
- فیڈرل سیڈ سرٹیفیکیشن اینڈ رجسٹریشن ڈیپارٹمنٹ (FSC&RD) فصلوں کی مختلف اقسام کی منظوریوں کے لیے نیشنل ایگریکلچرل ریسرچ کونسل (NARC) کی خدمات حاصل کرتا ہے، تاہم، NARC بذات خود بیج کی پیداوار اور تحقیق کے عمل میں بھی شامل ہے۔ یہ طریقہ کار مفادات کے ایسے نگر او کا باعث بنتا ہے جس کی وجہ سے نجی شعبے کی نئی اقسام تیار کرنے کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔
- نجی شعبہ کا موقف یہ ہے کہ FSC&RD میں بیج کی جانچ کا عمل انتہائی تکلیف دہ، وقت طلب اور غیر ضروری ہے جو خرید و فروخت کی مارکیٹ میں بیج کے لئے کسی پرکشش قدر میں بھی اضافہ نہیں کرتا۔ مارکیٹ کا مطالعہ اور مشاہدہ اس بات پر مہر تصدیق مثبت کر دیتا ہے کہ بیج کے خریدار کے لئے برانڈ کا نام مارکیٹ میں زیادہ اہمیت رکھتا ہے FSC&RD کی طرف سے جاری کردہ منظوری کا ٹیگ نہیں۔ لہذا نجی کمپنیوں کی جانب سے برانڈ نام کے ساتھ، بغیر کسی منظوری کے بیجوں کی تقسیم اور خرید و فروخت نے ایک بڑی غیر رسمی اور کم معیاری بیجوں والی مارکیٹ کو جنم دیا ہے۔ جس کا نتیجہ بتدریج کم اوسط پیداوار کی صورت میں سامنے آتا ہے۔

## PIDE کی تجویز کردہ اصلاحات:



- 121-: کھاد اور پانی جیسی این پٹ کی منڈیوں میں حکومتی مداخلت کو کم ہونا چاہیے۔
- 122-: کم از کم امدادی قیمت کا تعین نہیں کیا جانا چاہیے۔
- 123-: حکومت کو کسانوں سے براہ راست خریداری کے عمل میں ملوث نہیں ہونا چاہیے۔ مزید برآں نجی شعبے کو پیداوار کی خریداری، ذخیرہ اندوزی اور نقل و حمل کے کاروبار میں داخل ہونے کی اجازت دی جانی چاہیے اور اس امر کی حوصلہ افزائی بھی کی جانی چاہیے۔
- 124-: بیج کی رجسٹریشن اور مارکیٹنگ:
- بنیادی طور پر ہمیں بیج کی نگرانی، منظوری اور اجراء کے مکمل نظام کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے اس حوالے سے امریکہ کا ماڈل کافی موثر ثابت ہو سکتا ہے، جہاں بیج کی کمپنیاں اپنے برانڈ کے نام اور مناسب لیبلنگ کے ساتھ کوئی بھی بیج فروخت کر سکتی ہیں۔

- FSC&RD کی ذمہ داریوں کو بیجوں کی مختلف اقسام کی منظوری سے تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ اسے ایک مضبوط نگرانی کے نظام کے ذریعے یہ یقینی بنانے کی ضرورت ہے کہ مارکیٹ میں موجود تمام بیجوں پر لیبل صحیح طور پر آویزاں ہوں۔ بیجوں کی تصدیق کے عمل کو نجی کمپنیوں کے لئے رضاکارانہ کیا جائے لیکن نگرانی کے مضبوط نظام کے ذریعے مارکیٹ پر گہری نظر رکھیں تاکہ مارکیٹ میں بغیر لیبل والا اور کم معیاری بیج فروخت نہ ہو۔
- مارکیٹ میں موجود بیجوں پر لیبلنگ کی سچائی کا اندازہ لگانے کے لیے FSC&RD کو ایک تیسرے فریق کو بطور ثالث (جو بیج پیدا نہیں کرتا) ذمہ داری سونپی چاہیے۔
- 125: انٹلیکچوئل پراپرٹی رائٹس (IPR) کے نظام کو تیز تر، صاف ستھر اور جائز بنانے کی ضرورت ہے جو کہ نجی شعبے کی شمولیت سے ہی ممکن ہو سکتا ہے۔ اسے FSC&RD کے زیر نگرانی نجی شعبے کی سفارش پر منظور کیا جانا چاہیے (مختلف قسم کی جانچ اور منظوری کی ذمہ داری ایک تیسرے فریق کو بھی سونپی جاسکتی ہے)۔
- 126: IPR کے حوالے سے اختلافات کا فیصلہ کرنے کے لیے بائیو سیفٹی کے نظام، آلات، جینز اور ٹرانسجینک اقسام کی نشوونما میں استعمال ہونے والے طریقہ کار کے بارے میں کافی علم اور مہارت رکھنے والی خصوصی عدالتیں قائم کرنے کی ضرورت ہے یا موجودہ عدالتوں کو متعلقہ ماہرین سے تکنیکی مہارت حاصل کرنی چاہیے۔
- 127: زرعی آپاشی کے لیے استعمال ہونے والے پانی کی مناسب قیمت مقرر کی جانی چاہیے تاکہ ایسے قیمتی خزانے کے بے دریغ استعمال کو ختم کیا جاسکے۔

### (ج) زرعی زمینوں کی مارکیٹ

- پاکستان کا زرعی منظر نامہ چھوٹی چھوٹی اور بکھری ہوئی زمینوں سے عبارت ہے۔ زمین کی ملکیت کا اوسط ساؤتھ گڈ شٹ پانچ دہائیوں سے کم ہوتا جا رہا ہے، جس کی وجہ سے کسانوں کے لیے جدید کاشتکاری کی تکنیک، میکانائزیشن، اور وسائل کے موثر انتظام کو اپنانا مشکل ہو چکا ہے۔ نتیجے کے طور پر، پیداواری صلاحیت کم رہتی ہے، اور زرعی شعبے میں نمو کی پوری صلاحیت سے بڑی حد تک استفادہ کرنا ناممکن ہو چکا ہے (ج-28)۔
- زرعی ترقی کا تعلق زمین کے موثر اور پائیدار انتظام سے ہے، جس میں زمین کی منڈیوں میں زمین کی فروخت اور کرایہ دونوں عوامل شامل ہیں۔ زرعی اراضی کی منتقلی، زمینی منڈیوں کے بنیادی تعمیراتی بلاک کے طور پر کام کرتی ہے۔ مگر حیرت انگیز طور پر مجموعی زرعی پیداوار کو متاثر کرنے والے عوامل کا جائزہ لینے وقت، زمینی منڈی جیسے نازک مسئلے کو اکثر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔
- زرعی زمین کو بیچنے والے سے خریدار تک منتقل کرنے کے عمل میں متعدد شرکاء شامل ہوتے ہیں اور عمومی طور پر یہ عمل کئی مہینوں پر محیط ہوتا ہے۔ ہر لین دین میں عام طور پر بد عنوانی کے متعدد مقامات سامنے آتے ہیں۔ گزشتہ دہائی کی ابتدا میں پٹواری کلچر کو ختم کر دیا گیا لیکن بعد ازاں اسے مقامی زمین سیاست پر اختیار برقرار رکھنے کے لیے بحال کر دیا گیا۔ زرعی زمینوں کی زیادہ تر منتقلی کے اعمال بڑے زمینداروں کے حق میں ہوتے ہیں، جب کہ چھوٹے کسانوں اور زمینداروں کو عام طور پر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ "فرد" جاری کرنے کے عمل میں پٹواری کا ایک اہم کردار ہے، علاوہ ازیں دونوں فریق اکثر 8 فیصد ٹرانسفر فیس سے بچنے کے لئے زمین کی اصل قیمت کو کم کر کے اسے ڈپٹی کمشنر (DC) کی شرح سے ظاہر کرنے کی سازش کرتے ہیں جس سے زمین کی منتقلی کے وقت بد عنوانی میں اضافہ ہوتا ہے۔

### PIDE کی تجویز کردہ اصلاحات:

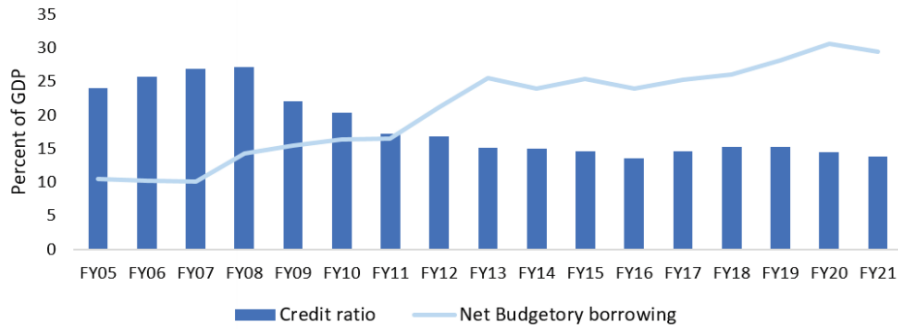


- 128: زرعی زمینوں کے انتقال سے بڑے ہوئے بنیادی قوانین اب ناصرف پرانے بلکہ فرسودہ ہو چکے ہیں اور جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں ہیں چنانچہ ان پر نظر ثانی کرنا اور انہیں جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنا انتہائی ضروری ہے۔
- زمین کی منتقلی کے طریقہ کار کو خود کار بنانے کے لیے ٹیکنالوجی کے استعمال کو یقینی بنایا جائے اور اس میں اضافہ کیا جائے۔
- زمین کی منتقلی کی فیس پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ زرعی زمینوں کے ضمن میں DC ریٹ کو ختم کیا جائے۔ اس کے علاوہ زرعی زمین کی قیمت کا تعین اس کی مختلف خوبیوں مثلاً محل وقوع، سہولیات اور مٹی کی قسم جیسے عوامل کی بنیاد پر ہونا چاہیے، جس پر عمل درآمد پنجاب لینڈ ریکارڈ اتھارٹی (PLRA) کے ڈیٹا کو سیٹلائٹ ڈیٹا کے ساتھ ہم آہنگ کر کے ممکن بنایا جاسکتا ہے۔
- اثاثوں کی تعداد کو کم سے کم کرنا زرعی زمینوں کے انتقال کے طریقہ کار کو آسان بنانے کے لیے تحصیل کی سطح پر ونڈو ونڈو آپریشن متعارف کروایا جائے اور اس عمل میں شامل اعمال (STEPS) کی تعداد کو کم سے کم کیا جائے۔
- زرعی زمینوں کے نظم میں متعدد اسٹیک ہولڈرز موجود ہیں جو صرف اپنے کام سے کام رکھتے ہیں جس کی وجہ سے باہم معلومات کے موثر تبادلے کا عمل ناصرف انتہائی کمزور پڑ جاتا ہے بلکہ زمین سے متعلقہ معاملات کے مجموعی انتظام میں ایک بڑی رکاوٹ کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ چنانچہ ٹیکنالوجی کا استعمال کرتے ہوئے مختلف اداروں کے مابین مختلف سرگرمیوں میں ہم آہنگی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

## (د) مالیاتی مارکیٹ

- 75 سال کی کوششوں اور مختلف امدادی اداروں کی تکنیکی مدد کے باوجود پاکستان میں اسٹاک مارکیٹ نمایاں طور پر ترقی نہیں کر سکی ہے۔ ترقی یافتہ مالیاتی منڈیوں کے مقابلے میں پاکستانی اسٹاک مارکیٹ میں سرمایہ کاری کے مواقع بہت محدود ہیں۔ پاکستان اسٹاک ایکسچینج (PSX) کو چینوں نے خرید لیا ہے اور اس کا ایک غیر ملکی مینیجر ہے، دونوں PSX کی ناقص کارپوریٹ گورننس اور انتظام کے بارے میں شکایت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں (ح-29)۔
- GDP میں PSX کا حصہ گزشتہ برسوں سے کم ہو رہا ہے۔ یہ رجحان دیگر ممالک کے بالکل برعکس ہے جہاں اسٹاک مارکیٹ کا حصہ بڑھ رہا ہے۔
- PSX میں نئی کمپنیوں کا اندراج بہت کم ہے۔ اس کی سب سے پہلی وجہ تو یہ ہے کہ، ضرورت سے زیادہ دستاویزات کے تقاضوں اور ضوابط کی وجہ سے سرمایہ کاری کم ہے اور کمپنیاں ترقی نہیں کر رہی ہیں۔ دوسرا، اسٹاک مارکیٹ اس لئے بھی سکڑ رہی ہے کہ Valuation بہت کم ہے۔ وہ کمپنیاں جو فہرست میں آسکتی ہیں وہ نہیں چاہتیں کہ ایکسچینج کی جانب سے پیش کردہ کم قدر پر اپنی قیمت لگوائیں۔
- فہرست میں شامل تمام پاکستانی کمپنیاں مختلف خاندانوں کی ملکیت ہیں، جن کے حصص کی اکثریت خاندان کے پاس ہی ہے مزید یہ کہ یہ فرمیں پیشہ ورانہ طور پر نہیں چلائی جاتیں۔ پاکستانی ملکیت میں پیشہ ورانہ طور پر چلنے والی کوئی فرم نہیں ہے جس میں متنوع ہولڈنگ ہو۔
- PIDE کی تحقیق نے یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ کارپوریٹ گورننس ناقص ہے اور زیادہ تر پاکستانی کمپنیوں کے بورڈز میں شاذ و نادر ہی آزاد ممبر ہوتے ہیں۔ بورڈ کے ارکان ہمیشہ ایک محدود منسلک گروپ سے لئے جاتے ہیں۔

سرکاری سیکورٹیز زیادہ تر بینکوں کے ذریعے نجی کریڈٹ کی قیمت پر خریدی جاتی ہیں۔



- رسک شیئرنگ کے انتظامات، ہیجنگ، اور پورٹ فولیو تنوع، سبھی آلات کم دستیابی کی وجہ سے محدود ہیں۔ پاکستان میں کوئی Derivative Markets بھی نہیں ہیں۔
- معاہدوں کے نفاذ کی مشکلات اور مالیاتی اداروں کے ناکافی ضوابط اور نگرانی کی وجہ سے غیر متناسب معلومات سے نمٹنے کے لیے مارکیٹ کے حل انتہائی محدود ہیں۔
- غیر قانونی اور ناقص نگرانی والی اسٹاک مارکیٹیں چھوٹے سرمایہ کار میں اعتماد پیدا نہیں کرتیں۔ جو کاروبار کو ملکیت کے جمع ہونے اور ملکیت کے تنوع سے محروم کر دیتا ہے۔
- ایک نظم و ضبط کے آلے کے طور پر قبضے کا کوئی خطرہ نہیں کیونکہ مارکیٹ میں فری فلٹو انتہائی کم ہے۔ بعض گروہوں کے پاس کمپنی کے حصص کی بڑی مقدار ہوتی ہے، جو کھلی مارکیٹ میں تجارت کے لیے حصص کی دستیابی کو محدود کرتی ہے۔
- غیر معمولی، چھوٹی اور ناقص نگرانی والی اسٹاک مارکیٹیں قیمتوں کے درست تعین کے عمل کو روکتی ہیں۔
- زیادہ تر فرمیں ڈیویڈنڈ (Dividend) ادا نہیں کر رہی ہیں۔ ڈیویڈنڈ ادا کرنے والی کمپنیاں اکثر زیادہ مستحکم اور اتار چڑھاؤ سے کم متاثر ہوتی ہیں۔



- 129- پاکستان میں نئے بینکوں کی آمد کے زیادہ قابل رسائی عمل کو فروغ دینے کے لیے ایک آسان اور شفاف ریگولیٹری فریم ورک کا نفاذ بہت ضروری ہے۔ بینکاری کے علاوہ مالیاتی اداروں کی بحالی کے ساتھ ساتھ علاقائی بینکوں اور دیگر اداروں کے لیے ضوابط وضع کرنے کی ضرورت ہے جو بینکوں کے لیے مقابلے کی فضا کو فروغ دیتے ہیں۔ اس اقدام کا مقصد بینکنگ سیکٹر کے اندر صحت مند مقابلے کی فضا پیدا کرنا اور ممکنہ سرمایہ کاروں کے لیے فنڈز کی دستیابی کو بڑھانا ہے۔
- 130- ایک فعال سرمایہ کاری کیلئے نئی مصنوعات کی ضرورت ہے جس میں، REITs، پیچ فنڈز وغیرہ جیسے آلات بھی شامل ہوں۔
- 131- رسک شیرنگ کے انتظامات، ہیجنگ، اور پورٹ فولیو تنوع کسی بھی مالیاتی منڈی کے لیے بہت اہم ہیں۔ سرمایہ کاروں کے لیے رسک مینجمنٹ کے مقاصد کے لیے پاکستانی اسٹاک مارکیٹ میں آپشنز، فیوچرز، اور سوپس متعارف کرائے جانے چاہیے۔
- 132- ایسی تبدیلیاں کی جائیں جو سرمایہ کاروں کے موافق ضوابط کو بہتر بنائیں، اسٹاک مارکیٹ میں اکاؤنٹ کھولنے میں آسانی ہو، بیوروکریٹک رکاوٹوں کو کم کریں اور شفاف فضا میں اضافہ کریں۔ کیونکہ سرمایہ کار کے لئے واضح اور دوستانہ ضوابط زیادہ شرکاء کو اپنی طرف متوجہ کر سکتے ہیں۔
- 133- ابتدائی عوامی پیشکش (IPO) کے عمل کو آسان اور تیز کر کے، کاروبار کے لیے اسے تیز تر اور آسان بنا کر کمپنیوں کو عوامی رسائی تک، درکار وقت کو کم کیا جائے۔
- 134- عوامی طور پر تجارت کرنے والی فرموں کے لیے، ایک ترغیب کے طور پر، کارپوریشن ٹیکسوں میں 5 فیصد کمی کریں جو فوری طور پر منافع میں اضافہ کر سکیں۔ یہ کمپنی کی مالیت کو سرمایہ کاروں کے لیے زیادہ پرکشش بناتا ہے اور اسٹاک مارکیٹ کی قیمتوں میں اضافہ کا باعث بن سکتا ہے، جس سے سرمایہ کاروں اور کارپوریٹیشنز دونوں کو فائدہ ہوتا ہے۔ یہ مالیاتی منڈیوں میں لیویڈٹی بھی پیدا کرے گا۔
- 135- ایسے ضابطوں کو نافذ کریں جو کسی فرم کو چھوڑنے والے ڈائریکٹرز کو کسی مد مقابل یا متعلقہ صنعتی فرم کے بورڈ میں شامل ہونے سے پہلے دو سے تین سال کی کولنگ آف مدت کا انتظار کرنے پر مجبور رکھے۔ اس سے مفادات کے ٹکراؤ کو کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

### (ہ) میڈیا

- گذشتہ دو دہائیوں میں پاکستان کے ذرائع ابلاغ نے، خاص طور خبروں نے کافی ترقی کی ہے۔ ترقی کی اس دور میں تمام چینلوں نے خبر دینے میں پہلے نمبر پر آنے کی کوشش شروع کر دی ہے۔ جس کی وجہ سے خبروں کی صداقت کا معیار گر گیا ہے۔ خبر کو بھی مکمل کاروبار بنا دیا ہے اور تمام چینلوں کی توجہ TRPs درجہ بندی پر مرکوز ہے (ح-30)۔
- دراصل ذرائع ابلاغ کا کاروباری ماڈل ہی ایک آزاد ادارتی پالیسی کے قیام اور ذرائع ابلاغ کی بطور صنعت ترقی کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ اس پلیٹ فارم کو ذاتی اور متبادل کاروباری مفادات کے لیے ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔
- پاکستان کا قومی ٹی وی اور ریڈیو یعنی کہ PTV اور ریڈیو پاکستان میں ملازمین کی کثرت، سفارش اور مسلسل سیاسی مداخلت کی وجہ سے یہ دونوں ادارے تباہی کی جانب گامزن ہیں۔ دونوں ہی خسارے میں چلنے والے ایسے ادارے ہیں جو صرف حکومت کے لئے توجہی اور تشہیری ہتھیاروں کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔
- حکومت اطلاعات و نشریات کی وزارت اور پیمر اور پریس کونسل آف پاکستان جیسے ریگولیٹرز کے ذریعے اور بڑے اور غیر شفاف اشتہاری اخراجات سے میڈیا کو کنٹرول میں رکھنے کی کوشش کرتی ہے۔



- 136- ذرائع ابلاغ کو ایک ایسا قابل عمل کاروباری ماڈل بنانے کی ضرورت ہے جو سرکاری اشتہارات کی آمدنی پر انحصار نہ کرے۔ مجموعی طور پر اشتہارات کے اخراجات کو شفاف بنانے کی ضرورت ہے تاکہ چینلوں کا اشتہارات پر انحصار کم سے کم ہو۔
- 137- ذرائع ابلاغ کے تمام میڈیا ہاؤسز میں کارپوریٹ گورننس کو متعارف کرایا جانا چاہیے۔ کسی بھی میڈیا ہاؤس کو اس وقت تک لائسنس نہیں دیا جانا چاہیے جب تک وہ اسٹاک ایکسچینج میں رجسٹرڈ نہ ہو۔ اس سے میڈیا ہاؤسز کے گورننگ بورڈ میں پیشہ ورانہ نظم و نسق کو شامل کرنے میں مدد ملے گی جبکہ کسی ایک فرد کو غیر ضروری فیصلہ سازی کی طاقت حاصل کرنے سے بھی روکا جاسکے گا جو ادارتی پالیسی کی آزادی کو منفی طور پر متاثر کر سکتا ہے۔
- 139- PEMRA کو حقیقی معنوں میں نمائندہ انتظامی بورڈ کے ساتھ ایک خود مختار ادارہ بنایا جائے۔



- پاکستان میں الیکٹرانک میڈیا ریٹنگ کے لیے صرف پانچ کمپنیوں کو لائسنس جاری کیا جانا چاہیے۔ اس کے علاوہ میڈیا کی درجہ بندی کا مشاہدہ کرنے کا طریقہ کار جو کہ فی الوقت صرف 2 ہزار گھنٹوں کی بنیاد پر درجہ بندی جاری کرتا ہے، یہ ایک انتہائی مضحکہ خیز طریقہ کار ہے اس پر بھی نظر ثانی کی ضرورت ہے۔
- کبل کی صنعت کو مسابقتی بنانے کی بھی ضرورت ہے۔
- 140: صوتی ذرائع ابلاغ کی درجہ بندی کرنے کے لئے صرف پانچ ادارے ہیں اور TRPs کا مشاہدہ بھی کوئی اتنا اچھا نہیں، اس ماڈل کو بھی دوبارہ دیکھنے کی ضرورت ہے۔
- 141: PTV اور ریڈیو کو کارپوریشنز میں تبدیل کر دینا چاہیے اور ایسا انتظامی ڈھانچہ بنانا چاہیے جو کسی بھی قسم کی سیاسی مداخلت سے پاک ہو۔ Al-Jazeera جیسے بہترین ماڈلز کو دیکھنے کی ضرورت ہے جس میں غیر ملکی انتظامیہ کی خدمات بھی حاصل کی جاسکتی ہیں۔
- 142: وزارت اطلاعات و نشریات نہ صرف سرکاری خزانے پر ایک اہم بوجھ ہے بلکہ میڈیا کے انتظام اور ہیرا پھیری کا ایک ذریعہ بھی ہے جبکہ میڈیا انڈسٹری کے نمائندوں کو سازگار ادارتی پالیسی اور دیگر ذرائع سے سرکاری اشتہارات کی آمدنی حاصل کرنے کے لیے لائنگ کا موقع فراہم کرتا ہے۔ وزارت کے بجائے، ہر محکمے میں ایک ترجمان کا موجود ہونا ضروری ہے جو کسی بھی خبر یا پریس ریلیز کی تصدیق یا تردید کے لیے میڈیا کے ساتھ رابطے کی واحد ذمہ داری نبھائے۔ معلومات نشر کرنے کے لیے سوشل میڈیا اور متعلقہ وزارتوں کی ویب سائٹس کو بھی استعمال کیا جانا چاہیے۔

## (و) گاڑیوں کی مارکیٹ

- ہماری گاڑیوں کی صنعت کا انحصار زیادہ تر درآمد پر رہا ہے مزید یہ کہ اس شعبہ میں بہت کم ویلیو ایڈیشن ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ گاڑیوں کے لئے درکار دیگر پارٹس اور ایسیریز کے حوالے سے بھی کوئی خاطر خواہ ترقی نہیں ہوئی۔ ہماری مقامی آٹوموبائل کی کمپنیاں صرف اسمبلر کا کردار ادا کر رہی ہیں۔ ہمارے مقامی Vendors بھی زیادہ تر پرزے ہی درآمد کرتے ہیں اور مقامی مارکیٹ میں صرف گاڑیاں اسمبل کرنے کا کام ہی سرانجام دیتے ہیں (ح-31)۔
- چونکہ گاڑیوں کی صنعت میں ٹیکنالوجی کے حوالے سے بہت کم سرمایہ کاری کی گئی ہے چنانچہ اس کا مجموعی نتیجہ یہ ہے کہ ہماری پیداواری صلاحیت ناقص محدود ہے بلکہ معیار بھی عالمی پیمانوں کے لحاظ سے خاصا کم ہے۔ اس سے صنعت کی مجموعی پیداواری صلاحیتوں میں کمی واقع ہوئی ہے، جس سے صنعت کو معاشی اعتبار سے سود مند بننے اور مقابلے کی ڈور میں شامل رہنے میں مشکلات کا سامنا ہے۔
- ان کمزوریوں کی بنیاد پر ہمارا گاڑیوں کی بنگ کا طریقہ کار ہے، جیسے کہ گاڑیوں کا ٹینگی آرڈر۔ ان عوامل نے گاڑیوں کی بلیک مارکیٹ کو جنم دیا ہے اور On Money جیسے منفرد تصور کو بھی متعارف کروایا ہے۔ ان منی دراصل ایک ایسا پریمیم ہے جو گاڑی کی قیمت سے زیادہ اور گاڑی کی فوری ڈیلیوری کے لئے جمع کروایا جاتا ہے۔
- گاڑیوں کے کم پیداواری حجم اور بنگ کے عمل سے ایک اور اہم مسئلہ طلب اور رسد میں فرق کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ مزید برآں یہ گاڑیوں کی ڈیلوری میں طویل انتظار کو بھی جنم دیتا ہے۔ ہمارے ہاں گاڑیوں کی فوری ڈیلوری کے لئے ایک سال میں اوسط 30 ارب روپے ادا کئے جا رہے ہیں۔ حالیہ بحرانی حالات کی وجہ سے گاڑیوں کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ ہوا ہے، جس کی وجہ سے ان منی اور بھی بڑھ گئی ہے۔
- ہماری فرسودہ آٹوموبائل پالیسی نے ہمیں غیر محفوظ اور فرسودہ کاریں فراہم کی ہیں، جن میں ناقص ہینڈلنگ کی کارکردگی بہتر ہے اور ناہی کوئی کاربن کنٹرول۔ یہ پالیسی پاکستان میں ہائبرڈ اور الیکٹرک وہیکلز (EVs) کے راستے میں بھی رکاوٹ بنی رہی۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہمارا مجموعی ہینڈلنگ کا بل کہیں زیادہ ہے۔ صرف بل ہی زیادہ نہیں اس کے ساتھ ساتھ، ہماری کاریں کہیں زیادہ آلودگی بھی پھیلا رہی ہیں۔
- سب سے اہم بات یہ ہے کہ پاکستان 60 سال کے بعد بھی کوئی کاربر آمد نہیں کر رہا۔

## PIDE کی تجویز کردہ اصلاحات:



- 143: آٹوموبائل اسمبلرز کے منافع پر سالانہ 60 فیصد کے حساب سے غیر معمولی ٹیکس نافذ کیا جائے۔ تمام فرمیں برآمد کے سلسلے میں ہر 1 فیصد پر وڈکٹ کے لیے 2 فیصد کی چھوٹ حاصل کر سکتی ہیں۔
- 144: الیکٹرک وہیکل (EV) کو ترجیحی بنیادوں پر متعارف کروایا جائے۔ اس منصوبے میں نہ صرف مارکیٹ میں EVs لانے کے لیے حوصلہ افزائی کرنی چاہیے بلکہ ای وی کی درآمد پر رعایتی نرخوں کی اجازت بھی دی جانی چاہیے۔
- 145: ان منی کے معاملے کو خصوصی توجہ دی جانی چاہیے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے گاڑیوں کی بنگ کے عمل کا خاتمہ کیا جائے۔



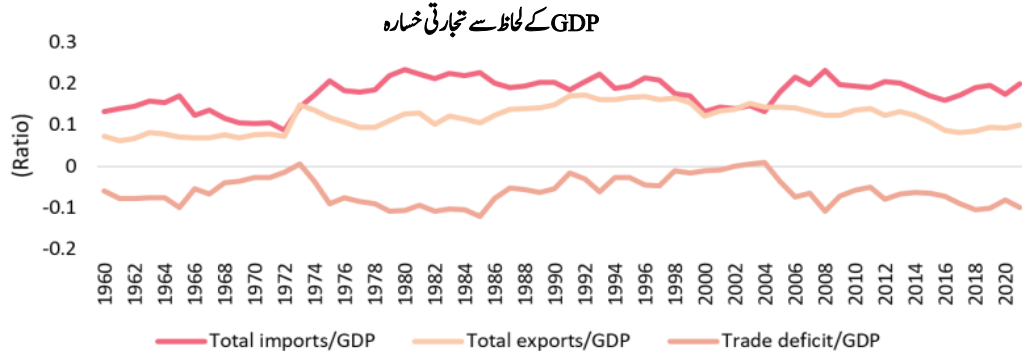
- سب سے پہلے گاڑیاں تیار کی جائیں بعد ازاں فروخت کے لیے 3S ڈیلرشپ کو فراہم کی جائیں۔ ڈیلرشپ پر پہلے سے موجود گاڑیاں ہی فروخت کی جائیں۔ طلب اور رسد کے فرق کو کم سے کم کرنے کے لیے کمپنیوں کو اپنے پیداواری حجم میں اضافہ کرنے کی ضرورت ہے۔ کسی بھی گاڑی کو ایکسائزر رجسٹریشن کے بغیر 3S ڈیلرشپ کے احاطے سے باہر جانے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔ پرائیویٹ ڈیلرز کو نئی غیر رجسٹرڈ گاڑیاں ڈیلرشپ کے ذریعے فروخت نہیں کرنی چاہیے۔ مقامی طور پر تیار کردہ گاڑیوں کو نجی ڈیلرشپ کے ذریعے فروخت کرنے کے لیے رجسٹرڈ ہونا ضروری ہے۔
- گاڑیوں کی باقاعدہ درآمد کی اجازت دی جائے۔ PIDE نے گاڑیوں کی درآمد کے لیے ایک فریم ورک ترتیب دیا ہے جس سے گفٹ اسکیم کے غلط استعمال کو ختم کیا جاسکتا ہے۔ صرف ایسے پرائیویٹ ڈیلرز کو گاڑیاں درآمد کرنے اور بیچنے کی اجازت ہوگی جو کہ ایکسائزر آفس میں بطور ڈیلر رجسٹرڈ ہوں۔ محکمہ ایکسائزر کے ساتھ ہونیوالی اس رجسٹریشن کو خود کار درآمدی لائسنس سمجھا جانا چاہیے۔
- کسی بھی قسم کی ملی بھگت کو روکنے کی یقین دہانی پاکستان کے مسابقتی کمیشن کو کروانی ہوگی۔

# تجارت اور عالمی سطح پر مقابلہ کی سکت



## تجارت اور عالمی سطح پر مقابلہ کی سکت

1960 اور 1970 کی دہائیوں میں ہم نے دیکھا کہ پاکستان کی برآمدات ہمارے ہمسایہ ملک چین سے بھی زیادہ تھیں۔ تاہم، بعد ازاں چین نے تقریباً اس دوڑ میں شامل سبھی ممالک کو پیچھے چھوڑ دیا ہے اور اب کی صورت حال یہ ہے کہ اس کی برآمدات پاکستان سے کہیں زیادہ ہیں۔ اگر اس موازنے کا دائرہ کار مزید وسیع کیا جائے تو پاکستان کی برآمدات ہندوستان اور ویتنام سے بھی کم ہیں اور حال ہی میں بنگلہ دیش نے بھی پاکستان کو پیچھے چھوڑ دیا ہے (ح-32)



Source: PIDE Knowledge Brief, 2021:30

پاکستان میں ٹریف کی بلند سطح اور پیداواری اخراجات میں اضافے نے بین الاقوامی منڈیوں میں ہماری مقابلے کی صلاحیت کو بھی کم کیا ہے جو بالآخر برآمدات میں اضافے کے راستے میں رکاوٹ ہے۔

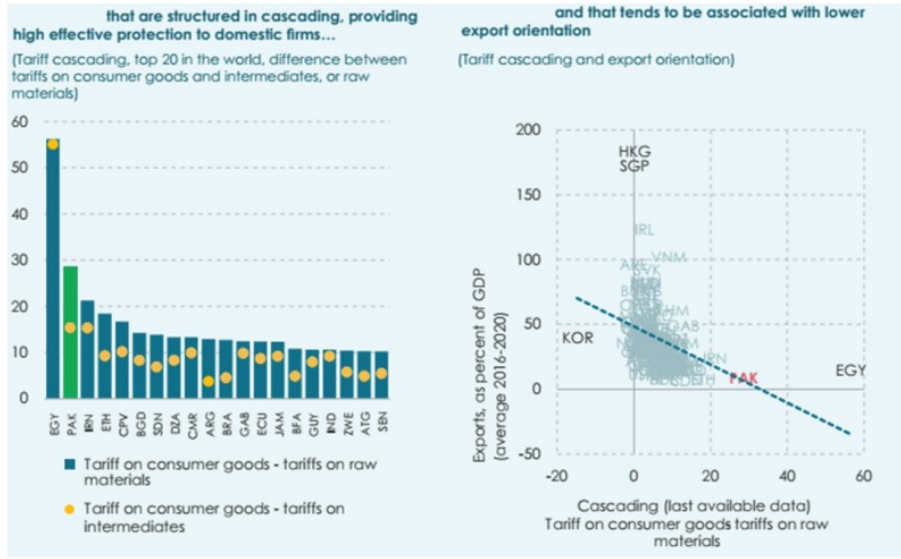
Global Exports (USD Billion)		Share in Global Exports (%)		Pakistan Exports (USD Billion)		Share in Pakistan's Total Exports (%)	
Miscellaneous Chemical Products	225	1%		Manmade Staple Fibers	0.30	1%	
Ores, Slag & Ash	254	1%		Meat & Edible Meat Offal	0.31	1%	
Furniture and Other Related Products	264	2%		Plastics & Articles etc.	0.34	2%	
Iron or Steel Articles	286	2%		Beverages, Spirits, & Vinegar	0.35	2%	
Commodities not Elsewhere Specified	303	2%		Seafood	0.37	2%	
Iron & Steel	328	2%		Optical, Cinematographic, & Other Related Products	0.38	2%	
Organic Chemicals	385	2%		Edible fruit and nuts, etc.	0.42	2%	
Optical, Cinematographic, & Other Related Products	591	3%		Salt; Sulfur, plastering Materials, Lime & Cement	0.42	2%	
Plastics and Articles thereof	611	3%		Copper & Articles etc.	0.44	2%	
Pharmaceutical Products	681	4%		Leather Products & Related Items	0.58	3%	
Natural and Cultured Pearls etc.	716	4%		Cereals	2.21	10%	
Vehicles other than Railway or Tramway Rolling Stock, etc.	1,282	7%		Textile Apparel & Accessories etc. (Not Knitted)	2.63	12%	
Mineral Fuels and Oils with Products	1,610	9%		Cotton	2.64	12%	
Machinery and Mechanical Appliances & Parts	2,097	12%		Textile Apparel & Accessories etc. (knitted)	3.06	14%	
Electrical and Electronic Equipments & Parts	2,775	16%		Textile Articles, Sets, Clothing, Rags, etc.	4.28	19%	

Source: PIDE (2023) based on UNCOMTRADE

ہماری Firms مسلسل تحفظ کی پالیسیوں میں پناہ ڈھونڈنے کی وجہ سے دنیا میں مقابلے کے قابل نہیں ہیں۔

ایسی پروڈکٹس جو ہم تیار کر رہے ہیں یا وہ پروڈکٹس جن کا تقاضا دیگر ممالک کی جانب سے کیا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں ان دونوں عوامل کے درمیان رابطہ سازی کا نظام بنانے کی کوشش نہیں کی گئی ہے۔ اس وقت دنیا کی توجہ الیکٹریکل اور الیکٹریٹک آلات، مشینری اور مکینیکل آلات، معدنی ایندھن اور گاڑیوں کی برآمد پر مرکوز ہے، جب کہ پاکستان کی اہم برآمدات میں ٹیکسٹائل آرٹیکلز، سلعے ہوئے یا ان سلعے ملبوسات وغیرہ نمایاں ہیں۔

## عالمی برآمدات اور پاکستانی برآمدات کا جائزہ



Source: The World Bank Report (2022), Swimming in Sand to High and Sustainable Growth

پاکستان کارگیولٹری نظام جو کئی ایک مختلف اقسام کے قواعد و ضوابط پر پھیلا ہوا ہے، بھی ہماری فرموں کے لئے کافی مشکلات کا باعث ہے۔ PIDE کی تحقیق اس حقیقت کو بھی آشکار کرتی ہے کہ گولڈن ٹرائینگل یعنی کہ گوجرانوالہ، گجرات اور سیالکوٹ میں واقع انجینئرنگ فرمیں بھاری ریگیولٹری اخراجات برداشت کر رہی ہیں۔

### PIDE کی تجویز کردہ اصلاحات:



- 146- سب سے پہلے ہمیں عالمی ویلیو چین پر توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے جو کہ مقامی ویلیو چین کو مضبوط کیے بغیر ممکن نہیں ہے۔ مزید یہ کہ ہمیں ہماری مکمل سپلائی چین میں، مواصلات سے Storage اور ویلیو ایڈیشن تک مزید سرمایہ کاری کی ضرورت ہے۔
- 147- مقامی ویلیو چین کی ترقی بھی مقامی منڈیوں کے قیام سے جڑی ہوئی ہے۔ پروڈکٹس میں قدر افزائی یعنی کہ ویلیو ایڈیشن میں اضافے کے لیے ہمیں برانڈ بنانے کی بھی ضرورت ہے۔ اس کے لیے R&D میں سرمایہ کاری کی ضرورت ہے۔
- 148- پاکستان کو برآمدات کے حوالے سے اپنی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے تجارت سے متعلق اور اس سے جڑی ہوئی تمام پالیسیوں میں، خاص طور پر اسٹریٹجک ٹریڈ پالیسی فریم ورک (STPF) میں برآمدات میں کمی کا سبب بننے والے تمام عوامل کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک جامع صنعتی پالیسی کے تعاون سے STPF کو اپنی توجہ اسپون فیڈنگ فرموں کی بجائے پیداواری صلاحیت اور مقابلے کے رجحان کو بڑھانے پر ہونی چاہیے۔ ہمیں ایک ایسی 15 سالہ ایکسپورٹ پالیسی کو موثر طریقے سے وضع کرنے اور نافذ کرنے کی ضرورت ہے جس کی ذمہ داری اور نگرانی پلاننگ کمیشن میں ایک ایسے "ایکسپورٹ سیل" کے پاس ہو جو آزادانہ اپنا کردار ادا کر سکے۔
- 149- فرموں میں پیداوار اور پیداواری صلاحیت کو بڑھانے کے لئے مختلف ترغیبات Incentives پر مبنی نظام تیار کیا جائے۔ آٹو پالیسی (2021-26) میں ایسے کئی ایک اقدامات تجویز کیے گئے ہیں۔ مثال کے طور پر یہ پالیسی کارکردگی کی بنا پر دی جانے والی سبسڈیز کی حمایت کرتی ہے۔
- 150- شعبہ تحقیق میں مزید سرمایہ کاری کے ذریعے پیداواری صلاحیت بڑھانے پر توجہ مرکوز کی جانی چاہیے۔ اس مقصد کے لیے ایکسپورٹ ڈیولپمنٹ فنڈ (EDF) کو بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔
- 151- پاکستان اسٹینڈرڈ اینڈ کوالٹی کنٹرول اتھارٹی (PSQCA) کو چاہیے کہ برآمد کنندگان کے لیے ایک جدید ترین لیبارٹری کے قیام کو یقینی بنائے۔ اس بات کو بھی یقینی بنایا جائے کہ یہ لیبارٹری 5 سال کے عرصہ کے دوران ہی ریاستی کنٹرول سے آزاد ہو جانی چاہیے۔ اس کے علاوہ نجی اداروں کو مسابقتی لیبر قائم کرنے کی اجازت بھی دی جانی چاہیے۔
- 152- تجارتی پالیسی میں اصلاحات کے ذریعے 5 سال کے لئے ٹیرف کیسیڈنگ کو کم سے کم کیا جائے۔ جیسے کہ مختلف مراحل میں ٹیرف کی شرحوں کو ہم آہنگ کرنا۔ ایسی تبدیلیوں سے یقینی طور پر کارکردگی بہتر ہوگی اور پیداوار میں اضافہ ہوگا، پیداواری اخراجات میں کمی آئے گی اور بین الاقوامی دونوں منڈیوں میں مقامی صنعتوں کی مقابلے کی صلاحیت میں اضافہ ہوگا۔

# توانائی

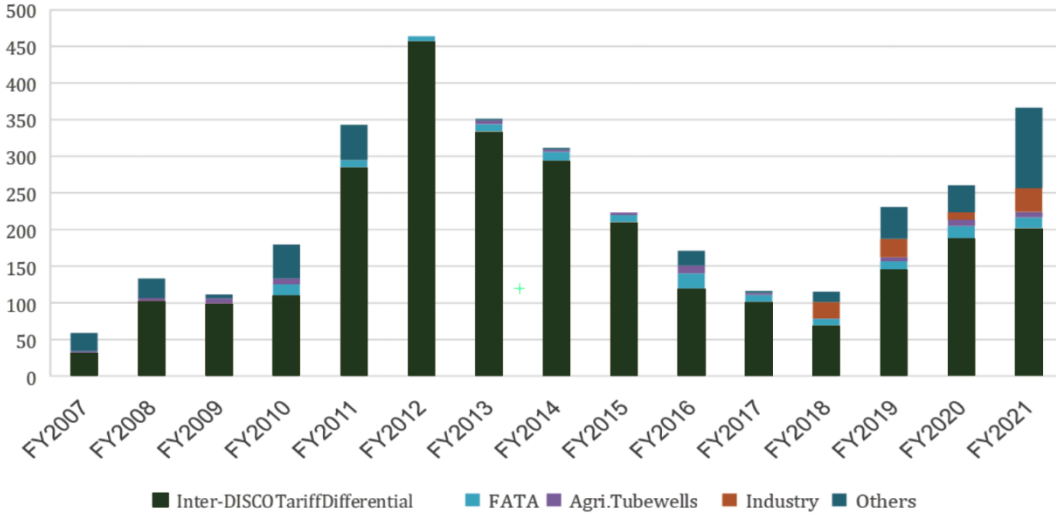


## بجلی

### (1) بجلی کے نرخ مقرر کرنے کا طریقہ کار

کیساں ٹیرف کی پالیسی کے ذریعے سے ملک بھر میں بجلی کی ایک ہی قیمت نافذ کی جاتی ہے۔ قیمت اور لاگت کے درمیان جو بھی فرق موجود ہوتا ہے وہ حکومت سبسڈی کی مدد میں بجلی کی ترسیل کار کمپنیوں (خواہ وہ نجی ہی کیوں نہ ہو) کو ادا کرتی ہے۔ 2023 میں بجلی کے ضمن میں مخصوص کی گئی سبسڈی، 870 ارب روپے میں سے، 61 فیصد مختلف ترسیلاتی کمپنیوں کو بجلی کی متعین قیمت میں فرق کو ختم کرنے کے لیے ادا کیا گیا۔ اس ضمن میں 2007 سے لے کر اب تک حکومت نے مجموعی طور پر 5.3 کھرب روپے ادا کئے ہیں (ح-33)۔

### بجلی کے شعبے کو فراہم کی جانے والی سبسڈیز



Source: Power Sector: An Enigma with no Easy Solution. PIDE, 2022

اس پالیسی کی وجہ سے ناصرہ حکومت بلکہ ترسیلاتی کمپنیوں (IESCO, LESCO, FESCO) کو بھی باقی کمپنیوں کی نااہلی کا بوجھ کر اس سبسڈی کی صورت میں اٹھانا پڑتا ہے۔ یہ طریقہ کار ناقص کمپنیوں کو اپنی کارکردگی بہتر بنانے کے لیے کوئی ترغیب فراہم نہیں کرتا۔

کیساں ٹیرف کی پالیسی جو کہ 1990 کی دہائی کے اوائل میں متعارف کروائی گئی تھی، اصلاحاتی منصوبے اور پبلک سیکٹر کارپوریشن کمپنیز ایکٹ کی روح کے خلاف ہے۔ شواہد سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ گھریلو صارف بجلی سلیب میں رہنے کے لیے یا تو دو سے تین میٹر لگاتے ہیں۔ یا میٹر میں ردوبدل کرتے ہیں۔ اس عمل کے لئے وہ بجلی چوری کرتے ہیں یا پھر ڈسکو کے نچلے عملے کو ایک مقررہ رقم کی ادائیگی کر دیتے ہیں۔

### PIDE کی تجویز کردہ اصلاحات:

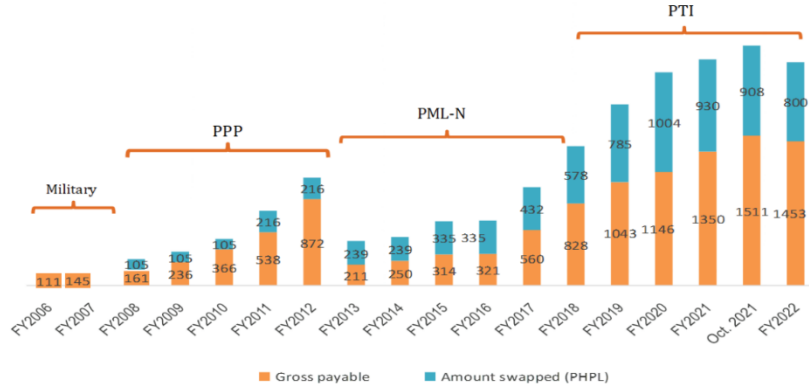


- 153: کیساں ٹیرف کی پالیسی کو ختم کیا جائے۔ ٹیرف کا تعین ہر کمپنی کے اخراجات کے مطابق ہونا چاہیے۔
- 154: بتدریج اضافی ٹیرف (Progressive Terrif) کے نظام کو ختم کیا جانا چاہیے۔ اس کے لئے بہترین طریقہ کار (IBT) Increasing Block Tariff سے Flat Line Tariff طرف منتقلی ہو سکتا ہے۔ اس شعبے میں تمام ٹیرف پر مبنی سبسڈیز اور کر اس سبسڈیز کو ختم کیا جائے۔ اس سے نہ صرف آمدنی بڑھے گی بلکہ کارکردگی میں بھی اضافہ ہوگا۔ ٹیرف کا ڈھانچہ ایسا ہونا چاہئے کہ ہر کیلنگری کے صارفین کو بجلی مہیا کرنے کی لاگت کو پورا کر سکے۔
- 155: کم آمدنی والے افراد کو بجلی کی سبسڈی بلوں کے ذریعے دینے کے بجائے BISP پروگرام کے ذریعے فراہم کی جائے۔ IBT میں اضافہ کر کے ایسے کم آمدن والے گھرانوں کو سہولت مہیا کرنے سے ترسیلی کمپنیوں کی کارکردگی اور تقسیم کے اہداف متاثر ہوتے ہیں۔ جس سے معاشرے کا مجموعی نقصان (Dead Weight Loss) زیادہ ہوتا ہے۔ Non-Linear ٹیرف ایک ہی پروڈکٹ کے لیے مختلف قیمتیں متعین کر کے معاشی فیصلوں کو پیچیدہ کر دیتا ہے۔

## (ب) بجلی سے متعلقہ ضوابط اور قوانین

پاکستان میں اس شعبہ سے جڑے ہوئے تیس سے زائد ادارے ہیں جن میں سے بہت سے ایک جیسی ہی ذمہ داریاں (Overlapping Function) ادا کر رہے ہیں اس کی وجہ سے پاور سیکٹر میں بد انتظامی اور نااہلی فروغ پارتی ہے۔ ضرورت سے زیادہ نگرانی کاروبار اس شعبے سے منسلک دیگر کمپنیوں کے مالیاتی (Financial) استحکام کو بھی خطرے میں ڈال رہا ہے (ح-34)۔ ناقص ریگولیٹری نظام کی وجہ سے توانائی کا شعبہ Capacity Trap کا بھی شکار ہے جس کی وجہ سے اس سے بھرپور استفادہ ناممکن ہے۔ 2006 میں بجلی دفعہ سامنے آنے والے گردش قرضے کی وجہ سے اب تک ہمیں 5 کھرب سے زائد کا نقصان برداشت کرنا پڑا ہے۔

## بجلی کے ضمن میں گردش قرضوں پر اکتانظر



Source: Power Sector: An Enigma with no Easy Solution. PIDE, 2022

ناقابل بھروسہ اور ناقص خدمات (Services) کی فراہمی اور بجلی کی قیمت میں مسلسل اضافہ صارفین کے لئے مسلسل نقصان کا باعث بن رہے ہیں۔ گزشتہ دو دہائیوں میں صارفین کے ٹیرف میں 500 فی صد سے زائد کا اضافہ ہو چکا ہے۔

## PIDE کی تجویز کردہ اصلاحات:



- 156: انتظامی اور ریگولیٹری بوجھ، حکومتی مداخلت، اور ادارہ جاتی تقسیم کو کم کرنے کے لیے ایک جیسی خدمات فراہم کرنے والے اداروں کو ختم کیا جائے۔
- 157: ضوابط کے موثر نفاذ کے لئے سب سے ضروری امر یہ ہے کہ اتھارٹی واضح اور شفاف اختیارات کے ساتھ ہو۔ اس کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ پاور ڈویژن کے ذریعے کسی قسم کی سیاسی مداخلت بھی نہ ہو۔ نیشنل الیکٹرک پاور ریگولیٹری اتھارٹی (نپرا) کو نا صرف خود مختار بنایا جائے بلکہ اسے بیوروکریسی کے کنٹرول سے بھی آزاد کیا جائے۔ کارکردگی کو مزید موثر بنانے کے لئے نپرا کو چاہیے کہ وہ اپنے عملے کو مارکیٹ کی قوتوں کو سنبھالنے اور ریگولیٹری ڈیوٹی انجام دینے کی مہارت سے بھی لیس کرے۔
- 158: پارلیمنٹ کو کمیٹی یا کمیشن کے ذریعے اتھارٹی کے تقرر، نگرانی یا احتساب کے عمل کو آگے بڑھانا چاہیے۔

## (ج) توانائی کی کمپنیوں کا نظم Energy Companies Management

- توانائی کے انتظام کی ذمہ داری پاور ڈویژن کے پاس ہے۔ لیکن پیشہ وارانہ صلاحیتوں کے فقدان اور تکنیکی عمل کی محدود سمجھ بوجھ اس کی کارکردگی کو کمزور کرتی آرہی ہے۔ اس لیے وہ اہم زمینی حقائق کو نظر انداز کرتے ہوئے، ڈونر کی راہنمائی اور مدد پر انحصار کرنے پر مجبور ہیں (ح-35)
- توانائی کے شعبے سے منسلک کمپنیاں خود مختار نہیں ہیں۔ Corporatization کے باوجود ان کمپنیوں کو ریگولیٹ کرنے کے حوالے سے واضح قوانین کا خاصا فقدان ہے۔
- توانائی سے منسلک کمپنیوں میں حکومت کی مداخلت وقت کے ساتھ ساتھ کم ہونے کے بجائے مسلسل بڑھتی جا رہی ہیں۔ ہر فیصلہ پاور ڈویژن کی جانب سے لیا جاتا ہے، یہاں تک کہ تریسلی کمپنی کی بورڈ مینٹنگ کے ایجنڈے کا تعین بھی۔ اس سے انتظامی مسائل میں خاصا اضافہ ہوا ہے۔

- بورڈ کے اراکین کا تقریباً تو سیاسی بنیادوں پر ہوتا ہے یا پھر اس میں ایسے حکومتی ملازمین شامل ہوتے ہیں جن کی دلچسپی صرف سرکاری مراعات میں ہوتی ہے۔ یہ اراکین پیشہ وارانہ اور ماہرانہ صلاحیتوں سے محروم ہوتے ہیں۔ مزید برآں کچھ اراکین ایک ہی وقت میں کئی ایک بورڈز کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں جو کہ ان کی کارکردگی کو مزید کمزور اور محدود کرنے کا باعث بنتا ہے۔
- اگر اس شعبے کی نجکاری کا ارادہ ہے تو اس کے لیے اس شعبے کی از سر نو تشکیل کی ضرورت ہوگی۔ اس طرح کی نجکاری کیلئے ایک مضبوط اور آزاد ریگولیٹری کی ضرورت ہے ورنہ اس کا فائدہ صرف نجی شعبے کو ہو گا۔ موجودہ صورت حال میں نجکاری مزید پیچیدگیوں کا باعث بن سکتی ہے۔ جس کی مثال کراچی الیکٹرک کی شکل میں پہلے ہی ہمارے سامنے موجود ہے۔

## PIDE کی تجویز کردہ اصلاحات:



- 159- ایک ایسا غیر سیاسی پاور کمیشن تشکیل دیا جائے جو پیشہ وارانہ صلاحیتوں سے لیس ہونے کے ساتھ ساتھ خود مختار بھی ہو۔ یہ کمیشن پورے نظام کو از سر نو تشکیل کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو۔ وزارت توانائی کو مکمل طور پر ختم کر دیا جانا چاہیے۔
- 160- انتظامی امور کے نظم و نسق اور فیصلہ سازی کے عمل کو بہتر بنانے کے لیے اختیار کو غیر مرکزی بنایا جائے۔ مارکیٹ کے نظام پر مبنی کمپنیوں کو ان کے انتظامی اور مالیاتی فیصلوں کے لیے جو ابده ٹھہرایا جائے۔ اس ضمن میں ان کمپنیوں کو پابند کیا جائے کہ وہ اسٹاک ایکسچینج میں رجسٹرڈ ہوں، جہاں Mutual اور پمشن فنڈز کی سرمایہ کاری بھی کی جاسکے اور ان کے انتظامی امور کی نگرانی بھی کی جاسکے۔ کسی نجی ادارے کو قبضے کی اجازت ہے یا نہیں، یہ ریگولیٹرز اور مسابقتی کمیشن کا معاملہ ہونا چاہیے کہ وہ اس بات کا تعین کرے کہ ایسی کوشش کب اور کیسے کی گئی۔
- 161- ایک طویل عرصہ سے اس بارے میں سوچا جا رہا ہے کہ صارفین کے لئے مزید مواقع اور مقابلے کی بہتر فضا کے لئے ضروری ہے کہ موجودہ ترسیلی نظام کو مزید چھوٹے ترسیلی نظاموں میں تقسیم کیا جائے جس کا نفاذ ٹیکنالوجی کے ذریعے ممکن ہے۔ یہ ایک انتہائی اہم پہلو ہے جس سے استفادہ کیا جانا چاہیے۔
- 162- حکومت کو اگر کوئی کردار ادا کرنا ہے تو وہ ایک طویل العیاد پالیسی کی تشکیل ہے جس کی بنیادیں وسیع مشاورت کے عمل سے مضبوط کی جاسکتی ہے۔ اگر وزارت توانائی کو بھی برقرار رکھنا ہے تو اس کو انتظامی امور سے ہٹ کر کسی بھی طرح کی تقرریوں میں مداخلت کا اختیار نہیں ہونا چاہیے۔ وزارت کا دائرہ اختیار یہ ہے کہ وہ ترقیاتی پالیسی بنائے اور بجلی کے انتظامی امور کی نگرانی کرے۔ بورڈز کے پاس فیصلہ سازی اور تحلیل و تشکیل کا اختیار ہونا چاہیے۔ بورڈ ممبران کا تعین کرتے ہوئے مقامی قابل ماہرین کو بھی مد نظر رکھا جائے۔ CEO اور سینئر مینجمنٹ کی تقرری میرٹ کی بنیاد پر کی جائے۔
- 163- کمپنیوں کو پیشہ وارانہ صلاحیتوں سے لیس ایسی انتظامیہ کی ضرورت ہے جو ایک بہترین ایجنڈے اور کاروباری منصوبے کی بنیادوں پر کام کر سکے۔ ان افراد میں یہ صلاحیت ہونی چاہیے کہ وہ سیاسی اثر و رسوخ سے اثر انداز ہونے بغیر آزادانہ طور پر فیصلہ سازی کر سکیں۔ غلط اور نقصان دہ فیصلوں کے لیے انتظامیہ کو جو ابده ٹھہرانا بھی ضروری ہے اور ایسا صرف ایک خود مختار بورڈ کے ذریعے سے ہی ممکن ہے۔
- 164- پاور کمپنی کی بہتری اور ترقی صرف اس صورت میں ممکن ہو سکتی ہے کہ غیر پیشہ وارانہ بیورو کریسی ان کے انتظامی اور مالی امور سے دور رہیں۔
- 165- توانائی کی کمپنیوں کو جدید اور ڈیجیٹل بلنگ کا نظام تشکیل دینا چاہیے۔ اس میں سمارٹ پری پیڈ میٹر کی تنصیب اور کنڈاسٹم کی روک تھام کے لیے موثر وائرنگ بھی شامل ہوں۔ مزید اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ سمارٹ میٹر کی تنصیب کے اخراجات گھریلو صارفین سے لیے جائیں اور صرف کم آمدنی والے افراد کو استثنیٰ حاصل ہو۔
- 166- حالیہ تکنیکی ایجادات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ لوکل گرڈ کی کارکردگی نیشنل گرڈ سے زیادہ موثر ہو سکتی ہے۔ خاص طور پر دور دراز کے علاقوں میں جہاں نیشنل گرڈ سے ترسیل نہ صرف مہنگی بلکہ ترسیلی مشکلات کی وجہ سے غیر موثر ہو جاتی ہے۔



## تیل اور گیس کی مارکیٹ

### (1) ضرورت سے زائد ضوابط کا شکار شعبہ گیس

پاکستان میں گیس کی کوئی مارکیٹ نہیں ہے۔ یہاں صرف دو کمپنیاں ہیں جو منتقلی اور ترسیلات (Transmission and Distribution) کا کام سرانجام دے رہی ہیں۔ یہ کمپنیاں اپنی کارکردگی کو بہتر بنانے کی بجائے اپنے اثاثوں پر ایک طے شدہ فارمولے کے تحت شرح منافع حاصل کر رہی ہیں۔

- اس سیکٹر کی تمام سرگرمیاں بلواسطہ یا بلاواسطہ حکومت کے کنٹرول میں ہیں۔ یہ Monopolistic کاروبار، گیس اور ایل این جی کی درآمدات میں ایک بڑی رکاوٹ ہے۔ مزید یہ ان کمپنیوں کے معاملات میں سیاسی مداخلت، سبسڈی اور قلیل وسائل کی غلط تقسیم کا باعث بنی ہے۔ گیس کی قیمتوں کا تعین اس کی قدر کے مطابق نہیں ہے۔ گذشتہ کئی برسوں سے گیس مختص کرنے اور اس کی قیمت طے کرنے کی پالیسیوں پر سیاسی اثر و نفوذ نے گیس کی کھپت (Demand) کو مصنوعی طور پر بڑھا دیا ہے (ح-36)۔
- آئل اینڈ گیس ریگولیٹری اتھارٹی (OGRA) کو 2002 میں ایک آزاد ریگولیٹر کے طور پر قائم کیا گیا تھا تاکہ Mid & Down Stream Supply Chain سرگرمیوں کو ریگولیٹ کیا جاسکے۔ تاہم اس سپلائی چین میں حکومت کی نمایاں موجودگی کی وجہ سے یہ ادارہ بھی حکومتی فیصلوں کا زیر نگرانی بنا رہا۔ Upstream سرگرمیوں کو حکومت پیٹرو لیوم ڈویژن کے ذریعے کنٹرول کرتی ہے۔ اوگرا کی انتظامیہ خود مختاری کے فقدان اور اس کے اختیارات کے واضح نہ ہونے کی وجہ سے موثر طریقے سے کام کرنے میں ناکام ہے۔ دراصل اوگرا (OGRA) کے قوانین ہی سیکٹر کے ریگولیٹری نظام میں حکومت کی شمولیت کی اجازت فراہم کرتے ہیں جس کی وجہ سے ریگولیٹر بے اختیار ہونے پر مجبور ہو جاتا ہے۔
- گیس سیکٹر کی قیمتوں کو ریگولیٹ کرنے میں بھی اوگرا کے اختیارات کافی محدود ہیں۔ اس کا بنیادی کام صرف کمپنیوں کو لائسنس جاری کرنا ہے، تاہم یہ نئی آئل مارکیٹنگ کمپنیوں کو لائسنس کی فراہمی کے لیے درست معیارات طے نہیں کر سکی۔ دیگر مسائل کے ساتھ ساتھ اوگرا Refineries کی کارکردگی کی نگرانی کرنے میں بھی ناکام ہے۔ مزید برآں ریفرنریز کو مراعات، سہولت یا سبسڈی کے ذریعے بھی تحفظ فراہم کیا جاتا ہے۔

### PIDE کی تجویز کردہ اصلاحات:



- 167- صرف گیس کے نرخوں میں اضافہ مارکیٹ کو ترقی دینے کے لیے کافی نہیں ہو گا۔ قدرتی گیس کے شعبے کو ڈی ریگولیٹ کریں اور قیمتوں کے تعین کا شفاف نظام نافذ کریں۔ ایل این جی کی قیمت کے اثرات سبھی صارفین بشمول گھریلو صارفین تک منتقل کرنے سے گریز فرمیں اور اضافے کو روکنے میں مدد مل سکتی ہے۔
- 168- مارکیٹ کی بنیاد پر قیمتوں کے تعین سے گیس کے غلط استعمال پر بھی قابو پایا جاسکتا ہے۔ مالیاتی عملداری کو یقینی بنانے کے لیے، خدمت (سروس) کی قیمت کا نظام لاگو کیا جانا چاہیے۔ سبسڈیز اور کراس سبسڈیز کو ختم کرنا بہت ضروری ہے۔
- 169- ایل این جی کی درآمد کے لئے کسی بھی تیسرے فریق (Third Party) کو اجازت دینا اور ایل این جی سپلائی چین میں نجی شعبے کی شمولیت میں اضافے سے، ہموار خریداری اور مقابلہ کی فضا پیدا ہوگی جس کے ذریعے سے لاگت کو کم کرنے میں مدد حاصل کی جاسکتی ہے۔ اس کا مشاہدہ جاپان، جنوبی کوریا، اور ہندوستان جیسی ایل این جی مارکیٹوں میں دیکھا جاسکتا ہے۔
- 170- گیس کمپنیوں کو چاہیے کہ وہ Multi-Seller Distribution Model اختیار کریں تاکہ صارفین اپنی مرضی سے کمپنی کا انتخاب کر سکیں اور مارکیٹ میں مقابلے کو یقینی بنایا جاسکے۔
- 171- گیس کی تقسیم کار کمپنیوں کی کمرشلائزیشن اور کاروبار کو موثر طریقے سے چلانے کے لیے مارجن پر مبنی نظاموں کو اختیار کیا جائے۔
- 172- مناسب ریگولیٹری اختیارات کے ساتھ آئل اور گیس کی پوری سپلائی چین کے لیے ایک ہی ریگولیٹری اتھارٹی کا قیام از حد ضروری ہے۔ حکومتی مداخلت کو روکنے کے لیے ریگولیٹری کی خود مختاری کے حوالے سے واضح قوانین متعارف کروائے جائیں۔
- 173- جس میں کسی بھی قسم کی سیاسی یا عدالتی مداخلت نہ ہو اور صرف پارلیمنٹ ہی اس کی نگرانی اور احتساب کرے۔
- 174- OGRA کو اپنی صلاحیت کو بہتر بنانا ہو گا تاکہ وہ صحیح طریقے سے اس سیکٹر کی نگرانی بھی کر سکے اور کنٹرول بھی سنبھال سکے۔
- 175- ریگولیٹر کو اس قابل ہونا چاہیے کہ وہ آئل مارکیٹنگ کمپنیوں کو لائسنس دینے کے لیے ایسے معیارات ترتیب دے جو غیر ضروری اور نہ قابل اعتبار کمپنیوں کے مارکیٹ میں داخلے کو ناممکن بنا دے۔ مزید برآں ریفرنریز کے شعبے کے لئے بھی درست بنیادوں پر معیارات وضع کرنے اور ان کے نفاذ کو یقینی بنانے کے قابل ہو۔ اس سے آگے بڑھتے ہوئے ہماری ریفرنریز کو قومی خزانے پر بوجھ ڈالے بغیر اپنی قابلیت سے مارکیٹ میں اپنا مقام بنانا ہو گا۔ جب موثر اور آزاد ضابطے کا نفاذ مارکیٹ میں مقابلے کی فضا پیدا کرنے میں کامیاب ہو جائے گا تو وہ تمام ریفرنریز جو لیویز کے سہاروں پر اپنا نظام چلا رہی ہیں خود بخود مارکیٹ سے باہر ہو جائیں گی۔

## (ب) تیل اور گیس کی دریافت

پاکستان میں صرف چند ایک کمپنیوں کے پاس ہی تیل اور گیس کے ذخائر کی تلاش کے زیادہ تر لائسنس موجود ہیں۔ زمین کے بڑے ٹکڑے یا بلاک نیلامی کے لیے پیش کئے جاتے ہیں۔ ایکسپلوریشن لائسنس کے لیے ہونے والی ہر نیلامی میں حکومت کی جانب سے ایسی شرائط شامل کر دی جاتی ہیں جو واضح طور پر ملکی سرمایہ کاری کے مقابلے میں غیر ملکی سرمایہ کاری کو واضح ترجیح فراہم کرتی ہیں۔ جیسے کہ (i) امریکی ڈالر کے لحاظ سے کام کے وعدے اور (ii) ایکسپلوریشن لیز حاصل کرنے کے لیے کمپنیوں کی قابلیت۔

پاکستان میں فعال کنوؤں کی تعداد بھی بہت محدود ہے اس کے علاوہ ملک میں ہائیڈروکاربن کی پیداواری صلاحیت کا کوئی مناسب اندازہ نہیں ہے۔ کنوؤں سے نکلنے والی گیس کی قیمت کا تعین مارکیٹ کی بجائے حکومت کی جانب سے کیا جاتا ہے۔ غیر ضروری اور طویل عدا لقی مقدمات سیکٹر میں سرمایہ کاری کی حوصلہ شکنی کر رہے ہیں، نیب (NAB) کا خوف اس کے علاوہ ہے۔ ضرورت سے زیادہ حکومتی کنٹرول اور مداخلت، اعلیٰ انتظامی اخراجات اور پورے ریکارڈنگ اور ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ پبلک پروکیورمنٹ ریگولیشنز ایجنسی (PPRA) کے قوانین بھی مصنوعات کے معیار کے مقابلے میں لاگت کو ترجیح دیتے ہیں۔

## PIDE کی تجویز کردہ اصلاحات:



176- نیلامی میں ہر لائسنس کی حد 1280 ایکڑ تک رکھی جائے اور پاکستانی شہری اور کمپنی کو بھی نیلامی کے عمل میں بولی لگانے کی اجازت ہونی چاہیے۔ لائسنس کے حصول کے لئے کسی قسم کی شرائط نہ ہو اور لائسنس کی مدت 10 سال اور رائلٹی 12.5 فیصد ہونی چاہیے۔ تجویز کردہ کنوؤں کو کھودنے کے لیے ایک نقد بانڈ یا انشورنس بانڈ لازمی قرار دیا جائے جس کی قیمت کنوؤں کو لگانے اور لیز کو ٹھیک کرنے کی تخمینہ لاگت کے برابر ہو۔ یہ ملکی اور غیر ملکی کمپنیوں بلکہ عام شہری کو بھی بولی لگانے کی اجازت فراہم کرے گا۔

177- کمپنیوں کو دی گئی موجودہ لیز کو پیداواری علاقوں سے باہر ختم کر دینا چاہیے بعد ازاں اس لیز کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں عوامی نیلامی کے لیے پیش کیا جائے۔

178- کمپنیوں کو حکومت کی طرف سے قیمت یاد دیکر ضمانتوں کے بغیر قیمت کا خطرہ مول لینا چاہیے۔ تمام قیمتوں کا تعین امریکی ڈالر کے بجائے پاکستانی روپوں میں ہونا چاہیے۔

179- ٹیکس کے نظام میں تبدیلی: پراپرٹی ٹیکس مقامی حکومت کے لیے اثاثوں کی قیمت کے مطابق ہونا چاہیے لیکن ایک فیصد سے زیادہ نہ ہو سروسز ٹیکس متعلقہ صوبے کو ادا کیے جائیں (تین فیصد یا اس سے کم ہو)۔ انکم ٹیکس وفاق اور صوبے میں برابر تقسیم ہو اور ٹیکس کی کوئی چھوٹ فراہم نہ کی جائے۔

• جن کنوؤں پر کام نہیں ہو رہا اس کے علاوہ بورنگ ہو۔ معدنی / پیٹرولیم وسائل اور صنعت کی تعلیم کے پروگراموں کے لیے کنزرویشن ٹیکس ہونا چاہیے۔ یہ عام طور پر ترقی پذیر ممالک میں 0.5 فیصد تک ادا کیا جاتا ہے۔

180- تیل اور گیس سے جڑی ہوئی تمام معلومات (Data) تک رسائی مفت اور آن لائن ہونی چاہیے۔ اس سے مقامی ارضیاتی ماہرین، جیو فزسٹ اور کاروباری افراد کو اپنے منصوبے یا منصوبہ ترتیب دینے میں سہولت ہوگی۔

181- تلاش اور پیداوار کے نظام کو فروغ دینے کے لیے ضروری ہے کہ قیمتوں کا تعین مارکیٹ کی بنیاد پر ہو۔

## (ج) پٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں

- لبرلائزیشن کے باوجود پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں کا تعین مارکیٹ کی بجائے حکومت کی جانب سے کیا جاتا ہے۔ چنانچہ طے شدہ قیمتیں عالمی رجحان کی صحیح عکاسی نہیں کرتیں۔ مزید یہ کہ پیٹرولیم مصنوعات پر ٹیکس وفاق حکومت کیلئے آمدن کا ذریعہ ہے اور آمدن کے اس ذریعہ پر حکومتی انحصار میں بتدریج اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔
- آئل مارکیٹنگ کمپنیوں کو براہ راست درآمد کی اجازت ہے، لیکن تیل کی درآمدی لاگت کا تعین پاکستان اسٹیٹ آئل کی خریداری کے اخراجات کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔
- ان لینڈ فریٹ ایکویلائزیشن مارجن (IFEM) دراصل ملک بھر میں تیل کی مصنوعات پر یکساں ٹیرف کے لیے ہے لیکن اس کا استعمال تیل کے شعبے کو مختلف ادا ٹیکسوں کے سلسلے میں کیا جا رہا ہے۔



- 182- پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں کے لیے وضع کئے گئے نظام کو مکمل طور پر تبدیل کیا جائے۔ قیمتوں کا تعین کسی طرح کی بھی سیاسی مداخلت کے بغیر اس کی اصل لاگت کی بنیاد پر ہونا چاہیے۔
- 183- ریگولیٹر، درآمدی قیمتوں کی وزنی اوسط (Weighted Average of Import Prices) کا استعمال کرتے ہوئے ایک بالائی حد مقرر کر سکتا ہے۔
- 184- مختلف کنٹرولز کے باوجود IFEM کے بے تہا شائبہ استعمال کو مد نظر رکھتے ہوئے اسے فوری طور پر مکمل ختم کیا جانا چاہیے۔

### (د) توانائی کی منتقلی، Energy Transition

عالمی سطح پر توانائی کے تنوع (Energy Mix) میں ایک واضح تبدیلی کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے مگر پاکستان کے انرجی مکس میں Renewable Energy کا حصہ صرف 6.8 فیصد ہے۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان کا انحصار درآمد شدہ ایندھن پر بہت زیادہ ہے پاکستان میں شمسی توانائی اور ہوا سے پیدا ہونے والی بجلی میں اضافہ بتدریج ہے مگر المیہ یہ ہے کہ اتنے وافر مقدار میں میٹرسر ہونے کے باوجود بھی، مختلف اقتصادی اور غیر اقتصادی عوامل اس کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ اس ضمن میں سب سے بڑا مسئلہ پالیسی میں تسلسل کا نہ ہونا ہے۔ توانائی کے شعبے میں جامع، مربوط اور طویل عرصے والی منصوبہ بندی کی شدید کمی ہے جو نتیجے کے طور پر انرجی مکس کی تبدیلی اور جدید توانائی سے فائدہ اٹھانے میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔



- 185- Solar IPPs کے بجائے نیٹ میٹرنگ کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔
- 186- سولر پنیلز کے سلسلے میں مقامی تحقیق اور پیداوار کو فروغ دینے کی ضرورت ہے لیکن اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ اس ضمن میں مقامی انڈسٹری کو تحفظ فراہم کیا جائے بلکہ اس کو بین الاقوامی سطح پر اپنا مقام بنانے کے لیے مقابلے کے میدان میں اترنا ہوگا۔

ہمارا بنیادی

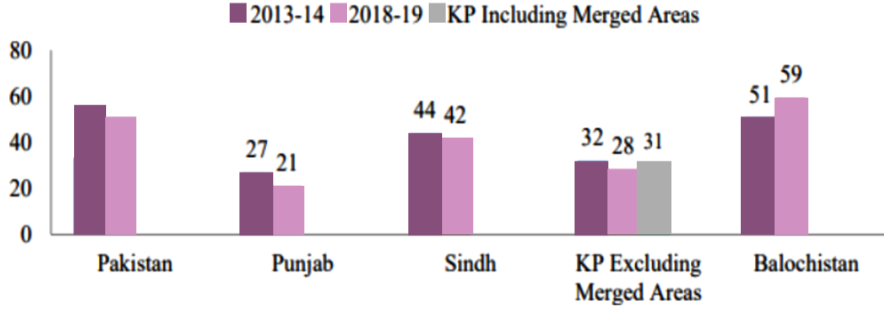
سماجی نظام



## شعبہ تعلیم

آئین کا آرٹیکل A-25 ریاست سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ پانچ سے سولہ سال کی عمر کے تمام بچوں کو مفت تعلیم فراہم کرے۔ تاہم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کی توجہ پر انٹری تعلیم کے بجائے اعلیٰ تعلیم پر ہے۔ نتیجے کے طور پر، پرائمری اسکولنگ تقریباً ایک فراموش شدہ ایجنڈا بن چکا ہے۔ بہتر انفراسٹرکچر اور تنخواہوں کے ڈھانچے کے باوجود پرائیویٹ اسکولوں کے مقابلے میں سرکاری اسکولنگ کا معیار گرتا جا رہا ہے (37-ج)۔

اسکولوں میں نہ پہنچنے والے بچوں کے اعداد و شمار



- پاکستان نے 2019 میں پہلی بار ٹریڈ زان انٹرنیشنل ٹیسمینٹس ایڈوانسمنٹس اسٹڈی (TIMSS) میں چوتھی جماعت کے ریاضی اور سائنس کے مقابلے میں حصہ لیا۔ کارکردگی کے لحاظ سے، ہم نیچے سے دوسرے نمبر پر رہے۔ پاکستان کا نصاب بنیادی تربیت کو صرف چھو کر آگے بڑھ جاتا ہے جس کی وجہ سے طلباء کی تخلیقی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کی گنجائش بہت کم رہ جاتی ہے۔ علاوہ ازیں پاکستان میں نصاب معروضی نتیجے پر مبنی نہیں ہے بلکہ درجہ بندی کی بنیاد پر ہے۔
- دنیا بھر میں یونیورسٹیاں تحقیق میں مصروف پروفیسروں کے ناموں سے پہچانی جاتی ہیں لیکن ہمارے ہاں صورتحال اس سے قطعی طور پر مختلف ہے۔ پاکستان میں یونیورسٹیاں محض اینٹوں کی عمارتوں کے طور پر سامنے آتی ہیں جن میں قابل پروفیسرز اور اختراعی (Innovative) نظریات کا کوئی وجود نہیں۔ سیاست دان ان اداروں کے مجموعی معیار کے بارے میں سوچے بغیر یونیورسٹیاں بنا کر اپنے حلقوں کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ پاکستانی یونیورسٹیوں میں پڑھائے جانے والے انتہائی ناقص معیار کے ڈگری پروگرام ہائیر ایجوکیشن کمیشن کی کارکردگی پر بھی سوالیہ نشان اٹھاتے ہیں۔

صوبوں میں یونیورسٹیوں کے لحاظ سے اوسط اساتذہ

	No. of Universities	Professors in Social Science	Professors in Other Disciplines	Junior Faculty	Total Faculty
Azad Jammu & Kashmir (AJK)	3	0.33	3	128.67	132
(%)		(0.25)	(2.27)	(97.47)	(100)
Gilgit Baltistan (GB)	2	0.50	1.50	53.50	55.50
(%)		(0.90)	(2.70)	(96.40)	(100)
Balochistan	5	0.60	9.00	237.00	246.60
(%)		(0.24)	(3.65)	(96.11)	(100)
Islamabad	17	0.94	16.06	294.82	311.82
(%)		(0.30)	(5.15)	(94.55)	(100)
KPK	23	0.35	5.22	136.91	142.00
(%)		(0.24)	(3.66)	(96.09)	(100)
Punjab	35	0.89	10.94	202.17	214.00
(%)		(0.41)	(5.11)	(94.47)	(100)
Sindh	15	3.60	18.73	192.07	214.40
(%)		(1.68)	(8.74)	(89.58)	(100)
Total	100	1.14	11.14	197.96	210.24
(%)		(0.54)	(5.30)	(94.16)	(100)

- موجودہ منظر نامہ اس حقیقت کو آشکار کر رہا ہے کہ مستقبل میں روزگار زیادہ غیر مستحکم ہو گا، اور جاہ مارکیٹ نئے آنے والوں یا غیر فعال افراد کو مواقع کی فراہمی کے حوالے سے کافی دباؤ میں رہے گی۔ یہی وقت ہے کہ ہمیں ان چیلنجز سے نمٹنے کے لیے اپنی مہارتوں اور روزگار کی منصوبہ بندیوں کو از سر نو ترتیب دینے کی ضرورت ہے۔ تکنیکی تبدیلیاں غیر متناسب طور پر کم ہنرمند کارکنوں کی مانگ کو کم کرتی جبکہ اعلیٰ درجے کی علمی اور ڈیجیٹل مہارتوں کے حامل افراد کی مانگ میں اضافہ کرتی ہوئی نظر آ رہی ہیں۔



- 187- حکومت کو اعلیٰ تعلیم کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے اسکولنگ کو بنیادی ترجیح دینی چاہیے۔ یہ مقصد مندرجہ ذیل اقدامات کو لاگو کر کے حاصل کیا جاسکتا ہے۔
- اساتذہ کے معیار میں فرق کو کم کرنے کے لیے آن لائن اور ٹیکنالوجی پر مبنی تعلیم کے ذریعے سیکھنے کے عمل کو تیزی سے آگے بڑھائیں۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے "انٹرنیٹ سب کے لیے" کو ترجیح دیتے ہوئے فائبر آپٹکس اور اس کے معاون آلات میں بڑی سرمایہ کاری کی جانی چاہیے۔
  - آن لائن تعلیم کے فروغ پر توجہ نیکسٹ بک بورڈ کے خاتمے اور تمام سرکاری اسکولوں کو آن لائن ہونے میں سہولت فراہم کرے گی۔
  - مزید برآں تعلیمی منصوبہ بندی کا مقصد اسکول جانے والے تمام بچوں تک ڈیجیٹل رسائی کو ممکن بنانا ہونا چاہیے۔ اگر یونیورسٹی کے طلباء کے لیے لپ ٹاپ اسکیم ہو سکتی ہے تو اسکول والوں کے لیے ٹیبلٹ اسکیم کیوں نہیں؟
- 188- اساتذہ کا انتخاب بغیر کسی سیاسی مداخلت کے، میرٹ کی بنیاد پر کیا جانا چاہیے۔ مزید برآں، انٹرکٹرز کی تربیت ایک مسلسل عمل ہونا چاہیے، جس میں ان کے پورے دور میں متعدد تربیتی کورس شامل ہوں جو بدلتے ہوئے وقت اور عصری تعلیم کے تقاضوں کے عین مطابق ہوں۔
- 189- ذریعہ تعلیم کے بارے میں ہونے والی بحث نے تعلیم کے معیار کے زیادہ اہم مسئلے سے توجہ ہٹا دی ہے۔ PIDE تمام اسکول کے طلباء کو انگریزی پڑھانے کی وکالت کرتا ہے اور سائنس، ٹیکنالوجی، انجینئرنگ، اور ریاضی کے مضامین پر بھی زور دیتا ہے۔
- 190- بین الاقوامی معیارات کے عین مطابق تعلیم و تربیت کے نتائج حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ طلباء تک جدید آلات جیسا کہ کمپیوٹر، ٹیبلٹس وغیرہ کی رسائی کو آسان بنایا جائے۔ مثالی منظر نامہ یہ ہے کہ ہر طالب علم کو ایک کم قیمت والا اسمارٹ ٹیبلٹ (Tablet) اور پورٹبل انٹرنیٹ ڈیوائس (Portable Internet Device) فراہم کئے جائیں۔ جن پر وہ ایڈ ٹیک (Ed-Tech) مواد اور ای بک (E-Book) تک رسائی حاصل کر سکیں۔ اسکولوں میں موجود کمپیوٹر لیبرز کو میکرو لرننگ اسٹیس میں اپ گریڈ کریں اور ای لرننگ اسباق کا انعقاد کریں۔
- 191- تعلیمی منصوبہ بندی کی توجہ عمارتوں کے قیام سے ہٹ کر اعلیٰ تعلیم فراہم کرنے کے قابل، پروفیسرز کی جانب مبذول ہونی چاہیے۔ PSDP تعلیمی اداروں میں تحقیق کے لیے مزید فنڈز مختص کرے۔ شاید ایک بہتر طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ ہائر ایجوکیشن کمیشن کے ذریعے وظائف کی پیشکش کرنے کے بجائے بڑے پیمانے پر پروفیسرز کی خدمات حاصل کرنے کا پروگرام (بشمول غیر ملکی پروفیسرز) تیار کیا جائے۔ PIDE تجویز کرتا ہے کہ PSDP کا 10 فیصد سالانہ تحقیق کے لیے مختص کیا جائے۔ ایسی تحقیق کو ترجیح دیں جو پاکستان کے سیاق و سباق سے جڑی ہوئی ہو کیونکہ PIDE مقامی تحقیق اور مقامی حل پر یقین رکھتا ہے۔
- 192- نصاب کو روزگار کی مارکیٹ سے متعلق بنانے کے لیے اس پر نظر ثانی کریں۔ لیبر مارکیٹ کی ضروریات کو پورا کرنے والے تعلیمی پروگرام تیار کرنے کے لیے صنعتوں اور آجروں کے ساتھ مشاورت کی جائے۔ نصاب میں عملی تربیت اور انٹرن شپ کو خصوصی اہمیت دی جائے۔ یونیورسٹیوں کو بھی نصاب کو بہتر بنیادوں پر تشکیل دینے کے لئے صنعت اور لیبر مارکیٹ کے ساتھ روابط قائم کرنے میں فعال کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے۔

## (ب) صحت

- عالمی ادارہ صحت کے یونیورسل ہیلتھ کوریج انڈیکس 2021 کے مطابق پاکستان کافی کس صحت پر خرچ، جنوبی ایشیائی خطے میں سب سے کم ہے۔ اس حقیقت کے باوجود کہ حکومت ملک بھر میں صحت کے شعبے سے متعلق بڑی سہولیات پیدا کرنے اور ان کی دیکھ بھال کی ذمہ داری سنبھالے ہوئے ہے، اس ضمن میں ذاتی اخراجات کا تناسب 60 فیصد تک ہے۔
- پاکستان میں فراہمی صحت کا نظام، آبادی میں اضافے، شعبہ صحت سے منسلک پیشہ ورانہ افراد کی غیر منصفانہ تقسیم، افرادی قوت کی دستیابی میں کمی، ناکافی فنڈنگ اور معیاری صحت کی سہولیات تک محدود رسائی جیسے بنیادی مسائل کا شکار ہے (ح-38)۔
- PIDE کی تحقیق کے مطابق عمومی طور پر لوگ صرف اس وقت ہی صحت کی معیاری سہولیات کی طرف رجوع کرتے ہیں جب بیماری سنگین نوعیت اختیار کر چکی ہو یعنی گھریلو ٹوکوں اور آسانی سے دستیاب عام ادویات کا گر ثابت نہ ہو رہی ہوں۔ دہی علاقوں کی لوگ شدید بیماری کی صورت میں بھی غیر مستند عطائی ڈاکٹروں سے علاج کرواتے ہیں۔ ہومیو پیتھی کو بھی روایتی علاج کے مقابلے میں مقبول طریقہ علاج سمجھا جاتا ہے۔
- پاکستان میں بہت سے لوگ روایتی ایلو پیتھک علاج کے نظام سے مطمئن نہیں ہیں۔ جس کی وجوہات میں طبی معاملات میں غفلت، صحت کی سہولیات فراہم کرنے والے افراد کی جانب سے غیر مناسب رویہ، زیادہ اخراجات، غیر صحت مندانہ سہولیات اور منافع کی خاطر غیر ضروری طور پر مہنگے علاج جیسی بد عنوانیاں شامل ہیں۔

- پاکستان کے لئے موسمیاتی تبدیلیاں اس لئے بھی شدید پریشانی کا سبب بن رہیں ہیں کہ اس کی سخت محنت والی صنعتیں، جیسے زراعت اور تعمیرات کے شعبہ جات، مز دوروں سے بھری ہوئی ہیں جہاں ان مز دوروں کو شدید گرمی کا سامنا کرنا پڑتا ہے بلکہ سیلاب اور خشک سالی جیسی آفات کا بھی شکار ہونا پڑتا ہے۔ موسمیاتی اور ماحولیاتی تبدیلی کے صحت پر اثرات بہت گہرے ہیں۔ خاص طور پر ان سے غریب اور پسماندہ آبادی کے متاثر ہونے کا امکان سب سے زیادہ ہے۔
- اپنی ڈیپولوجیکل نظریہ کے مطابق انفیکشنز، وبائی امراض، اور دیگر وجوہات سے پیدا ہونے والی بیماریاں ایسی بیماریوں کی طرف منتقل ہوتی ہیں جن کا تعلق طرز زندگی یا لائف اسٹائل سے ہوتا ہے جیسا کہ ذیابیطس اور ہائی بلڈ پریشر وغیرہ۔
- پاکستان میں اموات کی وجوہات یہ واضح کرتی ہیں کہ ہمارا ملک پہلے مرحلے سے مکمل طور پر تبدیل نہیں ہوا ہے بلکہ اگلے مرحلے میں داخل ہو گیا ہے۔ اس طرح ہمارا ملک بیماریوں کا دوہرا بوجھ اٹھا رہا ہے جہاں غیر متعدی بیماریاں، متعدی بیماریوں کے ساتھ ساتھ سامنے آتی ہیں۔ جیسے کہ زچگی کے دوران ہونیوالے مسائل اور اموات، نوزائیدہ اور غذائیت سے جڑی ہوئی بیماریاں۔

### اموات کی وجوہات

Cause	Rank	Type
Neonatal disorders	1	
Ischemic heart disease	2	
Stroke	3	
Diarrheal diseases	4	
Lower respiratory infect		
Tuberculosis	6	
COPD	7	
Diabetes	8	
Chronic kidney disease	9	
Cirrhosis liver	10	

Note: Non-communicable diseases   
Communicable, maternal, neonatal, and nutritional diseases

### PIDE کی تجویز کردہ اصلاحات:



- 193- صحت کی سہولیات کو آئین میں عوام کے بنیادی حق کی طرح شامل کیا جائے۔
- 194- صحت سے متعلق ذاتی اخراجات کی وجوہات کو کم کرنے اور ایک وسیع اور جامع ہیلتھ کوریج کے لیے ٹیکنالوجی کی مدد سے یونیورسل ہیلتھ کیئر UHC پالیسی کا آغاز کیا جائے۔ یونیورسٹی اور انکیوبیٹر پر مبنی اشارت اہس کے ذریعے ٹیک انٹرپرائیور شپ کو فروغ دیا جائے۔
- 195- پورٹیل صحت سے متعلق آلات اور ہیلٹھ کیئر کے ڈیزائن اور تیاری کے لیے معیاری سرٹیفیکیشن کا اجراء کیا جائے۔
- 196- ماحولیاتی تبدیلیوں سے پیدا ہونے والے صحت کے خطرات کو قومی سطح پر صحت کے منصوبوں میں شامل کرنے اور حکمت عملی ترتیب دینے کی ضرورت ہے۔
- 197- صحت کی بہتری سے متعلق اہم پہلوؤں میں سے ایک بہتر حفظان صحت ہے، جو متعدی بیماریوں کو کم کر سکتا ہے۔ لوگوں کو بہتر صحت کے لیے حفظان صحت کو برقرار رکھنے کے بارے میں آگاہی مہم چلانے کی اشد ضرورت ہے۔ اسی طرح طرز زندگی میں تبدیلیوں کے بارے میں بھی آگاہی کی ضرورت ہے تاکہ عام لوگ غیر متعدی بیماریوں سے بچاؤ کے لیے احتیاطی تدابیر اختیار کر سکیں۔



## (ج) پولیس

- منوکل اور سرپرست کا تعلق اور پولیس کے ادارے میں سیاسی مداخلت، جرم کی نشاندہی، بچاؤ اور امن عامہ کے قیام کے راستے میں بڑی رکاوٹیں ہیں جو معاشی سرگرمیوں میں خلل بھی پیدا کرتی ہیں اور براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری کو بھی متاثر کرتی ہیں۔ پولیس کا موجودہ نظام، افراد اور سیاسی شخصیات سے وفاداری کی طرف رجحان کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔
- مزید برآں پولیس کا موجودہ نظام بہت زیادہ مرکزیت کا حامل ہے جو مقامی ضروریات اور تقاضوں سے بالکل بھی ہم آہنگ نہیں ہے (ح-39)

## PIDE کی تجویز کردہ اصلاحات:

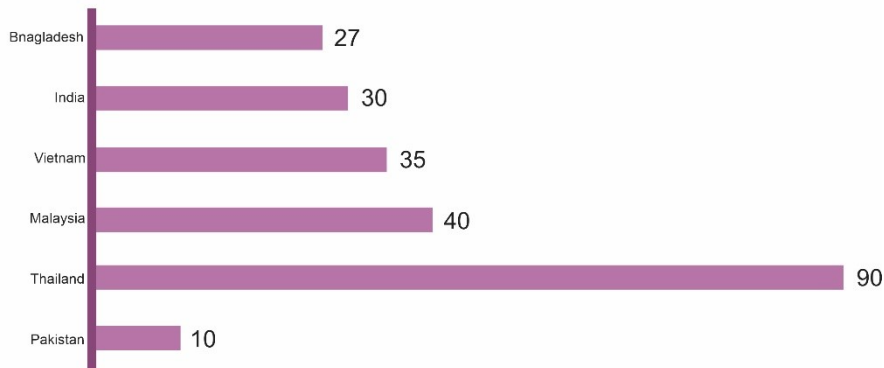


- 198: پولیس کو مقامی حکومت کے زیر انتظام لایا جائے۔ ایف آئی اے، ریجنل زور دینے والے ادارے وفاقی حکومت کے تابع رہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔
- 199: پولیس آرڈیننس 2002 کو فوری طور پر ایک اصلاحی طریقہ کار سمجھتے ہوئے لاگو کیا جائے۔
- 200: پولیس کو دیگر معاملات سے علیحدہ کرتے ہوئے مکمل آپریشنل خود مختاری فراہم کی جائے، جیسا کہ پروٹوکول جیسی ڈیوٹی کو ختم کیا جائے۔

## (د) انٹرنیٹ

- پاکستان میں بڑے پیمانے پر انٹرنیٹ تک رسائی میں کمی بے شمار شعبوں کی ترقی میں رکاوٹ بن رہی ہے اور مختلف سرگرمیوں جیسے آن لائن تعلیم، ٹیلی ہیلتھ سروسز، امی کامرس وغیرہ کی فراہمی کے راستے میں بھی رکاوٹ ہے (ح-40)۔
- پاکستان کے معاملے میں خصوصاً معیاری انٹرنیٹ کی دستیابی مخصوص شہروں اور علاقوں تک محدود ہے۔ اگرچہ بیشتر علاقوں میں اچھے انٹرنیٹ کی دستیابی ایک مسئلہ ہے، تاہم، بلوچستان، آزاد جموں کشمیر، اور گلگت بلتستان جیسے دور راز مقامات سب سے زیادہ متاثر ہو رہے ہیں۔
- پاکستان میں موبائل اور انٹرنیٹ سروسز پر بھی بہت زیادہ ٹیکس نافذ کیا جا رہا ہے۔ عمومی طور پر انٹرنیٹ اور سیلو لرن خدمات پر تقریباً 15 سے 19 فیصد جی ایس ٹی لاگو ہوتا ہے۔ پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی (PTA) کی جانب سے زیادہ قیمت والے آلات پر تو حد سے زیادہ ٹیرف لاگو کیا جاتا ہے۔ یہ عوامل بالآخر ایک اوسط صارف کو فراہم کردہ ڈیوائس کے معیار کو متاثر کرتے ہیں۔ PIDE کی تحقیق سے آشکار ہے کہ تحفظ کی پالیسی نے بہت سے لوگوں کو G2 اور G3 آلات خریدنے پر مجبور کیا ہے، جو فری لانس مارکیٹ کو بڑھانے کے لیے ہماری اعلان کردہ پالیسی کے بالکل خلاف ہے۔
- آپٹیکل فائبر، جو کہ تیز تر رابطے کے لئے بہت ضروری ہیں، کی ہمیں بہت محدود تعداد میں ہے۔ جس کی وجہ سے ہماری ڈیجیٹل رابطہ سازی کو بہت شدید نقصان برداشت کرنا پڑا ہے۔ پاکستان میں، آپٹیکل فائبر سے جڑے ہوئے ڈیجیٹل ناؤرز محض 10 فیصد ہیں، جو کہ بین الاقوامی مشاہدے اور تجربے سے 30 فیصد کم ہے۔
- اچھے انٹرنیٹ کی فراہمی میں سیکیٹرم کی دستیابی بھی ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ حکومت نے G3 اور G4 کی دستیابی کو یقینی بنانے کے لیے آج تک 256 میگاہرٹز سیکیٹرم کا اجراء کیا ہے۔

### OPTICAL FIBER PENETRATION



Source: PIDE Policy Viewpoint, 26:2021





- ا۔201: بڑے پیمانے پر انٹرنیٹ کی رسائی کو یقینی بنانا آج کی سب سے اہم ضرورت ہے اور اسے شہریوں کا بنیادی حق سمجھتے ہوئے سستی شرحوں پر فراہم کیا جانا چاہیے۔
- ا۔202: پی ٹی اے کو چاہیے کہ آپٹیکل فائبر کی رسائی کو آسان بنائے اور اسے صرف ٹیلی کام سروس فراہم کرنے والے اداروں کی ذمہ داری نہ سمجھیں۔ اس کے علاوہ آپٹیکل فائبر کی رسائی سے جڑے ہوئے سبھی ضوابط کو آسان بنانے کی ضرورت ہے۔ مختلف ٹیلی کام سروسز کے لئے ناؤر شیئرنگ کو بھی فعال کرنے کی ضرورت ہے۔
- ا۔203: حکومت کو چاہیے کہ سپیکٹرم جاری کرنے کے عمل کو صرف کرایہ حاصل کرنے کے نقطہ نظر سے نہ دیکھے بلکہ اس ضمن میں سبھی ٹیلی کام کے اداروں کی ضروریات کو پورا کیا جائے۔ سپیکٹرم کی ضرورت صرف G5 کے لیے ہی نہیں بلکہ تیز تر G3 اور G4 کے لیے بھی ہے۔
- ا۔204: اچھے معیار کے موبائلز کو سپورٹ کرنا بھی انتہائی ضروری ہے جو قیمت کے اعتبار سے مناسب اور تکنیکی طور پر جدید ہوں۔ ایک ڈیجیٹل پاکستان کے خواب کو تعبیر کرنے کے لیے موبائل فونز اور ڈیوائسز پر ٹیکس کے حوالے سے نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ موبائل فون کوئی Luxury نہیں ہے اس لیے اس پر ٹیکس کم کرنے کی ضرورت ہے۔

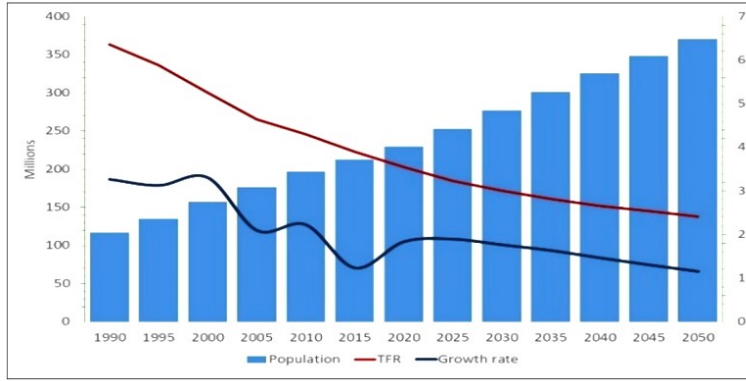
# آبادی کے رجحان



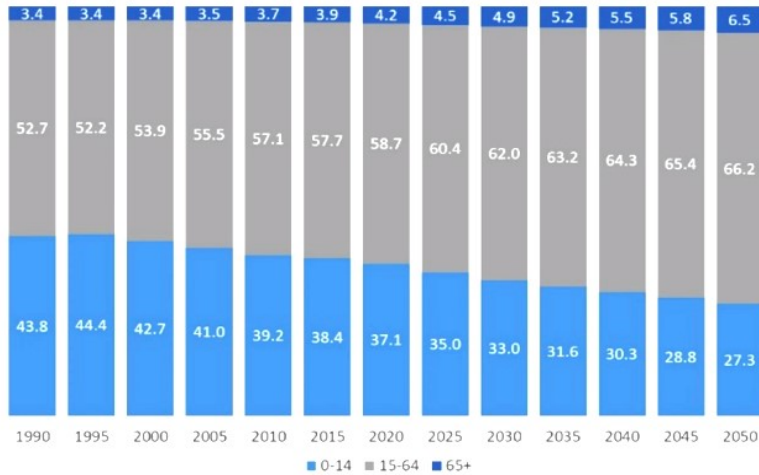
## آبادی کے رجحان

پاکستان کی آبادی میں اضافہ انتہائی تیز رفتاری سے ہو رہا ہے۔ اس بات کا اندازہ لگایا گیا ہے کہ یہ آبادی 2050ء تک 350 ملین سے زیادہ ہو جائے گی۔ حالیہ مردم شماری کے مطابق پاکستان کی سالانہ آبادی کی شرح نمو 2.55 فیصد ہے۔ جو کہ پہلے کی گنی پیش گوئیوں، بشمول اقوام متحدہ کی تقریباً 2 فیصد کی پیش گوئی سے بھی زیادہ ہے۔ پاکستان میں کل ذرخیزی کی شرح (Total Factor Productivity) بھی بہت زیادہ ہے جس کا تخمینہ 3.5 بچے فی عورت ہے۔ یہ بھی اندازہ لگایا گیا ہے کہ 2050ء تک پاکستان کی کل ذرخیزی کی شرح، Replacement Level سے بلند ہی رہے گی۔ ڈیموگرافک ڈیویڈنڈ اور اس کی پیش کردہ صلاحیتوں کی بات 2006ء سے ہو رہی ہے (نایاب، 2006)۔ ابتدائی تخمینوں میں اس کا اندازہ 2045 تک تھا۔ لیکن ملک میں ذرخیزی کی سست رفتاری نے اس صورتحال کو مزید سالوں تک بڑھادیا ہے۔ کام کرنے کی عمروں، 15-64 سال، کی آبادی کا تناسب 2050 تک بڑھتا رہے گا (ج-41)۔

## آبادی کی شرح نمو اور خواتین میں ذرخیزی کی شرح

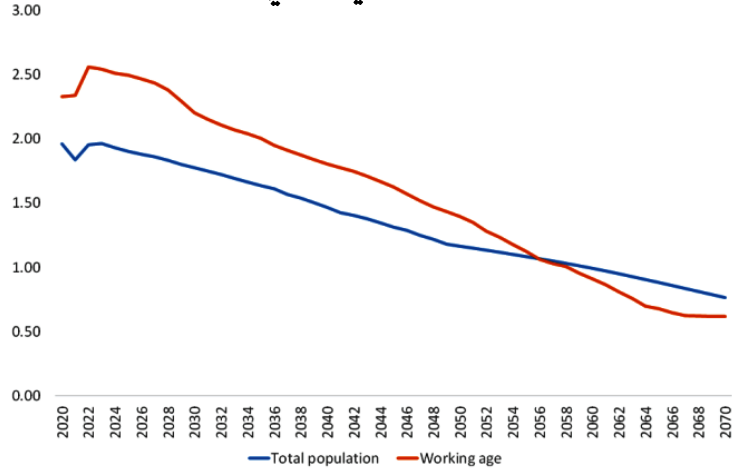


پاکستان میں ذرخیزی کی شرح میں کمی کی سست روی نے ملک میں ممکنہ ڈیموگرافک ڈیویڈنڈ کے وقت کو 2056ء تک بڑھادیا ہے۔



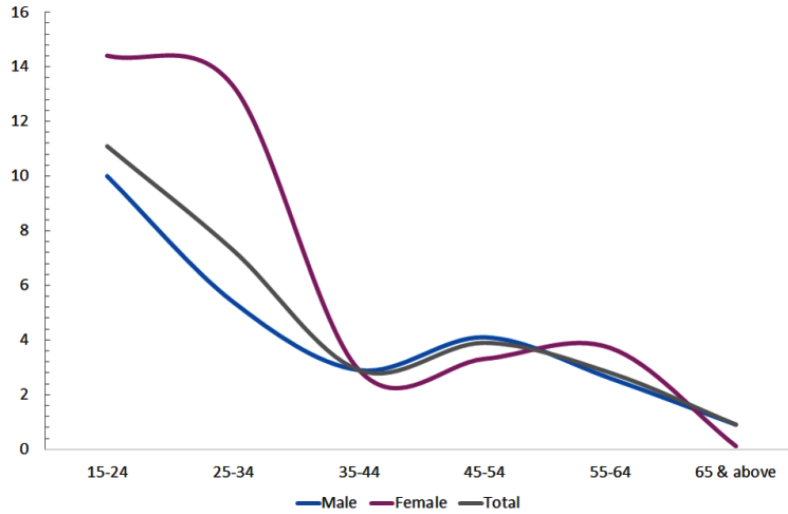
ملک میں بے روزگاری کی شرح بہت زیادہ ہے خصوصاً طور پر نوجوانوں میں۔ نوجوان عورتوں کی بے روزگاری کی شرح ان کے مرد ساتھیوں کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے۔

### ڈیموگرافک ڈیوڈنڈ کا دورانیہ



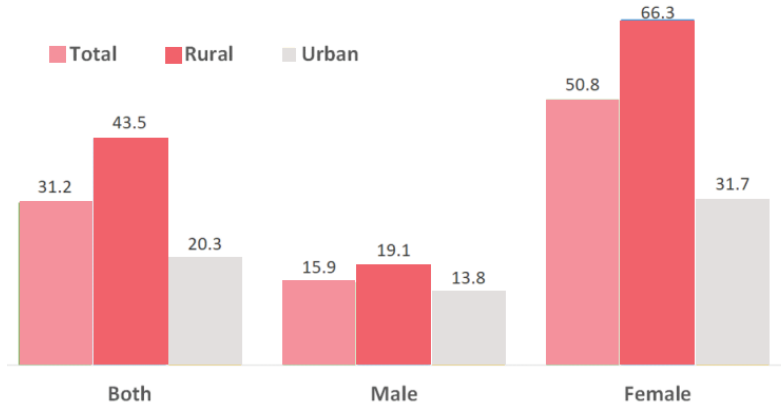
ملک میں نوجوانوں کو دی جانے والی تعلیم اور مہارتیں ایک تو معیاری نہیں ہیں دوسرے لیبر مارکیٹ کے تقاضوں سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ تعلیم کو عام طور پر تمام مسائل کا حل تصور کیا جاتا ہے مگر ہمارے ہاں غیر معیاری تعلیم، روزگار کے محدود مواقع کی دستیابی کی وجہ سے نوجوانوں کو ملازمت حاصل کرنے میں کوئی مدد فراہم نہیں کر رہی ہے۔ 29 سال یا اس سے کم عمر کے وہ تمام نوجوان جو کسی کالج کی ڈگری یا اس سے زیادہ کی ڈگری حاصل کر چکے ہیں، اُن میں سے تقریباً ہر تیسرا نوجوان بے روزگار ہے۔ خواتین کے سلسلے میں یہ صورتحال اور بھی پریشان کن منظر پیش کر رہی ہے۔

### عمر اور جنس کے اعتبار سے پیروزگاری کی شرح



پاکستان میں مانع حمل کی شرح (CPR) میں بھی بہت کم پیش رفت دیکھنے میں آئی ہے۔ 2010ء میں 32 فیصد رہنے والی مانع حمل کی شرح، صرف 8 فیصد کے اضافے کے ساتھ 2023 میں 38 فیصد تک پہنچی ہے، جو سالانہ ایک فیصد اضافے سے بھی کم ہے۔

## تعلیم یافتہ نوجوانوں میں پیروزگاری کی شرح



### PIDE کی تجویز کردہ اصلاحات:



- 205- پاکستان میں آبادی کے نظریے کو ملتحس کے نظریات سے آزادی کی ضرورت ہے۔ یہ سوچ کہ آبادی اور معیار زندگی کے درمیان ایک برعکس تعلق ہے اور آبادی کی نمو ہمیشہ وسائل سے تیز ہوتی ہے۔ یہ "ڈیموگرافک ڈیویڈنڈ" کے تصور کے بالکل متغداد ہے۔
- 206- ہمارا اصل مسئلہ آبادی کا نہیں بلکہ اس کے معیار یا استعداد کا ہے۔ آبادی کے مسئلے کو بے شمار پہلوؤں کو یکجا کر کے سمجھنے کی ضرورت ہے، جس میں مہارتوں، تعلیم کی سطح، روزگار کے مواقع، صحت اور سوچ کے معیار میں بہتری کی ضرورت ہے۔
- 207- گریجویٹس میں بے روزگاری کی زیادہ شرح صرف روزگار کے مواقع کی کمی کو ہی نہیں آشکار کر رہی بلکہ تعلیم کی مہارتوں اور اہمیت کو بھی واضح کر رہی ہے۔ ہمارے ہاں پالیسیوں کو ایسے ترتیب دیا جانا چاہیے کہ وہ صرف تعلیمی نظام کو ہی نہیں بلکہ معیاری اساتذہ اور 21 ویں صدی کے تقاضوں سے جڑے ہوئے نصاب کی بنیاد پر تعلیم کی فراہمی کو یقینی بنائیں۔
- 208- بے روزگاری اور قابلیت سے کم معیاری روزگار کی شرح میں اضافہ ہو رہا ہے، جو نہ صرف نوکریوں کی کمی کو ظاہر کرتا ہے بلکہ معیاری نوکریوں کی کمی کو بھی، خاص طور پر تعلیم یافتہ خواتین کیلئے۔ آمدن، بچت، سرمایہ کاری کے بنیادی نظریہ کے فروغ کے لیے معیاری نوکریوں کی دستیابی انتہائی اہم ہے، جو کہ ڈیموگرافک ڈیویڈنڈ کی بنیاد ہے۔
- 209- آبادی کی شرح نمو اس وقت کم ہوگی جب بچوں کی Opportunity Cost بڑھ جائے گی، اور یہ سماجی و معاشی ترقی کے ساتھ ہی ممکن ہو سکتا ہے۔
- 210- آبادی سے جڑے ہوئے تمام مسائل ایک وسیع سماجی ردعمل کا تقاضا کر رہے ہیں۔ اس کے لئے پالیسی کو اس طرح سے ترتیب دیا جائے کہ ایک طرف ہر شعبہ میں خواتین کیلئے روزگار کے مواقع کی فراہمی یقینی ہو جبکہ دوسری جانب، ملک بھر میں ہر کسی کے لئے روزگار اور کاروباری مواقع میسر آنے چاہیے۔ اس کے لئے سماج میں جدت اور شہروں میں مارکیٹوں کی ترقی، دونوں کی ضرورت ہے۔ اس لحاظ سے، ہمارا اصلاحی ایجنڈا اور بھی اہم ہو جاتا ہے کیونکہ یہ شہری بحالی، مارکیٹ کی ترقی، طرز حکمرانی میں تجدید اور کشادگی کو شامل کرتے ہوئے ایک اہم فریم ورک فراہم کرتا ہے۔

# معاشرہ اور گروہ بندی





## • PIDE BASICS سروے (ح-42) کے مطابق

- معاشرے میں اعتماد کی کمی ہے۔
- ہماری معاشرت مختلف نکلروں میں بٹی ہوئی ہے۔ جہاں لوگ آپ کی شناخت آپ کی برادری سے کرتے ہیں اور خاندان یا برادری سے باہر شادیاں کرنے کا رواج بھی بہت کم ہے۔
- لوگ فلاح کے کاموں میں بہت کم حصہ لیتے ہیں اور رضا کارانہ طور پر کام کرنے کا رواج بھی نہیں ہے۔
- مختلف علاقوں میں بنیادی سہولیات، جیسا کہ کتب خانہ، کھیل کے میدان وغیرہ کی بھی خاصی کمی ہے۔
- نوجوانوں میں آگے بڑھنے کا جذبہ اور بلند عزائم بھی ناپید ہیں۔
- آگے بڑھنے کے مواقع بھی کم ہیں جس کی وجہ سے نوجوانوں کی اکثریت بیرون ملک جانا چاہتی ہے۔
- ایک ایسا معاشرہ جس میں بد اعتمادی ہو، برادری پہچان ہو اور مواقع کم ہوں، وہاں کاروباری صلاحیت اور جدت کے امکانات معدوم ہو جاتے ہیں جو کہ ترقی کے لیے نہایت ضروری ہیں۔ ہمیں افسوس کے ساتھ اس حقیقت کا اعتراف بھی کرنا پڑ رہا ہے کہ پاکستان میں معاشرے کی تعمیر و ترقی کیلئے کبھی بھی کوئی پالیسی ترتیب نہیں دی گئی۔ حتیٰ کہ PSDP کے پاس ایسی کسی پالیسی کے لیے کوئی رقم نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اسٹیڈی میز اور آڈیٹوریمز بھی عام فرد کی پہنچ سے باہر ہیں۔

## PIDE کی تجویز کردہ اصلاحات:



- 211-ا۔ معاشرے کی بہتری کے لئے مقامی حکومتوں کا قیام عمل میں لایا جائے۔ مقامی حکومتوں کو نہ صرف سڑکوں، اسکولوں، صحت کی خدمات مہیا کرنی چاہئیں بلکہ انہیں اچھے شہروں کی تعمیر و ترقی کا ذمہ دار بھی ہونا چاہیے، جو کمیونٹی سنٹرز، لائبریریوں اور کھیل کے میدانوں تک رسائی کو بھی آسان بنائے۔
- 212-ا۔ مقامی حکومت کو کمیونٹی تقریبات کے لیے اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں اور مساجد کے استعمال کے لیے ایک فریم ورک بھی تیار کرنا چاہیے۔
- 213-ا۔ انہیں کمیونٹی کی تقریبات کے لئے مقامی سہولیات جیسے کہ اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں، لائبریریوں، کھیل کے میدانوں، کمیونٹی سینٹرز اور مساجد کے انتظامی امور میں حصہ لینے کی بھی اجازت دینی چاہیے۔
- 214-ا۔ معاشرے کی بہتری کے لیے مقامی حکومتوں کو مختلف مشاغل اور مختلف قسم کے کھیلوں کے حوالے سے صحت مند اندازہ مقابلوں کی فضاء فراہم کرنی چاہیے۔
- 215-ا۔ تہواروں، خصوصاً ثقافتی تہواروں کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے۔
- 216-ا۔ 15 سال سے کم عمر بچے ہمارے مستقبل کی نمائندے ہیں، یہ ہماری آبادی کا 36 فیصد ہیں۔ ان کے لیے بھی ایک مربوط اور جامع پالیسی ترتیب دینے کی ضرورت ہے۔
- معاشرے کی ترقی اور ہماری نوجوان نسل کی فلاح و بہبود سڑکیں بنانے سے زیادہ ضروری ہے۔
  - مقامی حکومتوں کو پڑوسی مقامی حکومتوں سے اچھے تعلقات استوار کرنا چاہیے، جس سے معاشرے میں صحت مند اندازہ مقابلے کی فضاء جنم لیتی ہے۔
  - معاشرے کی بہتری اور ایسی صحت مند اندازہ سرگرمیوں میں بچوں کے ساتھ ساتھ ان کے والدین کو بھی شامل کرنا چاہیے۔

## References

(متن میں دیے گئے حواشی کی تفصیلات کے لئے مندرجہ ذیل حوالہ جات ملاحظہ کیجئے)

1 To absorb the youth bulge, which Pakistan has, into gainful employment and sustain our high level of debt, PIDE's estimates suggest that the country must grow at a rate of 7- 9percent per annum for a sustained period of three decades. For details see PIDE Reform Agenda for Accelerated and Sustained Growth (. (2021

2For details see :

Siddique, O. (2022). Total Factor Productivity and Economic Growth in Pakistan: A Five Decade Overview (2022). The Pakistan Development Review, 61(4), .602-583

Faraz, N., Siddique, O., and Saeed, A. (2023). Sectoral Total Factor Productivity in Pakistan. Islamabad: The Ministry of Planning, Development & Special Initiatives and Pakistan Institute of Development Economics.

3Haq as in the economist Mahbub ul Haq, and HAG as in the Harvard Advisory Group .

4Acemoglu, D. & Robinson, J. A. (2012). Why nations fail: the origins of power, prosperity and poverty. New York, Crown Publishers.

5See: Moosvi (2021). Electoral Politics in Pakistan: Law, Parties, and the Need for Innovation. PIDE Knowledge Brief .45

PIDE (2022), Charter of Economy: Petition to all the Political Leaders/Parties of Pakistan. Policy Viewpoint .40

6See:

Moosvi (2023). Rethinking Electoral Politics. PIDE Discourse .06

Bari (2023) Electoral Reform: A case of Proportional Representation. PIDE Discourse .06

Haque, and Hussein (2023). Manifesto Without Substance. PIDE Knowledge Brief .107

Masood (2021). Electoral Reforms in Pakistan. PIDE Webinar Brief .52

Chaudhary (2023). Why is Pakistani Politics Stuck in a Groove? PIDE Discourse .06

Qazi (2023) NOTA on the Ballot. PIDE Discourse .04

7See: Maken and Salam (2023). Digital Dialogue vs Paper Promises: Manifesto Alignment. PIDE Knowledge Brief .106

8See:

Mehboob (2023). The Unfinished Agenda of Parliamentary Reforms. PIDE Discourse .06

Naurin (2023). The Three-year Political Term: Benefits, Challenges, and Staggered Elections in Focus. PIDE Discourse .06

Fahim, and Junaid (2023). Political Polarization. PIDE Discourse .03

9See: Haque and Ullah (2020). Towards a Stable Economy and Politics. PIDE Knowledge Brief .9

10See:

Haque, et al. (2021). Cash Poor, Perk Rich! Civil Service Compensation: Incentives, Dissatisfaction, and Costs. PIDE.

Kardar (2023). Governance Reforms: Anchored in Civil Service Reforms. PIDE Discourse .06

Haque (2023). Civil Service Reform in Pakistan: Some Principles. PIDE Discourse .06

Haque and Din (2006). Public Sector Efficiency Perspectives on Civil Service Reform. PIDE.

Khaliq (2021). Civil Service Training. PIDE Webinar Brief .04

PIDE (2021) Civil Service Reform. Policy and Research Magazine .2

Haque and Faraz (2021). Structure of Civil Service Reform in Pakistan. PIDE Policy and Research .2

1See:



Haque, et al. (2023). Life Time Cost of Public Servants. PIDE Research Report .

Khan and Khan (2023). Beneath the Surface: Unmasking the Cost of Public Servant in Pakistan. PIDE Discourse .06

2 Haque, at al. (2020). Doing Development Better. PIDE.

3 See:

PIDE Sludge Series

Haque and Qasim (2022). Regulatory Bodies: Hurting Growth and Investment. PIDE Monograph Series.

Khan and Fraz (2022). Market Regulations, Competition Policy and the Role of Competition Commission of Pakistan. PIDE .

PIDE (2020). Growth and Deregulation: Pakistan's Economy at the Crossroads. Policy and Research Magazine 1 (.2

4 See:

Mustafa and Rehman (2023). Judiciary and Human Resource Management in Universities. PIDE Knowledge Brief .104

Iqbal, and Mustafa (2022). A Review of Accountability Systems: Learning from Best Practices. PIDE Knowledge Brief . .82

Answer, and Qadir (2020). Judging the Judges: Dynamics of the Pakistani System of Justice Delivery. PIDE Webinar Brief .05

Siddique, O. (2020). The Economic Analysis of Law in Pakistan. PIDE Knowledge Brief .6

5 See:

Haque and Nayab (2020). Cities - Engines of Growth. PIDE

Hasan, et al. (2020). The Islamabad Master Plan. PIDE Policy Viewpoint .16

Hasan, L. (2022). Doing Construction Right. PIDE Knowledge Brief .96

PIDE (2021). Cities and Urbanization. Policy and Research Magazine 2 (.1

Haque and Nayb (2007). Renew Cities to be the Engines of Growth. PIDE Policy Viewpoint .02

Haider, M. (2021). Pakistan's Urban Policy: Turning Cities into Slums. PIDE P&R .2

6 See:

Haider, M. (2023). Urban Transit and Transportation Service in Pakistan: Challenges and Opportunities. PIDE Discourse .06

Kahliq, and Hasan (2021). Urban Mobility is more than Cars and Expensive Metros! PIDE Webinar Brief .10

Haque and Rizwan (2020). Rethinking Mobility. PIDE Urban Monograph Series 2

Hadi, H. (2021). Why Pakistan Need a Car Policy? PIDE Knowledge Brief .22

7 See:

Ahmed, I. (2023). Local Government Reforms: An Overview. PIDE Discourse .06

Anjum, Z. H. (2001). New Local Government System: A Step Towards Community Empowerment. The Pakistan Development Review, 40(.4

Fahim, M. (2023). Optimal Local Governance for Pakistan: Improving What We Have. PIDE Discourse .04

Kardar, S. (2023). Devolution: Missing Clarity on Structures and Systems of Governance. PIDE Discourse .04

Javed, U. (2023). Decentralization and its Prospects. PIDE Discourse .04

Ahmed and Haq (2021). Local Government and Sustainable Urban Development; A Case Study of Punjab. PIDE Research Report.

8 See:

Haque, at al. (2020). Doing Development Better. PIDE

Khalid, M. (2023). Fiscal Management in Pakistan: The Way Forward. PIDE Discourse .06

Khan, A. (2023). A Proactive and Pro-people Policy Framework. PIDE Discourse .06

- Ahmad, et al. (2021). Fiscal Federalism in Pakistan: Need for a Revisit. PIDE Policy Viewpoint .33
- Rashid, F. (2023). Fiscal Policy for Economic Growth. PIDE Discourse .06
- 19See: Hussein, S. (2021). Critical Evaluation of the Budget Making Process in Pakistan. PIDE Knowledge Brief .28
- 20See
- Salman, A. (2023). Evolving a Limited and Responsible Federal Government: 14Point Fiscal Charter. PIDE Discourse .02
- Jalil, A. (2020). Debt Sustainability: Economic Growth is the Panacea. PIDE Knowledge Brief .19
- Syed, M. (2023). Sovereign Debt Restructuring: A Hard Pill to Swallow for Pakistan? PIDE Discourse .03
- Qasim and Khalid (2012). Fiscal Responsibility: A Critical Analysis of FRDL Pakistan. The Pakistan Development Review
- 51(.4
- 2See
- Haque, at al. (2020). Doing Development Better. PIDE
- Zubair, et al. (2023). Reforming the Federal Public Sector Development Programme. PIDE Working Paper Series .10
- 22See:
- Iftikhar, N. (2022). The Case of Privatization of Pakistan's State-Owned Enterprises. PIDE Discourse 1((3
- 23See:
- Khalid, Et al. (2023). Fiscally Sustainable Pensions in Pakistan. PIDE Working Paper .9
- Siddique, O. (2020). Pensions, Aging of Population, and Fiscal Situation in Pakistan. PIDE Blog Series.
- 24See
- Nasir, et al. (2020) Doing Taxes Better: Simplify, Open and Grow Economy. PIDE Policy Viewpoint .17
- Banees, S. (2023). FBR Tax Policy and Performance: Loopholes in Federal Tax Revenue Forecasting. PIDE Discourse .06
- Nizamani, S. (2020). Higher Taxes Reduces Economic Growth: Overwhelming International Evidence. PIDE Knowledge Brief
- .14
- Khalid and Fraz (2022). A Critical Appraisal of Tax Expenditures in Pakistan. PIDE Knowledge Brief .50
- 25See: Mehmood, S. (2022). Wasting Public Wealth - The Antecedents and practice of public land management in Pakistan. PIDE Working Paper .10
- Bhatti, I. (2022). Plotistan - subsidized land giveaways and public land management in Pakistan. PIDE Webinar Brief .88
- 26See
- Haque and Khurshid (2023). Construction without Real Estate Development. The Pakistan Development Review 62(.1
- Qasim (2022). The Real Estate Price Quandary: Issues and Way Forward. PIDE Knowledge Brief.
- Qasim and Kiani (2022). Islamabad Real Estate Regulatory Authority: An Evaluation. PIDE
- Najib and Ullah (2022). Property Agents and the Question of Real Estate Market Capture. PIDE Working Paper .5
- Saqib, A. (2021). Real Estate Regulation and Development: A Case of Gated Housing in Pakistan. PIDE Webinar Brief .36
- Fraz, A. (2022). Real Estate Myth in Pakistan and the Truth Behind Them. PIDE P&R 3(.3
- Hasan, et al. (2022). Under-Developed Real Estate Industry in Pakistan. PIDE Webinar Brief .21
- 27See
- Khan, M. (2020). Agriculture in Pakistan: A Revisit. PIDE Knowledge Brief .8
- Abedullah (2020). Issues and Strategies to Revitalize the Agriculture Sector of Pakistan. PIDE Blog Series.

Abedullah and Naurin (2022). The Role of Arthi in Agriculture Marketing: An Exploiter of Facilitator of Farmers? PIDE Knowledge Brief .69

28See:

Siddique and Naurin (2022). Land Titles in Punjab - Overview, Problems and Suggestions. PIDE Knowledge Brief .91

Ullah and Shaaf (2022). Property Rights in Pakistan: Laws, Regulations, Transfers, and Enforcement. PIDE Knowledge Brief .63

Rose, s. (2023). The Neglected Tale of Agriculture Land Markets. PIDE Discourse .06

29See:

Haque and Husain (2023). A Small Club: Distribution, Power and Networks in Financial Markets of Pakistan. The Pakistan Development Review 62(.2

Mehmood and Fraz (2020). The Poor State of Financial Markets in Pakistan. PIDE Policy Viewpoint .20

Saeed, et al. (2020). Financial Markets in the 21st Century. PIDE P&R 1(.2

Fahim, W. (2023). Enhancing the Delivery of Financial Services in Pakistan. PIDE Webinar Brief .121

30See

Maqbool, N. (2021). The Electronic Media Economy in Pakistan: Issues and Challenges. PIDE Knowledge Brief .35

Aslam. A. (2021). The Politics of Media Economy in Pakistan. PIDE Webinar Brief .20

Zulfiqar and Khan (2021). Understanding Broadcast Media Economics in Pakistan. PIDE Working Paper .7

31See:

Najib and Qadir (2021). The Nuisance of Own Money in Automobile Purchase. PIDE Knowledge Brief .41

Najib (2021). Making Automobile Affordable for the Middle Class. PIDE P&R 2(.7

32See:

Hina, H. (2021). What Do We Know of Trade Elasticities? PIDE Knowledge Brief .30

Ahmed V. (2023). Strengthening Institutions and Simplifying Regulations: Key to Unleashing Pakistan's Trade and Industrial Potential. PIDE P&R .06

Ahmad, M. (2023). Fostering Trade and Industry. PIDE P&R .06

Zeshan, M. (2023). The Need of Trade Policy Reforms in Pakistan. PIDE Discourse .06

Siddique, O. (2023). Can Domestic Trade be the Engine of Pakistan's Growth? PIDE P&R

Zeshan, M. (2023). Trade, Industry and Competition in Pakistan. PIDE Working Paper .15

Zeshan. M. (2022). Import Tariffs and Trade Balance in Pakistan. PIDE Knowledge Brief .94

33See:

Malik and Urooj (2022). Electricity Tariff Design: A Survey. PIDE Knowledge Brief .81

Malik, A. (2021). Developing Electricity Market. PIDE P&R 2(.5

34See

Malik, A. (2023). Effective Electricity Regulation. PIDE

Cheema et al. (2022). Power Sector: An Enigma with no Easy Solution. RASTA-PIDE.

35See

Malik, A (2022). Privatization of Electricity Distribution Companies - A Way Forward. PIDE Knowledge Brief .52

Malik, A. (2021). Corporate Governance on the State-Owned Electricity Distribution Companies. PIDE Knowledge Brief .40

- Malik, A. (2021). Reforming Electricity Distribution. PIDE P&R 2(.5
- Iqbal and Nawaz (2020). Moving Up the Energy Ladder: The Impact of BISP Cash Transfers on Fuel Choice. PIDE Knowledge Brief .10
- Abbas, S. (2023). How Operational Inefficiency of DISCOs Shapes Circular Debt in the Power Sector. PIDE P&R.
- 36See:
- Malik and Ahmed (2022). Gas Crisis in Pakistan. PIDE Knowledge Brief .83
- Malik, A. (2022). Effectiveness of Oil and Gas Regulatory Authority. PIDE Monograph Series.
- Malik, A. (2023). Challenges and Reforms in Pakistan's Gas Sector. PIDE P&R
- Khan et al. (2020). Oil Price Volatility and Stock Returns: Evidence from Three Oil-price Wars. PIDE Working Paper .22
- Malik, A. (2021). Gas and Petroleum Market Structure and Pricing. PIDE Monograph Series.
- 37See:
- Haque, et al. (2021). Professor-less Universities in Pakistan. PIDE Knowledge Brief .44
- Nazir and Hina (2023). What's Your Degree Worth? Return to Education, Employability, and Upskilling Workforce in Pakistan. PIDE Knowledge Brief .101
- Ahsan, H. (2024). Impact of Education Mismatch on Earnings: Evidence from Pakistan's Labor Market. PIDE Working Paper .01
- Mustafa. G. (2023). Is the Decision to Obtain Higher Education in Pakistan Worth Repaying? PIDE Working Paper .6
- Kakar, R. (2023). School Education in Post-18th Amendment Balochistan: A Political Economy Perspective. The Pakistan Development Review 62(.4
- Bari, F. (2023). Education: Some Thoughts on the Way Forward. PIDE Discourse.
- Sattar, A. (2020). State of Education in Pakistan. PIDE Blog Series.
- Rahman, T. (2023). Language and Education Policies and Power in Pakistan. PIDE P&R .03
- 38See
- Banday, Z. (2023). Augmenting Universal Health Coverage Through Digital Technologies in Pakistan. PIDE Discourse.
- Nazir and Emran (2022). How Do People Do Health in Pakistan? Understanding Health-Related Choices and Healthcare Navigation. PIDE Knowledge Brief .80
- Khan, A. (2023). Health and Climate Change. PIDE Discourse.
- Mirza Z. (2023). Public Health Crisis: A Cry for Reforms. PIDE P&R.
- Rizvi, S. (2022). Spending Public Money Where it Makes More Sense! Universal Health Coverage in Pakistan. PIDE Blog Series.
- 39See; Khan, F. (2020). Doing Away with the 1861Police Act. PIDE Blog series.
- 40See; PIDE (2021). Internet for All. Policy and Research Magazine 2(.3
- 41See
- Nayab, D. (2006). Demographic Dividend or Demographic Threat in Pakistan. PIDE Working Paper .10
- Qureshi. M. (2019). High Population Growth in Pakistan: A Supply and Demand Side Issue. PIDE Blog Series.
- Qaisar, M. (2022). The Perplexing Population Puzzle. PIDE
- Abdullah, S. (2021). Ageing in Pakistan: A Curse or Blessing? PIDE Blog Series.
- 42BASICS notes can be accessed at: <https://pide.org.pk/research-category/basics-notes/>

